فیض الباری

علامہ محمد ابوالحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۲۹

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کِتَابُ الْفِتَنِ

کتاب ہے فتنوں فسادوں کے بیان میں

فائدہ: فتن جمع ہے فتنے کی اور اصل فتنہ داخل کرنا سونے کا ہے آگ میں تا کہ ظاہر ہو کھوٹا ہے یا کھرا اور استعمال کیا جاتا ہے بیچ داخل کرنے آدمی کے آگ میں اور اطلاق کیا جاتا ہے عذاب پر اور اس چیز پر کہ حاصل ہے عذاب سے اور آزمانے اور جانچنے پر اور اس چیز پر کہ دفع کیا جاتا ہے طرف اس کی آدمی شدت سے اور اکثر استعمال اس کی شدت میں ہے اور بعض نے کہا کہ اصل فتنہ کا آزمانا اور جانچنا ہے پھر استعمال کیا گیا ہر اس چیز میں کہ نکالے اس کو محنت اور اختیار طرف مکروہ کی پھر بولا گیا ہر چیز مکروہ پر یا جس کا انجام اس کی طرف ہو مانند کفر اور اثم اور تحریق اور فضیحت اور گناہ وغیرہ کی۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً﴾.

جو وارد ہوا ہے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے بچو فتنے سے کہ نہ پہنچے تم میں ظالموں کو خاص

فائدہ: میں کہتا ہوں وارد ہوئی ہے اس میں وہ چیز جو روایت کی ہے احمد اور بزار نے مطرف بن عبداللہ کے طریق سے کہ ہم نے زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا یعنی جنگ جمل میں اے ابوعبداللہ! تم کیوں آئے البتہ تم نے ضائع کیا خلیفے کو جو قتل ہوا یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کو مدینے میں پھر تم اس کے قصاص لینے کے واسطے بصرے میں آئے؟ تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پڑھا کہ بچو فتنے سے کہ تم میں سے خاص ظالموں کو نہ پہنچے یعنی بلکہ کہیں ایسا نہ ہو سب کو عام ہو اور طبری نے روایت کی ہے کہ یہ آیت اہل بدر کے حق میں اتری اُن کو جنگ جمل کے دن فتنہ پہنچا اور نیز طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اللہ نے مسلمانوں کو حکم کیا کہ برے کام کو اپنے درمیان برقرار رکھیں پس عام ہوگا ان کو عذاب اور اس حدیث کے واسطے شاہد ہے عدی کی حدیث سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بے شک اللہ نہیں عذاب کرتا عام لوگوں کو ساتھ عمل خاص کے یہاں تک کہ دیکھیں بد کام کو اپنے درمیان اور حالانکہ اس کے انکار کرنے پر قادر ہوں سو جب ایسا کریں تو اللہ عام اور خاص سب لوگوں کو عذاب کرتا ہے۔ (فتح)

وَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَذِّرُ مِنَ الْفِتَنِ

اور جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتنوں سے ڈراتے تھے

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ بغل گیر ہے اس کو حدیث باب کی وعید سے تبدیل اور بدعت نکالنے پر اس واسطے کہ فتنے اکثر اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ (فتح)

٦٥٢٦۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ قَالَتْ أَسْمَآءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا عَلٰى حَوْضِيْ أَنْتَظِرُ مَنْ يَّرِدُ عَلَيَّ فَيُؤْخَذُ بِنَاسٍ مِّنْ دُوْنِيْ فَأَقُوْلُ أُمَّتِيْ فَيُقَالُ لَا تَدْرِيْ مَشَوْا عَلَى الْقَهْقَرٰى. قَالَ ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ اللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ أَنْ نَّرْجِعَ عَلٰى أَعْقَابِنَا أَوْ نُفْتَنَ.

٦٥٢٦۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے حوض کوثر پر انتظار کروں گا جو میرے پاس آئیں گے سو کچھ لوگ میرے پاس آنے سے روکے جائیں گے میں کہوں گا اے رب! یہ لوگ میری امت ہے تو کہا جائے گا تو نہیں جانتا ہے کہ پھر گئے ایڑیوں کے بل یعنی تیرے بعد دین سے پھر گئے کہا ابن ابی ملیکہ نے الٰہی! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں کہ پھر جائیں ہم ایڑیوں کے بل یا فتنے میں پڑیں یعنی دین میں۔

٦٥٢٧۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ لَيُرْفَعَنَّ إِلَيَّ رِجَالٌ مِّنْكُمْ حَتّٰى إِذَا أَهْوَيْتُ لِأُنَاوِلَهُمْ اخْتُلِجُوْا دُوْنِيْ فَأَقُوْلُ أَيْ رَبِّ أَصْحَابِيْ يَقُوْلُ لَا تَدْرِيْ مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ.

٦٥٢٧۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارا پیشوا ہوں حوض کوثر پر البتہ میرے سامنے لائے جائیں گے تم میں سے چند لوگ یہاں تک کہ جب ان کی طرف جھکوں گا کہ حوض کوثر کا پانی ان کو دوں تو وہ لوگ میرے پاس سے ہٹائے جائیں گے تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں تو حکم ہوگا کہ تو نہیں جانتا کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا بدعتیں نکالیں۔

٦٥٢٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ فَمَنْ وَرَدَهُ شَرِبَ مِنْهُ وَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهُ أَبَدًا لَيَرِدُ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُوْنِيْ ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ. قَالَ أَبُوْ حَازِمٍ

٦٥٢٨۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ میں تمہارا ہراول اور پیشوا ہوں حوض کوثر پر جو اس پر آئے گا اس سے پیے گا اور جو اس سے پیے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا یعنی ہمیشہ سیراب رہے گا البتہ چند لوگ میرے پاس آئیں گے میں ان کو پہچانوں گا وہ مجھے پہچانیں گے پھر میرے پاس آنے سے روکے جائیں گے، کہا ابو حازم نے سو نعمان نے مجھ کو سنا اور حالانکہ میں ان سے یہ حدیث بیان کرتا تھا تو اس نے کہا کہ تو نے اسی طرح

فَسَمِعَنِي النُّعْمَانُ بْنُ أَبِي عَيَّاشٍ وَأَنَا أُحَدِّثُهُمْ هٰذَا فَقَالَ هٰكَذَا سَمِعْتَ سَهْلًا فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَأَنَا أَشْهَدُ عَلٰى أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ لَسَمِعْتُهُ يَزِيْدُ فِيْهِ قَالَ إِنَّهُمْ مِّنِّيْ فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا بَدَّلُوْا بَعْدَكَ فَأَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ بَدَّلَ بَعْدِيْ.

سہل رضی اللہ عنہ سے سنا ہے؟ میں نے کہا ہاں اس نے کہا البتہ میں گواہی دیتا ہوں ابوسعید رضی اللہ عنہ پر البتہ میں نے اس سے سنا اس میں زیادہ کرتا تھا اتنا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ وہ مجھ سے ہیں یعنی میری امت سے تو حکم ہوگا کہ بے شک تو نہیں جانتا کہ انہوں نے تیرے بعد کیا بدل ڈالا تو میں کہوں گا کہ دوری ہو دوری ہو اس کو جس نے میرے بعد دین بدل ڈالا۔

فائدہ: یہ جو سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا تو مراد اس سے یہ ہے کہ بہشت میں داخل ہوگا اس واسطے کہ وہ صفت ہے اس کی جو بہشت میں داخل ہوگا اور اس حدیث میں وہ لوگ مراد ہیں جو چند گروہ عرب کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے تھے پس نہیں ہے کوئی اشکال بیچ بیزار ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان سے اور دور کرنا ان کا اور اگر مرتد نہیں ہوئے تھے لیکن کوئی بڑا گناہ کیا تھا بدن کے عملوں سے یا کوئی بدعت نکالی تھی دل کے اعتقاد سے تو احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منہ پھیرا ہو اور ان کی شفاعت نہ کی ہو واسطے پیروی حکم اللہ تعالیٰ کے بیچ حق ان کے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے گناہ کی سزا دے اور نہیں ہے کوئی مانع کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عموم شفاعت میں داخل ہوں جو آپ کی امت کے کبیرے گناہ والوں کے واسطے ہوگی سو نکالے جائیں گے وقت نکالنے موحدین کے آگ سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ أُمُوْرًا تُنْكِرُوْنَهَا

باب ہے بیچ بیان قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ تم دیکھوں گے میرے بعد وہ کام جو تم کو برے معلوم ہوں گے

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ.

اور کہا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم صبر کرتے رہو تا وقتیکہ تم حوض کوثر پر مجھ سے ملو یعنی قیامت تک۔

فائدہ: یہ حدیث پوری جنگ حنین میں گزری اور اس میں ہے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا۔

۶۵۲۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ أَثَرَةً وَّأُمُوْرًا تُنْكِرُوْنَهَا

۶۵۲۹۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ البتہ تم میرے بعد دیکھوں گے اپنے سوائے اوروں کو مقدم اور وہ کام جو تم کو برے معلوم ہوں گے، اصحاب نے کہا یا حضرت! پھر آپ ہم کو کیا حکم کرتے ہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر حاکم کی فرمانبرداری کا

قَالُوْا فَمَا تَأْمُرُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَدُّوْا إِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ وَسَلُوا اللّٰهَ حَقَّكُمْ.

حق ہے اس کو ان کی طرف ادا کرنا اور اپنا حق اللہ سے مانگنا۔

فائدہ: اور حاصل اثرت کا خاص ہونا ہے ساتھ حصے دنیاوی کے یعنی تمہارے سوائے اور لوگوں کو حکومت اور دنیا ملے گی اور وہ کام جو تم کو برے معلوم ہوں گے یعنی دین کے کاموں سے اور یہ جو کہا کہ ہم کو کیا حکم کرتے ہیں یعنی جب یہ واقع ہو تو ہم کیا کریں اور قول حضرت ﷺ کا ان کی طرف یعنی حاکموں کی طرف اور قول حضرت ﷺ کا حق ان کا یعنی وہ حق کہ واجب ہے ان کو مطالبہ کرنا اور قبض کرنا اس کا برابر ہے کہ ان کے ساتھ خاص ہو یا عام ہو یعنی ادا کرنا زکوۃ کا اور جہاد میں نکلنا جب کہ معین ہو نکلنا اور قول حضرت ﷺ کا کہ اپنا حق اللہ سے مانگنا یعنی یہ کہ اللہ ان کے دل میں ڈالے کہ تمہارا انصاف کریں یا ان کے بدلے کوئی نیک حاکم اللہ تم کو دے اور ظاہر اس کا عام ہونا ہے مخاطبین میں یعنی یہ حکم انصار یا مہاجرین کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ حکم سب کے واسطے ہے بہ نسبت حاکم کے اور البتہ وارد ہو چکی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے اوپر تعمیم کے سو روایت کی طبرانی نے یزید بن سلمہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے کہ اس نے کہا یا حضرت! اگر ہم پر ایسے حاکم ہوں جو اپنا حق ہم سے لیں اور ہمارا حق ہم کو نہ دیں تو کیا ہم ان سے لڑیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ جو تم پر حاکم کی فرمانبرداری کا حق ہے وہ ادا کرنا اور جو ان پر حق ہے اس کا ادا کرنا اُن پر واجب ہے اور روایت کی مسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے مرفوع کہ عنقریب حاکم ہوں گے وہ برے کام کریں گے سو جو ان کو برا جانے گا وہ بری ہوگا اور جو انکار کرے گا وہ سلامت رہے گا لیکن جو راضی ہوگا اور جو پیروی کرے گا وہ گناہ میں ان کے ساتھ ہوگا اصحاب نے کہا کیا ہم اُن سے نہ لڑیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ جب تک کہ نماز پڑھتے رہیں اور عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضرت ﷺ سے کہا کہ آپ کے بعد آپ کی امت میں فتنے فساد ہوں گے حضرت ﷺ نے پوچھا کس طرف سے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ حاکموں اور علماء کی طرف سے جو حاکم ہوں گے وہ لوگوں کو اُن کا حق نہ دیں گے یعنی ان کا حصہ بیت المال سے نہ دیں گے سو لوگ اپنا حق ان سے طلب کریں گے اور فتنے میں پڑیں گے اور یہ علماء حاکموں کے تابع ہوں گے تو وہ بھی فتنے میں پڑیں گے میں نے کہا سو کس طرح کوئی ان سے بچے گا فرمایا کہ ساتھ باز رہنے کے اور صبر کرنے کے اگر اُن کا حق ان کو دیں تو لے لیں اور اگر نہ دیں تو ان کو چھوڑ دیں۔ (فتح)

٦٥٣٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْجَعْدِ عَنْ أَبِي رَجَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَرِهَ مِنْ أَمِيْرِهٖ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ فَإِنَّهٗ مَنْ خَرَجَ

٦٥٣٠۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنے سردار سے کوئی بری بات دیکھے تو چاہیے کہ اس پر صبر کرے اس واسطے کہ جو بادشاہ کی اطاعت سے بالشت بھر نکلے گا تو اس کی موت بطورِ جاہلیت

مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً.

کے ہے۔

٦٥٣١ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْجَعْدِ أَبِي عُثْمَانَ حَدَّثَنِي أَبُو رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَمَاتَ إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً.

۶۵۳۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے حاکم سے کوئی بری بات دیکھے تو چاہیے کہ اس پر صبر کرے سو بے شک شان یہ ہے کہ جو جماعت سے بالشت بھر جدا ہو گا اور مرے گا تو اس کا مرنا بطورِ کفر کے ہے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ جو جماعت سے جدا ہو گا یعنی بادشاہ کی نافرمانی کرے گا اور اس کے ساتھ لڑے گا کہا ابن ابی جمرہ نے کہ مراد ساتھ جدا ہونے کے کوشش کرنا ہے بیچ کھولنے گرہ بیعت کے یعنی بیعت خلافت کی توڑنے میں جو اس بادشاہ یا حاکم کے واسطے حاصل ہوئی ہے اگرچہ ادنیٰ چیز سے ہو سو مراد رکھی اس سے بقدر بالشت کے اس واسطے کہ اس کا انجام ناحق خون ریزی کی طرف ہوتا ہے اور مراد ساتھ موت جاہلیت کے اہل جاہلیت کی طرح مرنا ہے گمراہی پر اور حالانکہ اس کے واسطے کوئی امام بادشاہ نہ ہو اس واسطے کہ جاہلیت کے وقت لوگ بادشاہ اور حاکم کو نہ پہچانتے تھے اور نہ ان میں کوئی حاکم بادشاہ تھا جس کی حکم برداری کرتے ہوں بلکہ ہر ایک آدمی بسر خود تھا اور یہ مراد نہیں کہ وہ کافر ہو کے مرے گا بلکہ گنہگار مرے گا اور احتمال ہے کہ ہو تشبیہ ظاہر پر اور اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ مرے گا مثل موت جاہلیت کے اگرچہ وہ جاہلی نہ ہو یا یہ حدیث وارد ہوئی ہے بطورِ زجر اور تنفیر کے اور اس کا ظاہر مراد نہیں کہا ابن بطال نے کہ حدیث میں حجت ہے واسطے نہ باغی ہونے کے بادشاہ سے اگرچہ ظالم ہو اور البتہ اجماع ہے فقہاء کا اوپر واجب ہونے فرمانبرداری بادشاہ متغلب کے یعنی جو زور سے بادشاہ بن بیٹھے اور واجب ہے جہاد کرنا ساتھ اس کے اور یہ کہ اس کی حکم برداری بہتر ہے اس کی بغاوت سے اس واسطے کہ اس میں نگاہ رکھنا ہے خونوں کا اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے اور جو اس کے موافق ہے اور نہیں مستثنیٰ کی انہوں نے کوئی چیز مگر جب کہ بادشاہ سے صریح کفر کو دیکھیں تو اس وقت اس کی فرمانبرداری جائز نہیں بلکہ واجب ہے مجاہدہ اس کا اس کے واسطے جو اس پر قادر ہو جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے۔ (فتح)

٦٥٣٢ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ قَالَ دَخَلْنَا

۶۵۳۲۔ حضرت جنادہ سے روایت ہے کہ ہم عبادہ رضی اللہ عنہ پر داخل ہوئے اور حالانکہ وہ بیمار تھے ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو اچھا کرے ہم سے وہ حدیث بیان کر کہ اللہ تجھ کو اس سے

عَلٰی عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَهُوَ مَرِيْضٌ قُلْنَا أَصْلَحَكَ اللّٰهُ حَدِّثْ بِحَدِيْثٍ يَنفَعُكَ اللّٰهُ بِهٖ سَمِعْتَهٗ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْنَاهُ فَقَالَ فِيْمَا أَخَذَ عَلَيْنَا أَنْ بَايَعَنَا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِيْ مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَأَثَرَةً عَلَيْنَا وَأَنْ لَّا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهٗ إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ فِيْهِ بُرْهَانٌ.

نفع دے جو تو نے حضرت ﷺ سے سنی ہو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے ہم کو بلایا یعنی عقبہ کی رات کو تو ہم نے حضرت ﷺ سے بیعت کی سو فرمایا اس چیز میں کہ ہم پر شرط کی یہ کہ ہم نے بیعت کی آپ کی بات سننے اور فرمانبرداری کرنے پر اپنی خوشی اور ناخوشی میں اور اپنی تنگی اور آسانی میں اور اپنے اوپر غیر کی تقدیم میں اور یہ کہ نہ تنازع کریں ہم حاکموں سے حکومت میں مگر یہ کہ تم ان سے صریح کفر دیکھو جس میں تمہارے پاس اللہ کی طرف سے کوئی دلیل ہو۔

فائدہ: یعنی حاکم جو حکم کرے اس کی فرمانبرداری واجب ہے خواہ وہ کام سخت ہو یا آسان تو خوش ہو یا ناخوش اور اس حال میں بھی کہ حاکم تیرے اوپر غیر کو بغیر اس کی حقیقت کے مقدم کرے غیر کو دے تجھ کو نہ دے یا بیت المال سے تیرا حق تجھ کو نہ دے اور قول اس کا مگر یہ کہ صریح کفر دیکھو تو ایک روایت میں ہے کہ جو اللہ کی نافرمانی کرے اس کی فرمانبرداری نہیں اور قول حضرت ﷺ کا کہ تمہارے پاس اس میں اللہ کی طرف سے دلیل ہو یعنی نص آیت یا حدیث صحیح ہو جو تاویل کا احتمال نہ رکھے اور یہ تقاضا کرتا ہے اس کو کہ جب تک کہ ان کے فعل میں تاویل کا احتمال ہو تب تک ان سے باغی ہونا جائز نہیں اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مراد کفر سے اس جگہ نافرمانی اور گناہ ہے اور معنی حدیث کے یہ ہیں کہ نہ تنازع کرو حاکموں سے ان کی حکومت میں اور نہ اعتراض کرو اوپر ان کے مگر یہ کہ ان سے بری بات محقق دیکھو کہ تم اس کو اسلام کے قواعد سے جانتے ہو سو جب تم اس کو دیکھو تو اس سے انکار کرو اور کہو حق جس جگہ کہ ہو تم اور کہا بعض نے کہ مراد ساتھ گناہ کے اس جگہ کفر اور گناہ ہے سو نہ اعتراض کیا جائے بادشاہ پر مگر جب کہ واقع ہو کفر صریح میں اور ظاہر یہ ہے کہ کفر کی روایت محمول ہے اس پر جب کہ حکومت میں جھگڑا ہو یعنی حکومت اور بادشاہی میں جھگڑا کرنا بادشاہ سے جائز نہیں مگر جب کہ کفر صریح کرے اور گناہ کی روایت محمول ہے اس پر کہ جب کہ ہو تنازع اس چیز میں کہ حکومت کے سوائے ہو اور جب نہ قدح کرے اس کی بادشاہی میں تو تنازع کرے اس سے گناہ میں ساتھ اس طور کے کہ انکار کرے اس پر ساتھ نرمی کے اور محل اس کا وہ ہے جب کہ اس پر قادر ہو اور منقول ہے داؤدی سے کہ علماء کا یہ مذہب ہے کہ اگر حاکم ظالم ہو اور اس کی بیعت توڑنے پر بغیر فتنے کے قادر ہو تو واجب ہے توڑنا اس کی بیعت کا نہیں تو واجب ہے صبر کرنا اور بعض سے روایت ہے کہ نہیں جائز ہے عقد کرنا خلافت کا واسطے فاسق کے ابتداءً اور اگر پہلے عادل ہو پھر ظالم ہو جائے تو صحیح یہ ہے کہ اس کی بیعت توڑنا بھی منع ہے مگر یہ کہ کفر کرے پس

واجب ہے باغی ہونا اس سے۔ (فتح)

٦٥٣٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا وَلَمْ تَسْتَعْمِلْنِيْ قَالَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ أَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ.

۶۵۳۳۔ حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! آپ نے فلانے کو تحصیل زکوۃ پر حاکم کیا اور مجھ کو نہیں کیا حضرت ﷺ نے فرمایا اور بے شک تم میرے بعد غیروں کو اپنے اوپر مقدم دیکھو گے سو صبر کرتے رہنا یہاں تک کہ مجھ سے ملو۔

فائدہ: اس شخص نے حضرت ﷺ سے حکومت مانگی تھی حضرت ﷺ نے اس کو جواب دیا کہ تم میرے بعد غیروں کو اپنے اوپر مقدم دیکھو گے تو اس کا سر یہ ہے کہ اس نے گمان کیا تھا کہ حضرت ﷺ نے اس کو اس پر مقدم کیا ہے کہ اس کو حکومت دی اور مجھ کو نہیں دی سو حضرت ﷺ نے اس کے گمان کی نفی کی کہ تیرا یہ گمان غلط ہے اور اس کے واسطے بیان کیا کہ یہ آپ کے زمانہ میں واقع نہیں ہوگا اور یہ کہ نہیں خاص کیا اس کو اس کی ذات کے واسطے بلکہ واسطے عام ہونے مصلحت مسلمانوں کے اور یہ کہ دنیا کی تقدیم کی طلب حضرت ﷺ کے بعد ہوگی سو ان کو حکم کیا کہ اس وقت صبر کریں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَاكُ أُمَّتِيْ عَلٰى يَدَيْ أُغَيْلِمَةٍ سُفَهَآءَ

حضرت ﷺ کی اس حدیث کا بیان کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے لونڈوں کے ہاتھ سے ہوگی جو بے وقوف ہوں گے۔

فائدہ: باب کی حدیث میں سفہاء کا لفظ واقع نہیں ہوا لیکن ایک روایت میں آیا ہے علی رؤوس غلمة سفهاء من قريش سو بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اس طرف اشارہ کر دیا ہے۔

٦٥٣٤۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ جَدِّيْ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ فِيْ مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ وَمَعَنَا مَرْوَانُ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوْقَ يَقُوْلُ هَلَكَةُ أُمَّتِيْ عَلٰى يَدَيْ

۶۵۳۴۔ حضرت سعید بن عمرو سے روایت ہے کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینے کی مسجد میں بیٹھا تھا اور ہمارے ساتھ مروان تھا کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے صادق مصدوق یعنی حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے لونڈوں کے ہاتھ سے ہوگی تو مروان نے کہا کہ ان لونڈوں پر اللہ کی لعنت کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ اگر میں چاہوں کہ کہوں کہ فلانے کی اولاد اور فلانے کی اولاد

غِلْمَةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ مَرْوَانُ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ غِلْمَةٌ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَقُوْلَ بَنِيْ فُلَانٍ وَّبَنِيْ فُلَانٍ لَفَعَلْتُ فَكُنْتُ أَخْرُجُ مَعَ جَدِّيْ إِلٰى بَنِيْ مَرْوَانَ حِيْنَ مُلِّكُوْا بِالشَّامِ فَإِذَا رَآهُمْ غِلْمَانًا أَحْدَاثًا قَالَ لَنَا عَسٰى هٰؤُلَاءِ أَنْ يَّكُوْنُوْا مِنْهُمْ قُلْنَا أَنْتَ أَعْلَمُ.

تو البتہ کروں سو میں اپنے دادا کے ساتھ مروان کی اولاد کی طرف نکلتا تھا جب کہ بادشاہ ہوئے شام کے ملک میں سو جب لونڈے نوجوان دیکھے تو ہم سے کہا اُمید ہے کہ یہ لوگ ان میں سے ہوں ہم نے کہا تو زیادہ تر دانا ہے۔

فائدہ: کہا ابن اثیر نے کہ مراد غلمہ سے یہاں نابالغ لڑکے ہیں اسی واسطے ان کو کم عمر بیان کیا میں کہتا ہوں کہ مراد اس سے ناقص عقل اور تدبیر اور دین میں اگرچہ بالغ ہو اور وہی مراد ہے اس جگہ اس واسطے کہ بنی امیہ میں سے کوئی ایسا خلیفہ نہیں ہوا جو نابالغ ہو اور اسی طرح جن کو انہوں نے عامل بنایا اور اولیٰ حمل کرنا اس کا ہے عموم پر اور ایک روایت میں ہے ہلاک امتی اور یہی موافق ہے واسطے ترجمہ کہ اور مراد امت سے اس جگہ خاص اس زمانہ کے لوگ ہیں نہ تمام امت قیامت تک اور مراد ہلاک ہونے سے یہ ہے کہ اگر تم ان کی تابعداری کرو گے تو تمہارا دین ہلاک ہو جائے گا اور اگر تم ان کی نافرمانی کرو گے تو تم کو ہلاک کر ڈالیں گے یعنی تمہاری دنیا میں یا ساتھ جان مارنے کے یا مال لے جانے کے یا دونوں کے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں لونڈوں کی حکومت سے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ وہ بازار میں چلتے تھے اور کہتے تھے الٰہی! نہ پائے مجھ کو ساٹھواں سال اور نہ لونڈوں کی حکومت اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ اول ان لونڈوں کا ۶۰ھ ساٹھ میں ہو گا یہ اسی طرح ہوا اس واسطے کہ یزید بن معاویہ اس میں خلیفہ ہوا اور باقی رہا ۶۴ھ تک پھر مر گیا پھر اس کا بیٹا معاویہ خلیفہ ہوا وہ بھی چند مہینوں کے بعد مر گیا اور یہ جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں چاہوں تو ان کے نام بتلا دوں تو شاید کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ان کے نام معلوم تھے لیکن انہوں نے کسی کو نہیں بتلائے اور یہ جو کہا کہ جب ان کو نوجوان لڑکے نے دیکھا تو یہ قوی کرتا ہے اس احتمال کو کہ مراد ساتھ لونڈوں کے اولاد اس شخص کی ہے جس نے اپنی اولاد کو خلیفہ کیا اور اس کے سبب سے فساد واقع ہوا پس نسبت کیا گیا طرف ان کی اور بہرحال یہ جو کہا اس نے تردد کیا اس میں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کون سے لوگ مراد ہیں تو یہ اس جہت سے ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کا نام نہیں لیا اور ظاہر یہ ہے کہ مذکورین منجملہ ان کے ہیں اور اول ان کا یزید ہے جیسا کہ دلالت کرتا ہے اس پر قول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا راس ستین وامارة الصبیان اس واسطے کہ یزید اکثر بوڑھوں سے حکومت چھینتا تھا اور اپنے قرابتی نوجوانوں کو دیتا تھا اور تعجب ہے مروان کے لعنت کرنے سے ان لونڈوں کو باوجود اس کے کہ ظاہر یہ ہے کہ وہ اسی کی اولاد میں

سے ہیں سو شاید اللہ نے یہ لعنت اس کی زبان پر جاری کی تا کہ ہو سخت حجت اوپر ان کے اور شاید کہ وہ نصیحت پکڑیں اور البتہ وارد ہوئی ہیں حدیثیں بیچ لعنت حکم والد مروان کے اور اس کی اولاد کے اور شاید خاص ہے ساتھ ان لونڈوں کے اور مروان اس وقت مدینے کا حاکم تھا معاویہ کی طرف سے جس وقت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی اور کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں بھی حجت ہے واسطے نہ باغی ہونے کے بادشاہ سے اگرچہ ظالم ہو اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ان کے نام اور ان کے باپ کے نام بتلا دیے اور یہ نہ فرمایا کہ ان پر خروج کرنا باوجود خبر دینے کے کہ میری امت کی ہلاکت ان کے ہاتھ سے ہوگی اس واسطے کہ خروج کرنا اشد ہے ہلاک کرنے میں پس اختیار کیا سہل امر کو۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ

باب ہے بیچ بیان قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ خرابی ہے عرب کو اس بلا سے جو نزدیک ہو چکی ہے

فائدہ: خاص کیا عرب کو اس واسطے کہ وہ پہلے پہل اسلام میں داخل ہوئے اور واسطے ڈرانے کے کہ جب فتنے فساد واقع ہوں گے تو ہلاکت ان کی طرف بہت جلدی کرے گی۔ (فتح)

٦٥٣٥۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ أَنَّهَا قَالَتِ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّوْمِ مُحْمَرًّا وَجْهُهُ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهِ وَعَقَدَ سُفْيَانُ تِسْعِيْنَ أَوْ مِائَةً قِيْلَ أَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ.

٦٥٣٥۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو کے جاگے آپ کا چہرہ سرخ تھا فرماتے تھے نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے خرابی ہے عرب کو اس بلا سے جو نزدیک ہو چکی ہے یاجوج ماجوج کی دیوار سے آج کھل گیا اس کے برابر اور عقد کیا سفیان نے نوے یا سو کا یعنی اپنے انگوٹھے اور کلمے کی انگلی کا حلقہ کیا کہا گیا یا حضرت! کیا ہم سب ہلاک ہو جائیں گے اور حالانکہ ہم میں نیک لوگ ہوں گے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جب کہ بدکاری غالب ہو جائے گی یعنی جب گناہ اور بدکاری عالم میں کثرت سے ہوئی اور نیک لوگ کم ہو گئے تو نیک اور بد سب ہلاک ہو جاتے ہیں۔

٦٥٣٦۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ

٦٥٣٦۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے ایک قلعے سے جھانکا تو فرمایا بھلا تم دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ

عُرْوَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أُطُمٍ مِّنْ آطَامِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرٰى قَالُوْا لَا قَالَ فَإِنِّيْ لَأَرٰى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُيُوْتِكُمْ كَوَقْعِ الْقَطْرِ.

میں دیکھتا ہوں تمہارے گھروں کے اندر فتنے فساد کے مقامات کو جیسے مینہ گرنے کے مقامات معلوم ہوتے ہیں۔

فائدہ: اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا گیا مدینہ ساتھ اس کے اس واسطے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا شہید ہونا اس میں ہوا پھر اس کے سبب سے شہروں میں فتنے فساد پھیلے جنگ جمل اور جنگ صفین بھی اسی سبب سے تھا اور جو لڑائی اس زمانہ میں واقع ہوئی اسی سے پیدا ہوئی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا بڑا سبب ان کے امیروں پر طعن تھا یعنی جن لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شہروں پر حاکم بنایا ہوا تھا ان پر لوگ طعن کرتے تھے اور اسی سبب سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر بھی طعن کرتے تھے کہ انہوں نے ایسے آدمیوں کو حاکم کیوں بنایا اور پہلے پہل یہ فساد عراق کی طرف سے پیدا ہوا اور وہ مشرق کی طرف ہے پس نہیں ہے کوئی منافات درمیان حدیث باب کے اور اس حدیث کے جو آئندہ آتی ہے کہ فتنے فساد مشرق کی طرف سے ہوں گے اور اچھی ہوئی تشبیہ ساتھ مینہ کے واسطے ارادے تعمیم کے اس واسطے کہ جب کسی زمین معین میں واقع ہوتا ہے تو اس کو عام ہوتا ہے اگرچہ اس کی بعض جہت میں واقع ہو کہا ابن بطال نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ڈرایا قیامت کے قائم ہونے سے تا کہ توبہ کریں پہلے اس سے کہ ان پر ہجوم کرے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے کہ یاجوج ماجوج کا نکلنا قیامت کے قریب ہوگا اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس قدر سے کھل گیا تو پھر ہمیشہ دن بدن کشادہ ہوتا چلا جائے گا اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ خرابی ہے عرب کو اس بلا سے جو قریب ہو چکی اگر تم سے ہو سکے تو مر جاؤ اور یہ نہایت ہے ڈرانے میں فتنوں سے اور پڑنے سے بیچ ان کے کہ موت کو اس کی مباشرت سے بہتر ٹھہرایا اور خبر دی اسامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ساتھ واقع ہونے فتنوں کے گھروں میں تا کہ اس کے واسطے سامان کریں اور ان میں نہ پڑیں اور اللہ سے ان کی بدی سے نجات مانگیں۔ (فتح)

بَابُ ظُهُوْرِ الْفِتَنِ

باب ہے بیچ ظاہر ہونے فتنوں کے

٦٥٣٧ـ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَيَنْقُصُ الْعَمَلُ وَيُلْقَى الشُّحُّ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ وَيَكْثُرُ

٦٥٣٧ـ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کم ہو جائے گا عمل اور علم لوگوں پر بخیلی ڈالی جائے گی یعنی زکوۃ اور خیرات کی رسم جاتی رہے گی اور عالم میں فتنے فساد ظاہر ہوں گے، اور کثرت سے ہرج ہوگا اصحاب نے کہا یا حضرت! ہرج کیا چیز ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

الْهَرْجُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّمَ هُوَ قَالَ الْقَتْلُ الْقَتْلُ. وَقَالَ شُعَيْبٌ وَيُوْنُسُ وَاللَّيْثُ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فرمایا کہ قتل قتل یعنی خون ریزی کثرت سے ہو گی، اور کہا شعیب نے، الخ یعنی ان چاروں نے مخالفت کی ہے معمر کی کہ اس نے سعید کو زہری کا استاذ ٹھہرایا ہے اور ان چاروں نے حمید کو اس کا استاذ ٹھہرایا ہے۔

فائدہ: اور طبرانی نے اوسط میں سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ قائم ہو گی قیامت یہاں تک کہ ظاہر ہو گا فحش اور بخل اور امین کو خائن سمجھا جائے گا اور خائن کو امین اور ہلاک ہوں گے اشراف اور ظاہر ہوں گے کم ذات اور یہ جو کہا کہ زمانہ قریب ہو جائے گا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ قریب ہو جائے گا حال لوگوں کا بیچ کم ہونے دین کے یہاں تک کہ نہ باقی رہے گا ان میں کوئی نیک بات بتلانے والا اور برے کام سے روکنے والا واسطے غالب ہونے فسق کے اور ظاہر ہونے اہل فسق کے کہا ابن بطال نے کہ جو نشانیاں کہ اس حدیث میں مذکور ہیں ہم نے سب کو آنکھ سے دیکھ لیا سو البتہ کم ہوا علم اور ظاہر ہوا جہل اور ڈالی گئی بخیلی دلوں میں اور عام ہوئے فتنے فساد اور بہت ہوا قتل، میں کہتا ہوں ظاہر یہ ہے کہ جس کا اس نے مشاہدہ کیا ہے وہ اس سے بہت تھا باوجود مقابل اس کے اور مراد حدیث میں مضبوط اور مستحکم ہونا اس کا ہے یہاں تک کہ نہ رہے گا مقابل اس کا کوئی مگر نادر اور اسی طرف اشارہ ہے ساتھ تعبیر قبض ہونے علم کے سو نہ باقی رہے گا مگر جہل محض اور نہیں ہے یہ مانع کہ کوئی گروہ اہل علم کا اس وقت موجود ہو اس واسطے کہ وہ اس وقت اور لوگوں میں مغمور اور مستور ہوں گے اور تائید کرتی ہے اس کی جو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ پرانا ہو جائے گا علم یہاں تک کہ نہ معلوم رہے گا کیا ہے نماز کیا ہے روزہ کیا ہے حج کیا ہے خیرات اور ایک رات کو قرآن زمین سے اٹھایا جائے گا یہاں تک کہ نہ باقی رہے گی اس سے زمین پر کوئی چیز لوگوں کے سینوں سے اٹھایا جائے گا کسی کو قرآن کا ایک حرف بھی یاد نہ رہے گا اور واقع یہ ہے کہ ابتدا ان چیزوں کی اصحاب کے زمانے میں ہوئی پھر روز بروز بڑھتی گئیں بعض جگہوں میں سوائے بعض کے اور قیامت کے قریب ان صفات کا استحکام ہو گا اور ابن بطال نے جس وقت یہ کہا تھا اس وقت کو ساڑھے تین سو برس سے زیادہ گزر چکا ہے اور صفات مذکورہ تمام شہروں میں روز بروز زیادتی میں ہیں لیکن بعض بعض میں کم ہوتی ہیں اور بعض بعض میں زیادہ ہوتی ہیں اور جب ایک طبقہ گزر جاتا ہے تو ظاہر ہوتا ہے نقص اور کمی بہت اس طبقے میں جو اس سے پیچھے ہے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے جو آئندہ باب میں ہے کہ کوئی زمانہ نہیں آئے گا اور حالانکہ جو زمانہ اس کے بعد ہے وہ اس سے بدتر ہو گا اور کہا خطابی نے کہ زمانہ قریب ہو جائے گا اس کے معنی یہ ہیں کہ سال مہینے کے برابر ہو گا اور ہر مہینہ ہفتے کے برابر ہو گا اور ہفتہ دن کے برابر ہو گا اور دن گھڑی کے برابر ہو گا یعنی لوگ خوش گزران

ہوں گے زمانہ گزرتا معلوم نہ ہوگا اور شاید ایام مہدی کے وقت میں ہوگا جب کہ زمین عدل اور امن سے پر ہوگی کہا کرمانی نے کہ یہ نہیں مناسب ہے ان چیزوں کو کہ اس کے ساتھ ہی مذکور ہیں ظہور فتن اور کثرت قتل وغیرہ سے میں کہتا ہوں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محتاج ہوا ہے خطابی طرف اس تاویل کے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوا ہے نقص اس کے زمانہ میں نہیں تو جو حدیث میں مذکور ہے البتہ ہمارے اس زمانہ میں پایا گیا ہے کہ بے شک ہم پاتے ہیں جلد گزرنا دنوں کا جو نہیں پاتے تھے ہم اس زمانے میں جو ہمارے زمانے سے پہلے تھا اگرچہ اس جگہ خوش گزران نہ تھی اور حق یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ ہر چیز سے برکت کھینچی جائے گی یہاں تک کہ زمانے سے بھی یعنی کسی چیز میں برکت نہ رہے گی یہاں تک کہ زمانے میں بھی سو رات دن بہت چھوٹا معلوم ہوگا اور یہ قیامت کی نشانیوں سے ہے جیسا کہ نووی رحمہ اللہ وغیرہ نے کہا کہ مراد ساتھ چھوٹے ہونے زمانے کے یہ ہے کہ اس میں برکت نہ رہے گی اور ہو جائے گا فائدہ پانا ساتھ دن کے مثلاً بقدر فائدہ پانے کے ساتھ ایک گھڑی کے اور یہ معنی ظاہر تر ہیں اور اکثر ہیں فائدے میں اور زیادہ تر موافق ہیں ساتھ باقی حدیثوں کے اور بعض نے کہا کہ زمانے کے قریب ہونے کے معنی یہ ہیں کہ کم ہو جائیں گی عمریں بہ نسبت ہر طبقے کے سو ہر پچھلے طبقے کی عمر کم ہوگی بہ نسبت اس طبقے کی جو اس سے پہلے ہے اور بعض نے کہا کہ قریب ہوگا احوال ان کا شر اور فساد اور جہل میں اور اسی کو اختیار کیا ہے طحاوی نے اور کہا ابن ابی جمرہ نے احتمال ہے کہ ہو ساتھ تقارب زمانے کے چھوٹا ہونا اس کا بنا بر اس کے کہ واقع ہوا ہے حدیث میں کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ ہوگا سال مہینے کے برابر بنا بر اس کے پس چھوٹا ہونا اس کا احتمال ہے کہ قریب ہوگا اور بہرحال معنوی سو وہ مدت سے ظاہر ہوا ہے پہچانتے ہیں اس کو اہل علم دینی اور دنا دنیا دار اس واسطے کہ وہ اپنے جی میں معلوم کرتے ہیں کہ وہ جس قدر کام دن میں اس سے پہلے کرتے تھے اب نہیں کر سکتے اور اس میں شک کرتے ہیں اور اس کا سبب نہیں جانتے کیا ہے اور شاید سبب اس کا ضعیف ہو جانا ایمان کا ہے بسبب ظاہر ہونے ان کاموں کے جو شرع کے مخالف میں کئی وجہ سے اور اشد سبب اس کا قوت ہے یعنی رزق اور روزی سو اس میں بعض چیزیں تو محض حرام ہیں اور بعض چیزیں شبہ والی ہیں یہاں تک کہ بہت لوگ نہیں توقف کرتے کسی چیز میں اس سے اور جب قادر ہو کسی چیز کے حاصل کرنے پر تو اس پر ہجوم کرتا ہے اور کچھ پرواہ نہیں کرتا اور واقع یہ ہے کہ برکت زمانے میں اور رزق میں اور انگوریوں میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتی ہے طریق قوت ایمان کی سے اور حکم کی پیروی کرنے سے اور منع کی چیز بچنے سے اور کہا بیضاوی نے احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ تقارب زمانے کے جلدی کرنا دولت کا طرف ختم ہونے کی اور زمانے کا طرف تمام ہو جانے کی سو ان کا زمانہ قریب ہو جائے گا اور ان کے دن نزدیک ہو جائیں گے اور مراد ساتھ کم ہو جانے علم کے حدیث میں کم ہونا علم ہر عالم کے کا ہے ساتھ اس طور کے کہ بھول جائے مثلاً اور بعض نے کہا علم کم ہو جائے گا ساتھ مرنے اہل علم کے سو جب کوئی عالم کسی شہر میں مر گیا اور بجائے اس کے کوئی عالم نہ ہوا

تو ناقص ہوگا علم اس شہر سے اور بہر حال کم ہونا عمل کا سو احتمال ہے کہ ہو بہ نسبت ہر ہر فرد کے اس واسطے کہ جب دنیا کے کام عامل پر ہجوم کریں تو غافل کرتے ہیں اس کو اس کی عبادت سے اور احتمال ہے کہ مراد ظاہر ہونا خیانت کا ہو امانتوں اور کسبوں میں کہا ابن ابی جمرہ نے کہ نقص عمل کا حسی پیدا ہوتا ہے نقص دین سے اور بہر حال معنوی سو باعتبار اس چیز کے ہے کہ داخل ہوتی ہے خلل سے بسبب بدخوراک کے اور کم ہونے مددگار کے عمل پر اور نفس بہت میل کرنے والا ہے طرف راحت کی اور قبض علم کا بیان آئندہ آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ جو کہا کہ دلوں میں بخیلی ڈالی جائے گی تو مراد اس سے ڈالنا اس کا ہے لوگوں کے دلوں میں بنا بر مختلف ہونے ان کے احوال کے یہاں تک کہ بخل کرے گا عالم اپنے علم سے پس چھوڑ دے گا تعلیم کرنا اور فتویٰ دینا اور بخل کرے گا کاری گر اپنی کاری گری سے پس دوسرے کو نہ سکھلائے گا اور بخل کرے گا مالدار اپنے مال سے پس نہیں دے گا محتاج کو یہاں تک کہ ہلاک ہو گا محتاج اور نہیں مراد ہے وجود اصل بخل کا اس واسطے کہ وہ ہمیشہ سے موجود ہے اور یہ جو کہا کہ ظاہر ہوں گے فتنے تو مراد کثرت ان کی ہے اور مشہور ہونا ان کا کہا ابن ابی عمرو نے احتمال ہے کہ ہو ڈالنا بخیلی کا عام اشخاص میں اور منع اس سے وہ ہے جس پر فساد مرتب ہو اور شرعا بخیل وہ شخص ہے جو منع کرے اس حق کو جو اس پر واجب ہو اور اس کا روکنا مال کو مٹا دیتا ہے برکت کو لے جاتا ہے اور تائید کرتی ہے اس کی یہ حدیث کہ نہیں کم ہوتا مال خیرات کرنے سے اس واسطے کہ اہل معرفت نے اس سے سمجھا کہ جس مال سے حق شرعی نکالا جائے اس کو کوئی آفت نہیں پہنچتی بلکہ حاصل ہوتا ہے اس کے واسطے بڑھنا اسی واسطے نام رکھا گیا اس کا زکوٰۃ کہ مال اس سے بڑھتا ہے اور بہر حال ظاہر ہونا فتنوں کا سو مراد اس سے وہ چیز ہے جو تاثیر کرے دین کے امر میں اور بہر حال کثرت قتل کی سو مراد اس سے وہ ہے جو ناحق ہو نہ جو حق ہو مانند اقامت حد اور قصاص کی۔ (فتح)

۶۵۳۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَبِيْ مُوْسٰى فَقَالَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ لَأَيَّامًا يَنْزِلُ فِيْهَا الْجَهْلُ وَيُرْفَعُ فِيْهَا الْعِلْمُ وَيَكْثُرُ فِيْهَا الْهَرْجُ وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ.

۶۵۳۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک قیامت سے پہلے ایسے دن ہوں گے کہ ان میں جہالت اترے گی یعنی پھیلے گی اور علم اٹھایا جائے گا اور قتل بہت ہو گا۔

فائدہ: اس کے معنی یہ ہیں کہ علم اٹھایا جائے گا ساتھ موت علماء کے سو جب کوئی عالم مر جائے گا تو کم ہو جائے گا علم بہ نسبت گم ہونے اس کے حامل کے اور پیدا ہو گی اس سے جہالت اور بے علمی ساتھ اس چیز کے کہ یہ عالم اس کے ساتھ منفرد تھا باقی علماء سے۔

٦٥٣٩- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيْقٌ قَالَ جَلَسَ عَبْدُ اللّٰهِ وَأَبُوْ مُوْسٰى فَتَحَدَّثَا فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ أَيَّامًا يُرْفَعُ فِيْهَا الْعِلْمُ وَيَنْزِلُ فِيْهَا الْجَهْلُ وَيَكْثُرُ فِيْهَا الْهَرْجُ وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ.

۶۵۳۹۔ حضرت شقیق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیٹھے اور آپس میں حدیث بیان کرنے لگے تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے ایسے دن ہوں گے کہ ان میں علم اٹھایا جائے گا اور ان میں جہالت اترے گی اور ہرج بہت ہوگا اور ہرج کے معنی ہیں قتل۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ قَالَ إِنِّيْ لَجَالِسٌ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَالْهَرْجُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ الْقَتْلُ.

ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا اس میں اتنا زیادہ ہے کہ ہرج کے معنی حبش کی زبان میں قتل ہیں۔

٦٥٤٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَحْسِبُهُ رَفَعَهُ قَالَ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ أَيَّامُ الْهَرْجِ يَزُوْلُ فِيْهَا الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ فِيْهَا الْجَهْلُ قَالَ أَبُوْ مُوْسٰى وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ وَقَالَ أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنِ الْأَشْعَرِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ تَعْلَمُ الْأَيَّامَ الَّتِيْ ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّامَ الْهَرْجِ نَحْوَهُ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تُدْرِكُهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ أَحْيَاءٌ.

۶۵۴۰۔ حضرت ابووائل سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے میں گمان کرتا ہوں کہ اس نے اس کو مرفوع کیا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے ایسے دن ہوں گے کہ ان میں قتل ہوگا اور دور ہوگا اس میں علم اور ظاہر ہوگی اس میں جہالت اور کہا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ہرج حبش کی زبان میں قتل ہے اور کہا ابوعوانہ نے عاصم سے ابووائل سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو جانتا ہے ان دنوں کو کہ ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دن ہرج کے مانند اس کی یعنی مانند حدیث مذکور کے کہ قیامت سے پہلے ہرج کے دن ہیں، الخ کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ سب لوگوں سے بدتر ہیں وہ لوگ جن پر قیامت ہوگی اور حالانکہ وہ زندہ ہوں گے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث کا لفظ اگرچہ عام ہے لیکن مراد ساتھ اس کے خاص لوگ اور اس کے معنی یہ

ہیں کہ نہیں قائم ہوگی قیامت اکثر اغلب میں مگر بدتر لوگوں پر اس حدیث کی دلیل سے کہ ہمیشہ رہے گا میری امت سے ایک گروہ دین حق پر یہاں تک کہ قائم ہو قیامت سو دلالت کی اس حدیث نے کہ جب قیامت قائم ہوگی اس وقت کچھ نیک لوگ بھی موجود ہوں گے میں کہتا ہوں اور نہیں ہے متعین جو اس نے کہا بلکہ آئی ہے وہ چیز جو تائید کرتی ہے عموم کو کہ نہیں قائم ہوگی قیامت مگر بدتر لوگوں پر روایت کی یہ حدیث مسلم نے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ ایک ہوا یمن سے بھیجے گا جو نرم تر ہوگی ریشم سے سو نہ چھوڑے گی کسی کو جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوگا مگر کہ اس کی روح کو قبض کر لے گی اور ایک روایت میں ہے دجال اور عیسیٰ علیہ السلام کے قصے میں کہ اللہ ایک ہوا کو بھیجے گا سو وہ ہر مومن کی روح کو قبض کرے گی اور باقی رہ جائیں گے بدتر لوگ گدھوں کی طرح آپس میں لڑیں گے سو یہ جو فرمایا کہ ہمیشہ میری امت کا ایک گروہ دین حق پر قائم رہے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو تو مراد اس ہوا کے چلنے تک ہے جو ہر ایماندار کی روح کو قبض کرے گی پھر نہ رہیں گے مگر بدتر لوگ پس قائم ہوگی ان پر قیامت اچانک۔ (فتح)

بَابٌ لَا يَأْتِي زَمَانٌ إِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِّنْهُ

نہیں آئے گا کوئی زمانہ مگر کہ جو اس کے بعد ہے اس سے بدتر ہوگا

٦٥٤١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ أَتَيْنَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَشَكَوْنَا إِلَيْهِ مَا نَلْقٰى مِنَ الْحَجَّاجِ فَقَالَ اصْبِرُوْا فَإِنَّهُ لَا يَأْتِيْ عَلَيْكُمْ زَمَانٌ إِلَّا الَّذِيْ بَعْدَهُ شَرٌّ مِّنْهُ حَتّٰى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ سَمِعْتُهُ مِنْ نَّبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۵۴۱۔ حضرت زبیر سے روایت ہے کہ ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے سو ہم نے ان کے پاس شکایت کی جو تکلیف پاتے ہیں حجاج بن یوسف (ظالم مشہور) کے ظلم سے تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صبر کرو اس واسطے کہ نہیں آئے گا تم پر کوئی زمانہ مگر کہ جو اس کے بعد ہے اس سے بدتر ہوگا یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملو یعنی مر جاؤ میں نے اس حدیث کو تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ یہ حدیث پیغمبری کی نشانیوں سے ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ساتھ تغیر ہونے احوال کے اور یہ غیب کے علم سے ہے جو رائے سے معلوم نہیں ہوسکتا بلکہ صرف وحی سے معلوم ہوسکتا ہے اور مشکل جانا گیا ہے یہ اطلاق باوجود اس کے کہ بعض پچھلا زمانہ اگلے سے بدی اور شر میں کم ہوتا ہے اس واسطے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ حجاج کے زمانے سے تھوڑا بعد ہے اور البتہ مشہور ہے بھلائی جو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں تھی بلکہ اگر کہا جائے کہ اس کے زمانے میں بدی بالکل مٹ گئی تو کچھ بعید نہیں چہ جائیکہ پہلے زمانے سے بدتر ہو اور البتہ حمل کیا ہے اس کو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اکثر اغلب پر اور جواب دیا ہے بعض نے کہ مراد ساتھ تفضیل کے

تفضیل مجموع عصر کے اوپر مجموع عصر کے یعنی مجموع پہلا زمانہ افضل ہوگا مجموع پچھلے زمانے سے اس واسطے کہ حجاج کے زمانے میں بہت اصحاب زندہ تھے اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانے میں گزر گئے تھے اور جس زمانے میں اصحاب ہوں وہ زمانہ بہتر ہے اس زمانے سے جو اس کے بعد ہے واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ بہتر میرا زمانہ ہے پھر اصحاب کا پھر پائی میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے تصریح ساتھ مراد کے اور وہ اولیٰ ہے ساتھ پیروی کرنے کے سو روایت کی یعقوب بن شیبہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں آئے گا تم پر کوئی زمانہ مگر کہ وہ بدتر ہوگا اس دن سے جو اس سے پہلے یہاں تک کہ قائم ہو قیامت میری یہ مراد نہیں کہ خوش گزران پائے گا یا مال پائے گا بلکہ مراد یہ ہے کہ پچھلا زمانہ کم تر ہوگا علم میں پہلے زمانے سے یعنی مراد باب کی حدیث میں شر سے علم کا کم ہونا ہے یعنی علم نہ رہے گا علماء مر جائیں گے پس نہ کوئی نیک بات بتلائے گا نہ برے کام سے روکے گا پس اس وقت قائم ہوگی قیامت ان پر مشکل ہے زمانہ عیسیٰ علیہ السلام کا بعد زمانے دجال کے کہ وہ بہتر زمانہ ہوگا اور جواب دیا ہے کرمانی نے کہ مراد حدیث میں وہ زمانہ ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوگا یا مراد جنس زمانے کی ہے جس میں حاکم ہوں گے ورنہ بداہت سے معلوم ہے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں کوئی بدی نہیں، میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ مراد وہ زمانہ ہو جو بڑی بڑی نشانیوں کے ظاہر ہونے سے پہلے ہے مانند دجال وغیرہ کی اور مراد شر اور بدی کے زمانوں سے وہ زمانے ہوں جو حجاج کے زمانے سے دجال کے زمانے تک ہیں اور بہرحال عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ سو اس کا حکم از سر نو ہے اور احتمال ہے کہ مراد ان زمانوں سے اصحاب کے زمانے ہوں اس واسطے کہ وہی مخاطب ہیں اس حدیث میں پس خاص ہوگا یہ حکم ساتھ ان کے اور بہرحال جو ان کے بعد ہیں سو وہ مقصود اس حدیث میں نہیں لیکن انس رضی اللہ عنہ نے اس سے عام ہونا اس کا سمجھا سو اسی واسطے جواب دیا ہے اس کو جس نے اس کے پاس حجاج کی شکایت کی اور حکم کیا اس کو ساتھ صبر کے اور کہا ابن حبان نے کہ یہ حدیث عام نہیں بلکہ امام مہدی کا زمانہ اس سے مخصوص ہے۔ (فتح)

٦٥٤٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ الْفِرَاسِيَّةِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَزِعًا يَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْخَزَائِنِ وَمَاذَا أُنْزِلَ مِنَ

۶۵۴۲۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک رات سو کر جاگے غمگین فرماتے تھے سبحان اللہ آج کی رات کیا کیا خزانے اترے ہیں اور کیا ہی فتنے فساد نازل ہوئے کوئی ہے کہ حجروں والی عورتوں کو جگا دے یعنی حضرت ﷺ کی بیویوں کو بہت عورتیں دنیا میں لباس پہنے ہیں اور آخرت میں ننگی ہوں گی۔

الْفِتَنِ مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ يُرِيْدُ أَزْوَاجَهُ لِكَيْ يُصَلِّيْنَ رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الْأخِرَةِ.

فائدہ: اس حدیث میں فتوح اسلام اور جو جو فتنے فساد اس امت میں ہونے والے تھے حضرت ﷺ کو خواب میں معلوم ہوئے اور اختلاف ہے اس قول کی تفسیر میں کہ بہت عورتیں دنیا میں لباس دار ہیں آخرت میں ننگی ہیں ایک قول یہ ہے کہ دنیا میں لباس پہنے ہیں واسطے مالدار ہونے کے اور ننگی ہیں آخرت میں ثواب سے واسطے نہ عمل کرنے کے دنیا میں، دوسرا قول یہ ہے کہ پوشاک پہنے ہیں دنیا میں لیکن وہ کپڑے باریک ہیں ان کا ستر اس سے نظر آتا ہے سو اس کو عذاب ہوگا آخرت میں بدلہ اس کے ننگے ہونے کا، تیسرا قول یہ ہے کہ پوشاک دار ہیں اللہ کی نعمتوں سے ننگی ہیں شکر سے کہ ظاہر ہوتا ہے پھل اس کا آخرت میں ساتھ ثواب کے، چوتھا قول یہ ہے کہ وہ کپڑے پہنے ہیں لیکن وہ اپنی اوڑھنی کو پیچھے سے باندھتی ہیں اور سینہ ان کا کھلا رہتا ہے سو ان کو عذاب ہوگا آخرت میں، پانچواں قول یہ ہے کہ نیک خاوند سے نکاح کیا ہے اور آخرت میں ننگی ہیں عمل سے پس نہ فائدہ دے گا ان کو نیک ہونا ان کے خاوند کا اور کہا ابن بطال نے کہ خزانوں کے فتوح سے فتنہ مال کا پیدا ہوتا ہے پس آدمی حرص کرتا ہے پھر واقع ہوتا ہے اس کے سبب سے قتال میں یا بخیلی کرتا ہے پس منع کرتا ہے حق واجب کو یا تکبر کرتا ہے سو حضرت ﷺ نے چاہا کہ اپنی بیویوں کو سب سے ڈرائیں اور اس حدیث میں بلانا ہے طرف دعا کی اور عاجزی کی وقت اترنے فتنوں کے خاص کر رات میں واسطے امید قبولیت کے تاکہ فتنہ دفع ہو یا سلامت رہے داعی یا جس کے واسطے دعا کی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا

باب ہے بیچ بیان قول حضرت ﷺ کے کہ جو ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں

٦٥٤٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا.

٦٥٤٣۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو ہمارے اوپر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں۔

فائدہ: مراد وہ شخص ہے جو مسلمانوں سے ناحق لڑے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے ڈرانا ان کا اور داخل کرنا خوف کا اوپر ان کے اور احتمال ہے کہ مراد حمل سے ہتھیار کا اٹھانا ہو اور ہوگی مراد قتال سے یا اٹھانا اس کا واسطے ارادے لڑنے کے اور احتمال ہے کہ ہو مراد اٹھانا اس کا واسطے مارنے کے ساتھ اس کے اور ہر حال میں اس میں دلالت ہے اوپر حرام ہونے لڑائی کے مسلمانوں سے اور تشدید کے بیچ اس کے اور یہ جو کہا کہ وہ ہم میں سے نہیں یعنی

ہمارے طریقے پر یا نہیں پیرو ہمارے طریقے کا اس واسطے کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے کہ اس کی مدد کرے اور اس کے آگے لڑے نہ یہ کہ اس کو ڈرائے کہ اس پر ہتھیار اٹھائے واسطے اس ارادے کے کہ اس سے لڑے یا اس کو قتل کرے اور اس کی نظیر یہ حدیث ہے من غشنا فلیس منا اور یہ اس شخص کے حق میں ہے جو اس کو حلال نہ جانے اور بہر حال جو اس کو حلال جانے تو وہ کافر ہو جاتا ہے حرام کے حلال جاننے سے اس کی شرط سے نہ مجرد ہتھیار اٹھانے سے اور اولیٰ نزدیک بہت سلف کے مطلق چھوڑنا حدیث کے لفظ کا ہے یعنی اس میں تاویل نہ کی جائے تا کہ ہو ابلغ زجر میں لیکن وعید مذکور نہیں شامل ہے اس کو جو باغیوں سے لڑے پس محمول ہوگی باغیوں کے حق میں اور اس کے حق میں جو شروع کرے لڑائی ظالم ہو کر۔ (فتح)

٦٥٤٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا.

۶۵۴۴۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں۔

٦٥٤٥ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُشِيرُ أَحَدُكُمْ عَلٰى أَخِيهِ بِالسِّلَاحِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِي يَدِهِ فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ.

۶۵۴۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی نہ اشارہ کرے اپنے بھائی مسلمان کی طرف ہتھیار سے اس واسطے کہ نہیں معلوم کسی کو شاید شیطان اس کے ہاتھ سے کھینچ لے پھر تو گر پڑے دوزخ کے گڑھے میں۔

فائدہ: یعنی ہتھیار سے اشارہ کرنے میں یہ خوف ہے کہ ہاتھ سے چھوٹ پڑے اور مسلمان اس سے مر جائے تو قاتل دوزخ میں پڑے یعنی گناہ میں پڑے جو دخول دوزخ کا سبب ہے کہا ابن بطال نے معنی اس کے یہ ہیں اگر جاری کرے اللہ اس پر وعید کو اور حدیث میں نہی اس چیز سے جو پہنچائے طرف گناہ کی اگرچہ محقق نہ ہو برابر ہے کہ قصد سے ہو یا ہنسی کی راہ سے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ فرشتے لعنت کرتے ہیں جو اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرے اور جب کہ اشارہ کرنے والا لعنت کا مستحق ہے تو پھر جو مارے اس کا کیا حال ہوگا۔ (فتح)

٦٥٤٦ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قُلْتُ لِعَمْرٍو يَا أَبَا مُحَمَّدٍ سَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ مَرَّ رَجُلٌ بِسِهَامٍ فِي

۶۵۴۶۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد تیروں کے ساتھ مسجد میں گزرا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ ان کے پھل کو پکڑ لے اس نے کہا اچھا۔

الْمَسْجِدِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِكْ بِنِصَالِهَا قَالَ نَعَمْ.

۶۵۴۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ بِأَسْهُمٍ قَدْ أَبْدٰى نُصُوْلَهَا فَأُمِرَ أَنْ يَّأْخُذَ بِنُصُوْلِهَا لَا يَخْدِشُ مُسْلِمًا.

۶۵۴۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد کچھ تیروں کے ساتھ مسجد میں گزرا ان کے پھل ظاہر اور کھلے تھے تو حضرت ﷺ نے اس کو حکم کیا کہ ان کے پھل کو ہاتھ سے پکڑ لے کسی مسلمان کو زخمی نہ کر ڈالے۔

۶۵۴۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ فِيْ مَسْجِدِنَا أَوْ فِيْ سُوْقِنَا وَمَعَهٗ نَبْلٌ فَلْيُمْسِكْ عَلٰى نِصَالِهَا أَوْ قَالَ فَلْيَقْبِضْ بِكَفِّهٖ أَنْ يُّصِيْبَ أَحَدًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْهَا شَيْءٌ.

۶۵۴۸۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی ہماری مسجد یا بازار میں گزرے اور اس کے ساتھ تیر ہوں تو چاہیے کہ ان کے پھل اپنے ہاتھ میں پکڑ لے یا فرمایا کہ اپنی ہتھیلی سے قبض کرے واسطے مکروہ جاننے اس بات کے کہ کسی مسلمان کو اس سے زخمی کرے۔

فائدہ: یہ حکم عام ہے تمام مکلفین میں برخلاف حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے تعمیم کو مستلزم نہیں اور یہ جو کہا کہ اپنی ہتھیلی سے تیروں کے پھل کو پکڑ لے تو نہیں ہے مراد اس سے خصوص بلکہ مراد یہ ہے کہ کسی وجہ سے مسلمان کو نہ لگنے دے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

حضرت ﷺ کا فرمانا کہ میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم لوگوں میں سے بعض بعض کی گردنیں ماریں۔

۶۵۴۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيْقٌ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ كُفْرٌ.

۶۵۴۹۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس کو ناحق قتل کرنا کفر ہے۔

فائدہ: اور پہلے گزر چکی ہے توجیہ اطلاق کفر کی اوپر قتال مسلمان کے اور قوی تر قول بیچ اس کے یہ ہے کہ اطلاق کیا ہے اس پر کفر کا واسطے مبالغہ کے تحذیر میں تا کہ باز رہے سامع اس پر جرأت کرنے سے یا بطور تشبیہ کے ہے اس

واسطے کہ یہ فعل کافر کا ہے جیسے کہ ذکر کی ہے انہوں نے نظیر اس کی اس حدیث میں جو اس کے بعد ہے۔ (فتح)

٦٥٥٠۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِيْ وَاقِدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

٦٥٥٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اے لوگو! میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم لوگوں سے بعض بعض کی گردنیں ماریں۔

فائدہ: کفر سے یہاں کیا مراد ہے؟ اس میں آٹھ قول ہیں جو پہلے گزرے اور نواں قول یہ ہے کہ مراد چھپانا حق کا ہے اور لغت میں کفر کے معنی ہیں ڈھانکنے کے سو جو مسلمان سے لڑا تو گویا اس نے اس کا حق ڈھانکا جو اس پر واجب تھا اور دسواں یہ کہ فعل مذکور کفر کی طرف پہنچاتا ہے اس واسطے کہ جو بڑے بڑے گناہوں کی عادت کرے پہنچاتی ہے اس کو نحوست ان کی طرف اس گناہ کی جو اس سے سخت تر ہو پس خوف ہے کہ اس کا خاتمہ باایمان نہ ہو اور اکثر ان جوابوں میں یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ حدیث کے راوی ابوبکرہ نے اس کا خلاف سمجھا اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہ سمجھنا اس کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہچانا جاتا ہے اس سے کہ اس نے قتال سے توقف کیا اس حدیث کی حجت سے اور احتمال ہے کہ توقف اس کا بطریق احتیاط کے ہو واسطے اس چیز کے کہ محتمل ہے اس کو ظاہر لفظ کا اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حقیقی کفر کا معتقد ہو اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ وہ ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے باز نہ رہا اور نہ باز رہا ان کے حکم بجالانے سے اور نہ سوائے اس کے جو دلالت کرے کہ وہ ان کے حقیقی کفر کا معتقد تھا۔ (فتح)

٦٥٥١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ وَعَنْ رَّجُلٍ آخَرَ هُوَ أَفْضَلُ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ أَلَا تَدْرُوْنَ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ فَقَالَ أَلَيْسَ بِيَوْمِ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَيُّ بَلَدٍ

٦٥٥١۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہے؟ اصحاب نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے کہا سو ہم نے گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نام کے سوا اس کا کوئی اور نام رکھیں گے سو فرمایا کہ کیا نہیں ہے قربانی کا دن؟ ہم نے کہا کیوں نہیں یا حضرت! فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟ کیا نہیں ہے یہ شہر ادب والا یعنی مکہ ہم نے کہا کیوں نہیں یا حضرت! فرمایا سو بے شک تمہارے خون اور مال اور تمہاری آبروئیں اور تمہارے چمڑے تم پر حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کو حرمت ہے اس تمہارے مہینے میں اس تمہارے شہر میں

هٰذَا أَلَيْسَتْ بِالْبَلْدَةِ الْحَرَامِ قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَإِنَّ دِمَآئَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ وَأَبْشَارَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَآئِبَ فَإِنَّهُ رُبَّ مُبَلِّغٍ يُبَلِّغُهُ لِمَنْ هُوَ أَوْعٰى لَهُ فَكَانَ كَذٰلِكَ قَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ حُرِّقَ ابْنُ الْحَضْرَمِيِّ حِيْنَ حَرَّقَهُ جَارِيَةُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ أَشْرِفُوْا عَلٰى أَبِيْ بَكْرَةَ فَقَالُوْا هٰذَا أَبُوْ بَكْرَةَ يَرَاكَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَحَدَّثَتْنِيْ أُمِّيْ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ أَنَّهُ قَالَ لَوْ دَخَلُوْا عَلَيَّ مَا بَهَشْتُ بِقَصَبَةٍ.

خبردار ہو کہا میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا؟ ہم نے کہا ہاں، فرمایا یا الٰہی! گواہ رہنا سو چاہیے کہ جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ حکم پہنچا دیں اس واسطے کہ بہت پہنچایا گیا پہنچاتا ہے اس کو اس کی طرف جو اس کو زیادہ تر یاد رکھنے والا ہو اور اسی طرح ہوا سو فرمایا کہ میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم لوگوں میں سے بعض بعض کی گردنیں ماریں سو جب کہ ہوا وہ دن جس میں ابن حضرمی جلایا گیا جب کہ اس کو جاریہ نے جلایا کہا کہ اونچے مکان سے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ پر جھانکو تو انہوں نے کہا یہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ تجھ کو دیکھتا ہے کہا عبدالرحمٰن نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے میری ماں نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے کہا کہ اگر مجھ پر داخل ہوں تو میں ایک کھپانچ نہ ماروں یعنی میں اپنا ہاتھ کھپانچ کی طرف دراز نہ کروں اور نہ اس کو لوں تا کہ اس کے ساتھ لوگوں کو اپنی جان سے ہٹاؤں۔

فائدہ: اس کا سبب یہ ہے کہ جاریہ کا نام محرق تھا اس واسطے کہ اس نے ابن حضرمی کو بصرے میں جلایا تھا اور اس کا بیان یوں ہے کہ معاویہ نے ابن خضرمی کو بصرے کی طرف بھیجا تھا تا کہ مدد طلب کرے ان سے اوپر لڑائی علی رضی اللہ عنہ کے تو علی رضی اللہ عنہ نے جاریہ کو بھیجا تو اس نے ابن خضرمی کو ایک حویلی میں جا گھیرا پھر اس حویلی کو جلایا اور یہ جو کہا کہ یہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ تجھ کو دیکھتا ہے تو کہا مہلب نے کہ جب کیا جاریہ نے ساتھ ابن حضرمی کے جو کیا تو جاریہ نے بعض کو حکم کیا کہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ صحابی کو دیکھیں تا کہ اس کا حال آزمائے کہ علی رضی اللہ عنہ کی حکم برداری میں ہے یا نہیں اور حشمہ نے اس سے کہا تھا کہ یہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ تجھ کو دیکھتا ہے اور جو تو نے کیا سو بہت وقت تجھ پر انکار کرے ہتھیار سے یا کلام سے سو جب ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو کہا اور حالانکہ وہ اپنے بالاخانے پر تھا کہ اگر وہ میرے گھر میں داخل ہوں تو میں ان پر کھپانچ نہ اٹھاؤں اس واسطے کہ میں مسلمانوں سے لڑنا جائز نہیں جانتا سو میں کس طرح لڑوں گا ان سے ساتھ ہتھیار کے میں کہتا ہوں اور جو اہل علم نے ذکر کیا ہے وہ تقاضا کرتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بصرے والوں سے علی رضی اللہ عنہ کے واسطے مدد طلب کی تھی تا کہ اس کی مدد کریں معاویہ کی لڑائی پر بعد فارغ ہونے کے امر تحکیم سے پھر واقع ہوا امر خوارج کا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما علی رضی اللہ عنہ کی طرف گئے اور ان کے ساتھ نہروان میں حاضر ہوتے تو اس کے پیچھے

بعض عبدالقیس نے معاویہ کو کہلا بھیجا اور اس کو خبر دی کہ بصرے میں ایک جماعت عثمانی ہے سو کسی مرد کو بصرے میں بھیجو کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص طلب کرے تو علی رضی اللہ عنہ نے جاریہ کو بھیجا سو ہوا امر اس کے سے جو ہوا سو ظاہر یہ ہے کہ جاریہ بن قدامہ نے اس کے بعد کہ غالب ہوا اور ابن حضرمی کو اور اس کے ساتھیوں کو جلایا تو لوگوں سے علی رضی اللہ عنہ کے واسطے مدد مانگی اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہ صحابی کی رائے یہ تھی کہ فتنے میں نہ لڑنا بہتر ہے جیسے کہ ایک جماعت اصحاب کی رائے تھی تو بعض لوگوں نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ پر دلالت کی تا کہ لازم کریں اس پر نکلنا واسطے لڑائی کے تو ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب دیا ساتھ اس کے جو کہا کہ اگر میرے گھر میں داخل ہوں تو بھی ان پر ہتھیار نہ اٹھاؤں اور یہ قول ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا موافق ہے اس حدیث کو جو طبرانی نے روایت کی کہ فتنے میں اپنے گھروں میں گھس جاؤ اور اپنے آپ کو چھپاؤ میں نے کہا بھلا بتلاؤ تو کہ اگر کوئی ہمارے گھر میں آ گھسے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاہیے کہ تو اپنے ہاتھ کو روکے اور چاہیے کہ ہو وہ بندہ اللہ کا مقتول نہ قاتل۔ (فتح)

٦٥٥٢۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِشْكَابٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْتَدُّوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

٦٥٥٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم لوگوں سے بعض بعض کی گردنیں ماریں۔

٦٥٥٣۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ جَدِّهٖ جَرِيْرٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

٦٥٥٣۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ لوگوں کو چپ کرا پھر فرمایا کہ میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم لوگوں سے بعض بعض کی گردنیں ماریں۔

بَابُ تَكُوْنُ فِتْنَةٌ الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَآئِمِ

باب ہے بیچ بیان قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ فتنہ فساد ہوگا جس میں بیٹھا شخص بہتر ہوگا کھڑے سے

٦٥٥٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ

٦٥٥٤۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب فتنے فساد ہوں گے جن میں

بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ ح قَالَ إِبْرَاهِیْمُ وَحَدَّثَنِیْ صَالِحُ بْنُ کَیْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَتَکُوْنُ فِتَنٌ الْقَاعِدُ فِیْهَا خَیْرٌ مِّنَ الْقَآئِمِ وَالْقَآئِمُ فِیْهَا خَیْرٌ مِّنَ الْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ فِیْهَا خَیْرٌ مِّنَ السَّاعِیْ مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ فَمَنْ وَجَدَ مِنْهَا مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْیَعُذْ بِهٖ.

بیٹھا شخص بہتر ہوگا کھڑے سے اور ان میں کھڑا بہتر ہوگا چلنے والے سے اور ان میں چلنے والا بہتر ہوگا دوڑنے والے سے جو ان کو جھانکے گا تو وہ اس کو کھینچ لیں گے اور جو کوئی پناہ کا مقام یا بچاؤ کی جگہ پائے تو چاہیے کہ اس سے پناہ لے۔

٦٥٥٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْیَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ أَخْبَرَنِیْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَتَکُوْنُ فِتَنٌ الْقَاعِدُ فِیْهَا خَیْرٌ مِّنَ الْقَآئِمِ وَالْقَآئِمُ خَیْرٌ مِّنَ الْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ فِیْهَا خَیْرٌ مِّنَ السَّاعِیْ مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ فَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْیَعُذْ بِهٖ.

٦٥٥٥۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب فتنے فساد ہوں گے کہ ان میں بیٹھا شخص بہتر ہوگا کھڑے سے اور کھڑا بہتر ہوگا چلنے والے سے اور چلنے والا بہتر ہوگا دوڑنے والے سے جو ان کو جھانکے گا وہ اس کو کھینچ لیں گے اور جو کوئی پناہ کا مقام یا بچاؤ کی جگہ پائے یعنی ان کی بدی سے تو چاہیے کہ اس کی پناہ میں آئے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو لوگ ان میں مقتول ہوں گے سب دوزخ میں داخل ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ جب فتنہ اترے تو جس کے پاس اونٹ ہوں چاہیے کہ وہ اونٹوں میں جا رہے اور قول اس کا بیٹھا شخص ان میں بہتر ہوگا یعنی جو فتنے کے وقت گوشہ گیری کرے اور مراد ساتھ کھڑے کے وہ ہے جو اس کو نہ جھانکے اور مراد چلنے والے سے وہ ہے جو اس کے اسباب میں چلے کہ اس کے سبب سے اکثر اوقات مکروہ امر میں پڑے اور بعض نے کہا کہ مراد وہ ہے جو ہو مباشر ان کے واسطے ہر حال میں یعنی بعض ان میں اشد ہیں بعض سے سو ان سب میں اعلیٰ وہ شخص ہے جو ان میں دوڑے اس طور سے کہ فتنوں کے بھڑکانے کا سبب ہو پھر وہ شخص ہے جو قائم ہو ساتھ اسباب ان کے اور وہ ماشی ہے پھر جو ان کا مباشر ہو اور وہ کھڑا ہونے والا ہے پھر وہ ہے جو دیکھنے والوں کے ساتھ ہو اور لڑتا نہ ہو اور وہ قاعدہ ہے پھر وہ ہے جو اس سے بچنے والا ہو نہ مباشر ہو نہ دیکھے اور وہ لیٹنے والا ہے بیدار پھر وہ جس سے

کوئی چیز واقع نہ ہو لیکن راضی ہو اور وہ سوتا ہے اور مراد ساتھ افضل ہونے کے اس خیریت میں وہ ہے جس کا شر کم ہو اور اس سے جو اس سے اوپر ہو بنا بر تفصیل مذکور کے اور قول حضرت ﷺ کا جو اس کو جھانکے یعنی جو اس کے در پے ہو اور اس کے واسطے تعرض کرے اور اس سے منہ نہ پھیرے تو وہ اس کو کھینچ لیں گے یعنی اس کو ہلاک کر ڈالیں گے ساتھ اس طور کے کہ ان سے قریب ہلاک کے ہوگا اور قول حضرت ﷺ کا کہ اس کی پناہ میں آئے یعنی چاہیے کہ اس میں گوشہ گیری کرے تا کہ اس کے شر سے سلامت رہے اور اس حدیث میں ڈرانا ہے فتنے سے اور رغبت دلانا ہے اوپر اجتناب کرنے کے داخل ہونے سے بیچ اس کے اور یہ کہ ہوتی بدی اس کی باعتبار تعلق کے ساتھ اس کے جس قدر تعلق اسی قدر بدی اور مراد ساتھ فتنے کے وہ ہے جو پیدا ہوتا ہے اختلاف اور جھگڑا کرنے سے بیچ طلب ملک اور بادشاہی کے جس جگہ نہ معلوم ہو کہ حق پر کون ہے اور باطل پر کون ہے کہا طبری نے اختلاف ہے سلف کا سو بعض نے اس کو عموم پر حمل کیا ہے اور وہ لوگ وہ ہیں جو مسلمانوں کی لڑائی میں داخل ہونے سے مطلق الگ رہے مانند سعد اور ابن عمر اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہما وغیرہم کی اور تمسک کیا انہوں نے ساتھ ظاہر حدیثوں مذکورہ کے پھر ان کو اختلاف ہے ایک گروہ نے کہا کہ لازم ہے گھروں میں بیٹھنا اور ایک گروہ نے کہا کہ جس شہر میں فتنہ پڑے اس شہر سے مطلق ہجرت کر جائے پھر بعض نے کہا کہ اگر اس پر کوئی چیز ہجوم کرے تو اپنے ہاتھ کو بند رکھے اگرچہ مارا جائے اور بعض نے کہا کہ اپنے جان مال اہل کو بچائے اور وہ معذور ہے اگر مار ڈالے یا مارا جائے اور اور لوگوں نے کہا کہ جب کوئی گروہ امام سے باغی ہو جائے اور لڑائی قائم کرے تو واجب ہے لڑنا ساتھ اس کے اور یہی حکم دو گروہ کا کہ آپس میں لڑیں کہ واجب ہے ہر قادر پر کہ جو حق پر ہو اس کی مدد کرے اور جو باطل پر ہو اس کا ہاتھ روکے اور یہ قول جمہور کا ہے اور بعض نے تفصیل کی ہے کہ جو لڑائی کہ مسلمانوں کے دو گروہ کے درمیان واقع ہو جس جگہ جماعت کا کوئی امام نہ ہو تو لڑنا اس وقت منع ہے اور باب کی حدیثیں اور جو سوائے ان کے ہیں اسی پر محمول ہیں اور یہ قول اوزاعی کا ہے اور کہا طبری نے صواب یہ ہے کہ کہا جائے کہ اصل فتنے کے مبتلا ہونا ہے اور برے کام پر انکار کرنا واجب ہے جو اس پر قادر ہو سو جس نے حق والے کی مدد کی اس نے صواب کو پایا اور جس نے خطا کار کی مدد کی اس نے خطا کی اور اگر امر مشکل ہو حق ناحق معلوم نہ ہو تو یہی ہے وہ حالت جس میں لڑنا منع آیا ہے اور بعض کا یہ مذہب ہے کہ یہ حدیثیں خاص لوگوں کے حق میں وارد ہوئی ہیں جو ان کے ساتھ مخاطب ہیں اور یہ نہی مخصوص ہے ساتھ ان کے اور بعض نے کہا کہ نہی کی حدیثیں مخصوص ہیں ساتھ اخیر زمانے کے جب یہ بات محقق ہوگی کہ لڑائی طلب ملک کے واسطے ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا

جب ملیں دو مسلمان ساتھ تلوار اپنی کے

٦٥٥٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ رَجُلٍ لَمْ يُسَمِّهِ عَنِ

٦٥٥٦۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں ہتھیار پہن کر نکلا فتنے کی راتوں میں یعنی ان لڑائیوں میں جو

الْحَسَنِ قَالَ خَرَجْتُ بِسِلَاحِي لَيَالِيَ الْفِتْنَةِ فَاسْتَقْبَلَنِي أَبُوْ بَكْرَةَ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيْدُ قُلْتُ أُرِيْدُ نُصْرَةَ ابْنِ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَكِلَاهُمَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ قِيْلَ فَهٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ إِنَّهُ أَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ فَذَكَرْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ لِأَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ يُحَدِّثَانِي بِهِ فَقَالَا إِنَّمَا رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ الْحَسَنُ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ.

علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان واقع ہوئیں تو ابوبکرہ رضی اللہ عنہ صحابی مجھ کو سامنے آئے سو کہا کہ تو کہاں کا ارادہ کرتا ہے؟ میں نے کہا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی یعنی علی رضی اللہ عنہ کی مدد کا ارادہ کرتا ہوں تو ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو مسلمان ایک دوسرے کا سامنا کریں تلواریں لے کر تو قتل کرنے والا اور جو قتل ہوا دونوں دوزخیوں میں سے ہیں تو کسی نے پوچھا کہ بھلا قتل کرنے والا تو اس واسطے دوزخی ہوا کہ ظالم تھا مگر کیا حال ہے اس کا جو قتل ہوا؟ یعنی اس کا کیا گناہ ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بھی اپنے ساتھی کے مارنے کا ارادہ رکھتا تھا یعنی اس کا قابو نہ ہوا نہیں تو ضرور مارتا اور کہا حماد بن زید نے الخ یعنی عمرو بن عبید نے خطا کی ہے اس میں کہ اس نے احنف کو حسن اور ابوبکرہ کے درمیان سے حذف کر دیا ہے۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ بِهٰذَا وَقَالَ مُؤَمَّلٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ وَيُوْنُسُ وَهِشَامٌ وَمُعَلَّى بْنُ زِيَادٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْأَحْنَفِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوْبَ وَرَوَاهُ بَكَّارُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ وَقَالَ غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ.

حدیث بیان کی ہم سے سلیمان بن حرب نے الخ یعنی اس نے بھی یہ حدیث احنف کے واسطے سے روایت کی اور کہا مؤمل نے بھی اس حدیث کو ان چار راویوں سے احنف کے واسطہ سے روایت کیا ہے اور روایت کیا ہے اس کو معمر نے ایوب سے اور بکار نے ابوبکرہ سے اور غندر نے شعبہ سے اس نے منصور سے اس نے ربعی سے اس نے ابوبکرہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہیں مرفوع کیا ہے سفیان نے منصور سے بلکہ موقوف بیان کیا ہے۔

فائدہ: اختلاف ہے اس حدیث کے معنی میں سو بعض نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ دونوں دوزخ کے مستحق

ہوتے ہیں لیکن ان کا کام اللہ کی سپرد ہے اگر چاہے گا تو ان کو عذاب کر کے دوزخ سے نکالے گا جیسے اور موحدین کو اور اگر چاہے گا تو ان کو بالکل معاف کر دے گا اور عذاب بالکل نہ کرے گا اور بعض نے کہا کہ وہ محمول ہے اس پر جو اس کو حلال جانے اور نہیں حجت ہے اس میں خارجیوں وغیرہ کے واسطے جو قائل ہیں کہ گنہگار لوگ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اس واسطے کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ آگ میں ہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے جو نہیں دیکھتا لڑنے کو فتنے میں اور وہ لوگ وہ ہیں جو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑائیوں میں شریک نہ ہوئے مانند سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما وغیرہ اصحاب کی اور جمہور اصحاب اور تابعین کا یہ مذہب ہے کہ واجب ہے مدد کرنا حق کی اور لڑنا باغیوں سے اور حمل کیا ہے انہوں نے حدیثوں کو جو اس باب میں وارد ہوئی ہیں اس پر جو لڑنے سے ضعیف ہو یا حق کے پہچاننے سے اس کی نظر قاصر ہو اور اتفاق ہے اہل سنت کا اس پر کہ نہیں جائز ہے طعن کرنا کسی ایک پر اصحاب سے بہ سبب ان لڑائیوں کے کہ واقع ہوئیں درمیان ان کے اگرچہ ان میں سے حق والا پہچانا جائے اس واسطے کہ نہیں لڑے وہ ان لڑائیوں میں مگر اجتہاد سے اور البتہ اللہ نے معاف کیا ہے جو اجتہاد میں خطا کرے بلکہ ثابت ہو چکا ہے کہ جو اجتہاد میں خطا کرے اس کو ایک ثواب ملتا ہے اور جو ٹھیک بات کو پا جائے اس کو دوہرا ثواب ملتا ہے اور حمل کیا ہے انہوں نے وعید کو جو اس حدیث میں مذکور ہے اس پر جو لڑے بغیر تاویل جائز کے بلکہ واسطے مجرد طلب ملک کے اور البتہ روایت کی بزار نے بیچ حدیث قاتل اور مقتول کے زیادتی جو بیان کرتی ہے مراد کو اور وہ یہ ہے کہ جب تم دنیا پر لڑو تو قاتل اور مقتول دونوں آگ میں ہیں اور یہ جو کہا کہ وہ اپنے ساتھی کے مارنے پر حریص تھا تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جس نے کہا کہ مجرد قصد اور نیت پر مؤاخذہ ہوتا ہے اگرچہ نہ واقع ہو فعل اور جواب دیا ہے اس نے جو اس کا قائل نہیں ساتھ اس کے کہ اس میں فعل ہے اور وہ سامنا کرنا ہے ہتھیاروں سے اور واقع ہونا لڑائی کا اور قاتل اور مقتول دونوں کے دوزخ میں ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ دونوں ایک مرتبے میں ہوں اور اس مسئلہ کی بحث کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے اور کہا ہے علماء نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ﴾ کہ اختیار کیا ہے باب افتعال کو شر میں اس واسطے کہ وہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ ضروری ہے اس میں ہونا فعل کا برخلاف نیکی کے اس واسطے کہ ثواب ملتا ہے اس پر مجرد نیت سے اور تائید کرتی ہے اس کو یہ حدیث کہ البتہ اللہ نے معاف کر دیا ہے میری امت سے جو خطرے کہ ان کے دل میں گزرتے ہیں جب تک کہ نہ عمل کریں ساتھ اس کے یا نہ بولیں اور حاصل یہ ہے کہ اس کے تین مرتبے ہیں ایک ہم مجرد ہے سو اس پر ثواب ملتا ہے اور نہیں مؤاخذہ ہوتا دوسرا قرین ہونا فعل کا ہے ساتھ قصد کے اور اس پر بالاتفاق مؤاخذہ ہوتا ہے تیسرا عزم ہے اور اس میں نزاع ہے۔ (فتح)

بَابُ كَيْفَ الْأَمْرُ إِذَا لَمْ تَكُنْ جَمَاعَةٌ — کس طرح ہے امر جب کہ نہ ہو جماعت

فائدہ: یعنی کیا کرے مسلمان اختلاف کی حالت میں پہلے اس سے کہ واقع ہو اجماع کسی خلیفے پر۔

٦٥٥٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْحَضْرَمِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيَّ أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ يَقُوْلُ كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ فَجَآءَ نَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ نَعَمْ وَفِيْهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُهُ قَالَ قَوْمٌ يَهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِيْ تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ عَلٰى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صِفْهُمْ لَنَا قَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِأَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِيْ إِنْ أَدْرَكَنِيْ ذٰلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِمَامَهُمْ قُلْتُ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُمْ جَمَاعَةٌ وَّلَا إِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ.

٦٥٥٧۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی کا حال پوچھتے تھے اور میں بدی کا حال پوچھتا تھا اس ڈر سے کہ مجھ کو پائے تو میں نے کہا یا حضرت! بے شک ہم جاہلیت اور بدی میں تھے سو اللہ تعالیٰ یہ خیر ہمارے پاس لایا تو کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی بدی ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میں نے کہا اور کیا پھر اس بدی کے بعد بھی کوئی بھلائی ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اور اس میں دخان اور میل ہوگا یعنی جو نیکی کہ بدی کے بعد آئے گی وہ بھلائی خالص نہ ہوگی بلکہ اس میں کدورت ہوگی میں نے کہا اور کیا ہے میل اس کا؟ فرمایا راہ چلیں گے بغیر میری راہ کے یعنی میرے طریقے پر نہ چلیں گے تو ان کے بعض عملوں کو بھلا جانے گا اور بعض عملوں کو برا جانے گا یعنی بعض کام موافق شرع کے کریں گے اور بعض مخالف شرع کے میں نے کہا کیا اس بھلائی کے بعد اور کچھ بدی بھی ہو گی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، دوزخ کے دروازوں پر بلانے والے ہوں گے جو ان کا کہا مانے گا اس کو اس میں ڈال دیں گے میں نے کہا یا حضرت! ہمارے واسطے ان کی تعریف بیان کیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ہماری قوم میں سے اور ہمارے ہم زبان ہوں گے میں نے کہا سو آپ مجھ کو کیا حکم کرتے ہیں اگر مجھ کو یہ وقت پا جائے؟ فرمایا کہ لازم پکڑ ساتھ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کا میں نے کہا اگر ان کے واسطے کوئی جماعت اور امام نہ ہو تو پھر کیا حکم ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان سب فرقوں سے الگ ہو جا اور گوشہ گیری کر اگرچہ کسی درخت کی جڑ کو دانت سے پکڑے

یعنی اگر چہ ہو گوشہ گیری ساتھ دانت مارنے کے درخت سے
پس نہ عدول کر اس سے یہاں تک کہ تجھ کو موت پائے اور
حالانکہ تو اسی پر ہو۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ ہم جاہلیت اور بدی میں تھے تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ اسلام کے پہلے تھی کفر سے اور ایک دوسرے کے قتل کرنے اور لوٹنے سے اور بے حیایوں کے لانے سے اور قول اس کا سو اللہ ہمارے پاس یہ خبر لایا یعنی ایمان اور امن اور اصلاح حال کی اور بچنا بے حیایوں سے اور مراد ساتھ بدی کے وہ چیز ہے جو واقع ہوئی فتنے فسادوں سے بعد قتل ہونے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور لگا تار یا جو مرتب ہوگا اس پر آخرت کے عذاب سے اور قول حضرت ﷺ کا کہ اس میں میل ہوگا یعنی ان کے دل آپس میں صاف نہ ہوں گے ایک دوسرے سے کینہ اور بغض رکھیں گے اور قول حضرت ﷺ کا ہماری قوم میں سے ہوں گے یعنی عرب سے اور بعض نے کہا بنی آدم سے اور بعض نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ ظاہر میں ہمارے دین پر ہوں گے اور باطن میں مخالف ہوں گے اور کہا عیاض نے کہ مراد ساتھ شر اول کے وہ فتنے ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد واقع ہوئے اور مراد ساتھ خیر کے وہ ہے جو اس کے بعد عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانے میں واقع ہوئے اور مراد ساتھ ان کے جن کو پہچانے گا اور انکار کرے گا وہ حاکم ہیں جو اس کے بعد ہوں گے اس واسطے کہ بعض ان میں سے سنت اور عدل کے ساتھ تمسک کرتے تھے اور بعض ظلم کرتے تھے اور بدعت کی طرف بلاتے تھے، میں کہتا ہوں ظاہر یہ ہے کہ مراد ساتھ شر اول کے فتنے ہیں جن کی طرف اس نے اشارہ کیا اور مراد ساتھ خیر کے وہ چیز ہے جو واقع ہوئی جمع ہونے سے ساتھ علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے اور مراد دخن سے وہ چیز ہے جو ان کے زمانے میں بعض حاکم تھے مانند زیاد کی عراق پر اور خلاف خارجیوں کا اور مراد ساتھ بلانے والوں کے دوزخ پر جس نے طلب کیا ملک کو خوارج وغیرہ سے اور اسی طرف اشارہ ہے کہ لازم پکڑ مسلمانوں کی جماعت کو اور ان کے امام کو اگر چہ ظالم ہو اور قول حضرت ﷺ کا اور تو اسی پر ہو یعنی اسی طرح دانت مارے ہو یعنی لازم پکڑ مسلمانوں کی جماعت کو اور ان کے حاکموں کی اطاعت کو اگر چہ نافرمانی کریں کہا بیضاوی نے کہ جب زمین میں کوئی خلیفہ نہ ہو تو لازم ہے تجھ پر گوشہ گیری کرنا اور صبر کرنا زمانے کی شدت پر اور کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں حجت ہے واسطے جماعت فقہاء کے کہ واجب ہے لازم پکڑنا مسلمانوں کی جماعت کو اور نہ خروج کرنا ظالم حاکموں پر اس واسطے کہ اخیر فرقے کو وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور نہیں ہوں گے وہ مگر ناحق پر اور باوجود اس کے جماعت کے لازم پکڑنے کا حکم کیا کہا طبری نے کہ اختلاف ہے اس امر میں اور جماعت میں سو ایک قوم نے کہا کہ امر واسطے وجوب کے ہے اور جماعت سواد اعظم ہے اور بعض نے کہا کہ مراد جماعت سے خاص اصحاب ہیں نہ جو ان کے بعد ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ ان کے اہل علم ہیں اس واسطے کہ اللہ نے ان کو خلق پر

حجت ٹھہرایا ہے اور باقی سب لوگ ان کے تابع ہیں دین کے کام میں کہا طبری نے صواب یہ ہے کہ مراد حدیث میں وہ جماعت ہے جو جمع ہوئی ہوں ایک شخص کے حاکم بنانے پر یعنی سب نے اتفاق کر کے ایک شخص کو حاکم بنایا سو جس نے اس کی بیعت نہ کی وہ جماعت سے خارج ہوا اور اس حدیث میں ہے کہ جب لوگوں کے واسطے کوئی امام نہ ہو اور لوگ گروہ گروہ ہو جائیں تو ان میں سے کسی کی پیروی نہ کرے اور اگر ہو سکے تو سب سے الگ رہے واسطے خوف واقع ہونے کے فتنے میں اور اسی پر محمول ہے جو آیا ہے سب حدیثوں میں کہا ابن ابی جمرہ نے کہ اس حدیث میں حکمت اللہ کی ہے اپنے بندوں میں کس طرح قائم کیا ہر ایک کو ساتھ اس چیز کے کہ چاہے سو محبوب کیا طرف اکثر اصحاب کے سوال کرنا وجوہ خیر سے تاکہ عمل کریں ساتھ اس کے اور پہنچائیں اپنے غیروں کو اور اس میں کشادہ ہونا حضرت ﷺ کے سینے کا ہے اور پہچانا حکم کی سب وجوہات کو یہاں تک کہ جواب دیتے تھے ہر سائل کو مناسب اس کے اور اس میں ہے کہ جو چیز کسی کو محبوب ہو وہ اس میں غیر سے فائق ہوتا ہے اسی واسطے حذیفہ رضی اللہ عنہ صاحب سر تھے کہ ان کے سوا اس کو کوئی نہ جانتا تھا یہاں تک کہ منافقوں کے نام اور بہت امر آئندہ کے ان کو معلوم تھے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ ادب تعلیم سے ہے یہ کہ سکھلائے شاگرد کو انواع علوم کے جس کی طرف وہ مائل ہو علوم مباح سے اس واسطے تاکہ جلدی اس کی سمجھ میں آ جائے اور یہ کہ جو چیز نیکی کی طرف راہ بتلائے اس کا نام خیر رکھا جاتا ہے اور اس کے عکس اور اس سے لی جاتی ہے مذمت اس شخص کی جس نے ٹھہرائی ہے دین کے واسطے اصل برخلاف کتاب اور سنت کے اور ٹھہرایا ہے کتاب اور سنت کو فرع اس اصل کی جو انہوں نے نئی نکالی ہے اور اس میں واجب ہونا ہر باطل چیز کا ہے اور ہر چیز کا جو ہدایت نبوی کے مخالف ہو خواہ کسی نے کہا ہو شریف نے یا خسیس نے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يُكَثِّرَ سَوَادَ الْفِتَنِ وَالظُّلْمِ

جو برا جانتا ہے کہ بہت کرے فتنے اور ظلم والوں کی جماعت کو

فائدہ: مراد سواد سے اشخاص ہیں یعنی اہل فتنہ کو بڑھائے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو کسی قوم کی جماعت کو بہت کرے تو وہ انہیں میں سے ہے۔

٦٥٥٨ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَغَيْرُهُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ قُطِعَ عَلٰى أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ بَعْثٌ فَاكْتُتِبْتُ فِيْهِ فَلَقِيْتُ عِكْرِمَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَنَهَانِيْ أَشَدَّ النَّهْيِ ثُمَّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ أُنَاسًا مِّنَ

٦٥٥٨ـ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کچھ مسلمان لوگ کافروں کے ساتھ تھے کافروں کے گروہ کو بڑھاتے تھے حضرت ﷺ پر سو تیر آتا جو مارا جاتا سو ان میں سے کسی کو لگتا اور اس کو قتل کرتا یا اس کو مارتا سو اس کو قتل کرتا تو اللہ نے یہ آیت اُتاری کہ بے شک جن لوگوں کو فرشتوں نے مارا یعنی ان کی روح قبض کی اس حال میں کہ اپنی جان پر ظلم

الْمُسْلِمِيْنَ كَانُوْا مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ يُكَثِّرُوْنَ سَوَادَ الْمُشْرِكِيْنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتِي السَّهْمُ فَيُرْمٰى فَيُصِيْبُ أَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهُ أَوْ يَضْرِبُهُ فَيَقْتُلُهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِيْ أَنْفُسِهِمْ﴾.

کرنے والے تھے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا اس کو مارتا ہے تو یہ معطوف ہے حیاتی پر یعنی اس کو قتل کرتا یا ساتھ تیر کے یا ساتھ تلوار کے اور اس حدیث میں خطا بیان کرنا ہے اس کی جو نافرمانی کرنے والوں کے درمیان ٹھہرے اپنے اختیار سے نہ واسطے قصد صحیح کے اور وہ یہ ہے کہ مثلا ان پر انکار کرے یا امیدوار ہو کہ کسی مسلمان کو ہلاکت سے چھڑائے گا اور یہ کہ جو ہجرت پر قادر ہو وہ معذور نہیں ہے جیسا کہ واقع ہوا ان لوگوں کے واسطے جو مسلمان ہوئے تھے اور کافروں نے ان کو ہجرت کرنے سے منع کیا پھر جنگ میں کافروں کے ساتھ نکلے تھے نہ اس قصد سے کہ مسلمانوں سے لڑیں بلکہ اس وہم کے واسطے کہ مسلمانوں کی آنکھوں میں کافر بہت معلوم ہوں پس حاصل ہوا مؤاخذہ واسطے ان کے ساتھ اس کے سو عکرمہ نے دیکھا کہ جو نکلے ساتھ اس لشکر کے جو مسلمانوں سے لڑے تو وہ گنہگار ہوتا ہے اگرچہ نہ لڑے نہ نیت ہو۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا بَقِيَ فِيْ حُثَالَةٍ مِّنَ النَّاسِ

جب کہ باقی رہ جائے مسلمان کوڑ ناقص لوگوں میں تو کیا کرے؟

٦٥٥٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ حَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَيْنِ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْآخَرَ حَدَّثَنَا أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ وَحَدَّثَنَا عَنْ رَّفْعِهَا قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقٰى

٦٥٥٩۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے دو حدیثیں بیان کیں ایک تو میں نے دیکھ لی اور دوسری کا منتظر ہوں اول یہ کہ ہم کو حدیث بیان کی کہ امانت لوگوں کے دلوں کی جڑ میں اتری یعنی ان کی پیدائشی بات ہے پھر جانی انہوں نے فضیلت اس کی قرآن سے پھر معلوم کی سنت سے یعنی ظاہر اور باطن سے امانت دار ہوگئی اور دوسری حدیث ہم سے امانت کے جاتے رہنے کی بیان کی سو فرمایا کہ سوئے گا مرد ایک نیند سو اٹھا لی جائے گی امانت داری اس کے دل سے تو ہو جائے گا اس کا نشان جیسے آنکھ کا آبلہ یعنی مدہم داغ پھر سوئے گا ایک نیند سو اٹھا لی جائے گی امانت داری اس

فِيهَا أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلٰى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَّلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ وَّيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ فَلَا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ فَيُقَالُ إِنَّ فِيْ بَنِيْ فُلَانٍ رَجُلًا أَمِيْنًا وَّيُقَالُ لِلرَّجُلِ مَا أَعْقَلَهُ وَمَا أَظْرَفَهُ وَمَا أَجْلَدَهُ وَمَا فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِّنْ إِيْمَانٍ وَّلَقَدْ أَتٰى عَلَيَّ زَمَانٌ وَّلَا أُبَالِيْ أَيُّكُمْ بَايَعْتُ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا رَدَّهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامُ وَإِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا رَدَّهُ عَلَيَّ سَاعِيْهِ وَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ أُبَايِعُ إِلَّا فُلَانًا وَّفُلَانًا.

کے دل سے سو ہو جائے گا اس کا نشان آبلہ کی طرح جیسے تو چنگاڑی کو اپنے پاؤں پر ڈھلکائے سو اس پر آبلہ پڑ جائے سو وہ تجھ کو پھولا ہوا دکھائی دے گا حالانکہ اس میں کچھ نہیں پھر لوگ خرید وفروخت کریں گے اور نہیں قریب کہ کوئی بھی امانت کو ادا کرے یہاں تک کہ کہا جائے کہ فلاں کی اولاد میں ایک امانت دار مرو ہے یہاں تک کہ پہنچے گی کہ کہا جائے گا آدمی کے حق میں کہ فلانا شخص کیا خوب دلاور ہے کیا لطیف اور ظریف ہے کیا خوب عقلمند ہے اور حالانکہ اس کے دل میں ایک رائی کے برابر بھی ایمان نہیں۔

فائدہ: یعنی امانت داری دم بدم کم ہوتی جائے گی آخر کو یہ حال ہو جائے گا کہ نامی اور مشہور لوگ جن کی لوگ تعریف کریں گے ان کی بھی نیت بدل جائے گی کچھ امانت داری ان کے دل میں نہ رہے گی۔

تنبیہ: اور البتہ مجھ پر ایک زمانہ آیا اور میں کچھ پرواہ نہ کرتا تھا کہ میں کسی شخص سے خرید وفروخت کروں اگر مسلمان ہوتا تو اس کا اسلام مجھ پر پھیرتا اور اگر کوئی نصرانی ہوتا تو اس کا حاکم اس کو مجھ پر پھیرتا اور آج تو میں نہیں خرید وفروخت کرتا مگر فلاں فلاں شخص سے یعنی ان کو ان لوگوں میں وجود امانت کا وثوق تھا اس واسطے ہر آدمی سے سودا کرتے تھے بغیر بحث کرنے کے حال اس کے سے پھر جب لوگوں میں خیانت ظاہر ہوئی تو نہ سودا کرتے تھے مگر اس سے جس کا حال پہچانتے، اور اس حدیث میں اشارہ ہے کہ پہلے لوگ قرآن کو سیکھتے تھے پھر سنت کو اور قول اس کا کہ میں دوسری کا منتظر ہوں یعنی امانت کا بالکل اٹھ جانا یہاں تک کہ نہ باقی رہے گا موصوف امانت کے مگر شاذ ونادر یعنی سب لوگوں سے امانت اٹھ جائے گی مگر نادر لوگوں سے اور نہیں مخالف ہے اس کو قول حذیفہ رضی اللہ عنہ کا جو حدیث کے اخیر میں ہے اس واسطے کہ وہ نسبت پہلے زمانے کے لوگوں کے ہے یعنی بہ نسبت پہلے زمانے کی ان لوگوں میں امانت داری کم تر ہے اور قول اس کا اگر مسلمان ہوتا، الخ یعنی اگر کسی نے خیانت کی اور سودے میں دغا سے میرا حق لیا سو اگر مسلمان ہوگا تو اسلام کے لحاظ سے میرا حق پھیر دے گا اور اگر نصرانی ہوگا تو اس کا حکم جو مسلمان ہے میرا حق اس سے دلا دے گا اور گویا یہ جواب ہے سوال کا اور سوال یہ ہے کہ خیانت ہمیشہ سے موجود ہے اس واسطے کہ اس وقت میں کافر بھی موجود تھے اور کافر لوگ خیانت کرنے والے ہیں سو اس کا یہ جواب دیا جو

مذکور ہوا اور یہ جو کہا کہ البتہ مجھ پر ایک زمانہ آیا، الخ تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ امانت میں نقص اس زمانے سے شروع ہوا اور امانت سے مراد وہ چیز ہے جو چھپی ہو اور نہ جانتا ہو اس کو مگر اللہ مکلّف سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ فرائض ہیں جن کا حکم ہوا اور جن سے منع ہوا اور بعض نے کہا کہ وہ بندگی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ تکالیف ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے عہد میثاق ہے اور یہ اختلاف واقع ہوا ہے بیچ تفسیر امانت کے جو مذکور ہے آیت میں ﴿إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ﴾ الآیۃ اور ابن عربی نے کہا کہ مراد امانت سے حدیث میں ایمان ہے سو جب دل میں قرار پکڑے تو قائم ہوتا ہے ساتھ مامور کے اور باز رہنے کے ممنوع چیز سے اور تحقیق اس کی اس چیز میں کہ ذکر کی گئی ہے امانت کے اٹھ جانے سے کہ بدیاں ایمان کو ہمیشہ ضعیف کرتی ہیں یہاں تک کہ جب ضعف انتہا کو پہنچتا ہے تو نہیں باقی رہتا مگر اثر ایمان کا اور وہ زبان سے اقرار کرتا ہے اور اعتقاد ضعیف بیچ ظاہر دل کے سو تشبیہ دی اس کو ساتھ اثر کے بیچ ظاہر بدن کے اور کفایت کی ضعف ایمان سے ساتھ نبیذ کے اور بیان کی مثال واسطے دور ہونے ایمان کے دل سے حال میں ساتھ دور ہونے چنگاڑی کے پاؤں سے یہاں تک کہ واقع ہو زمین میں اور جو بخاری رحمہ اللہ نے باب باندھا ہے وہ لفظ حدیث کا ہے جو روایت کی طبری نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ! تو کیا کرے گا جب کہ تو رہ جائے گا کوڑ ناقص لوگوں میں جن کے عہد و پیمان اور امانت داریاں بگڑ جائیں گے اور ان میں پھوٹ پڑ جائے گی تو وہ لوگ اس طرح ہو جائیں گے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اختلاف کی مثال دی اپنے دونوں ہاتھ کی انگلیاں قینچی کر کے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! سو اس وقت کیا کروں؟ فرمایا کہ خاص اپنے حال پر متوجہ ہونا اور عام لوگوں کو ان کے حالات پر چھوڑ دینا کہا ابن بطال نے کہ بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا اور نہیں داخل کیا اس کو باب میں اس واسطے کہ اس کی شرط پر نہیں پس داخل کیا ان کے معنوں کو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ، میں کہتا ہوں اور جمع ہوتی ہے یہ حدیث ساتھ اس کے بیچ کم ہونے امانت کے اور نہ وفا کرنے کے ساتھ عہد و پیمان کے اور شدت اختلاف کے۔ (فتح)

بَابُ التَّعَرُّبِ فِي الْفِتْنَةِ فتنے فساد کے وقت جنگلوں میں جا رہنا

فائدہ: اور وہ یہ ہے کہ انتقال کرے مہاجر اپنی ہجرت کے شہر میں پس جنگل میں جا رہے سو ہجرت کے بعد پھر گنوار ہو جائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت یہ حرام تھا مگر یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اجازت دیں اور مقید کیا اس کو ساتھ فتنے کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس چیز کی کہ وارد ہوئی ہے اجازت سے وقت اترنے فتنے کے جیسا کہ باب کی دوسری حدیث میں ہے اور بعض نے کہا کہ منع کیا جائے لیکن سلف کو اس میں اختلاف ہے بعض نے تو سلامتی اور گوشہ گیری کو اختیار کیا ہے اور بعض نے کہا کہ لڑائی کرے اور یہ قول جمہور کا ہے۔ (فتح)

٦٥٦٠ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى الْحَجَّاجِ فَقَالَ يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ ارْتَدَدْتَ عَلٰى عَقِبَيْكَ تَعَرَّبْتَ قَالَ لَا وَلٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لِيْ فِي الْبَدْوِ وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ خَرَجَ سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ إِلَى الرَّبَذَةِ وَتَزَوَّجَ هُنَاكَ امْرَأَةً وَوَلَدَتْ لَهُ أَوْلَادًا فَلَمْ يَزَلْ بِهَا حَتّٰى قَبْلَ أَنْ يَمُوْتَ بِلَيَالٍ فَنَزَلَ الْمَدِيْنَةَ.

٦٥٦٠ - حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حجاج پر داخل ہوا یعنی جب کہ حجاج حجاز کا حاکم ہوا بعد قتل کرنے ابن زبیر کے اور مکے سے مدینے میں گیا سو کہا کہ اے اکوع کے بیٹے! کیا تو مرتد ہو گیا ہے تو نے جنگل میں جگہ پکڑی ہے؟ اس نے کہا نہیں لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اجازت دی جنگل میں رہنے کی اور یزید بن ابی عبید سے روایت ہے کہ جب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلیفہ سوم شہید ہوئے تو نکلا سلمہ رضی اللہ عنہ طرف ربذہ کی کہ ایک جگہ ہے جنگل میں درمیان مکے اور مدینے کے اور وہاں ایک عورت سے نکاح کیا اور اس نے اس کے واسطے اولاد جنی سو ہمیشہ رہا اس میں یہاں تک کہ مرنے سے پہلے چند روز آیا اور مدینے میں اترا یعنی اور مدینے میں آ کر فوت ہوا۔

فائدہ: یہ جو کہا کیا تو مرتد ہو گیا ہے تو یہ اشارہ ہے اس حدیث کی طرف کہ آئی ہے کہ ہجرت کے بعد پھر جنگل میں جا رہنا کبیرہ گناہ ہے اور کہا ابن اثیر نے کہ جو ہجرت کرنے کے بعد بغیر عذر کے اپنی جگہ کی طرف پھر جاتا اس کو مرتد شمار کرتے تھے اور یہ حجاج نے بڑی بے ادبی کی کہ ایسے برے لفظ سے اس کو خطاب کیا پہلے اس سے کہ اس کا عذر معلوم کرے اور بعض نے کہا کہ حجاج اس کے قتل کا ارادہ کرتا تھا سو اس نے ایسی وجہ بیان کی جس سے وہ قتل کا مستحق ہو جائے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مہاجر ہی ہو جس جگہ رہو گے۔ (فتح)

٦٥٦١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ أَنْ يَكُوْنَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهِ مِنَ الْفِتَنِ.

٦٥٦١ - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ہے کہ مسلمان کا بہتر مال بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے پھرے گا چرانے کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور پانی برسنے کے مقامات پر اپنا دین لے کر بھاگے گا فتنے فسادوں کے سبب سے یعنی فساد کے وقت گوشہ گیری بہتر ہے کہ لوگوں کے ملنے سے ایسے وقت میں ایمان سلامت نہیں رہتا تو بکریاں چرا کر کھانا بہتر ہے۔

فائدہ: اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ ذکر کرنے اس حدیث کے کہ سلمہ رضی اللہ عنہ کا قول بھی اسی پر محمول ہے اس واسطے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہوئے تو فتنے فساد واقع ہوئے تو سلمہ رضی اللہ عنہ نے گوشہ گیری کی اور ربذہ میں جا رہے

اور وہاں نکاح کیا اور ان لڑائیوں میں شریک نہ ہوئے اور حق حمل کرنا عمل سب اصحاب کا سداد پر ہے سو جس نے ہتھیار پہنے اس کے واسطے دلیل ظاہر ہوئی واسطے ثابت ہونے ساتھ لڑنے امر کے ساتھ لڑنے کے باغی گروہ سے اور اس کو اس پر قدرت تھی اور جو بیٹھا نہ ظاہر ہوا اس کے واسطے کہ دونوں سے کون گروہ باقی ہے جب کہ اس کو لڑائی کی قدرت نہ تھی اور البتہ واقع ہوا ہے خزیمہ رضی اللہ عنہ کے واسطے کہ وہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور باوجود اس کے نہ لڑتا تھا سو جب عمار رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو اس وقت لڑا اور یہ حدیث بیان کی کہ ہائے عمار رضی اللہ عنہ کو باغی گروہ قتل کرے گا اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر فضیلت گوشہ گیری کے جس کو اپنے دین کا خوف ہو اور اختلاف کیا ہے سلف نے اصل گوشہ گیری میں سو کہا جمہور نے کہ لوگوں میں رہنا بہتر ہے اس واسطے کہ اس میں حاصل کرنا دینی فائدوں کا ہے واسطے قائم ہونے کے ساتھ شعائر اسلام کے اور بڑھانے جماعت مسلمانوں کے اور پہنچانے انواع خیر کے طرف ان کی مدد اور فریاد رسی اور بیمار پرسی وغیرہ سے اور ایک قوم نے کہا کہ گوشہ گیری بہتر ہے واسطے تحقیق ہونے سلامتی کے بیچ اس کے بشرط معرفت اس چیز کے کہ متعین ہوا اور کہا نووی رحمہ اللہ نے مختار فضیلت آدمیوں میں رہنے کی ہے اس کے واسطے جس کو گمان غالب نہ ہو کہ وہ گناہ میں پڑ جائے گا اور اگر امر مشکل ہو تو گوشہ گیری افضل ہے اور بعض نے کہا کہ مختلف ہے ساتھ اختلاف اشخاص کے سو بعض پر ایک امر واجب ہوتا یا راجح اور نہیں ہے کلام اس میں بلکہ جب دونوں جانب مساوی ہو سو مختلف ہے ساتھ اختلاف احوال کے اور اگر معارض ہوں تو مختلف ہیں ساتھ اختلاف اوقات کے سو جس پر لوگوں میں رہنا لازم ہے وہ ہے جس کو قدرت ہو اوپر دور کرنے برے کام کے سو اس پر لوگوں میں رہنا فرض عین ہے یا کفایہ بحسب حال اور امکان کے اور راجح ہے اس کے حق میں جس کو گمان غالب ہو کہ وہ سلامت رہے گا جب کہ قائم ہو گا امر بالمعروف میں اور جس کے حق میں مساوی ہے وہ ہے جس کو اپنے نفس پر امن حاصل ہو اور یہ اس وقت جب کہ فتنہ عام نہ ہو اور اگر فتنہ واقع ہو تو راجح ہے گوشہ گیری اس واسطے کہ ایسے وقت غالبًا آدمی گناہ میں پڑ جاتا ہے اور کبھی واقع ہوتی ہے عقوبت ساتھ فتنہ والوں کے پس عام ہوتی ہے اس کو جو اس کے اہل سے نہ ہو۔ (فتح)

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْفِتَنِ — فتنوں سے پناہ مانگنا

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اس کے مشروع ہونے میں رد ہے اس پر جو کہتا ہے کہ اللہ سے فتنہ مانگو اس واسطے کہ اس میں منافقوں کا ہلاک ہونا ہے اور کتاب الدعوات میں چند باب گزر چکے ہیں واسطے پناہ مانگنے کے چند چیزوں سے انہیں میں ہے پناہ مانگنا مال کے فتنے سے اور محتاجی کے فتنے سے اور نکمی عمر کے فتنے سے اور دنیا کے فتنے سے اور آگ کے فتنے سے اور سوائے اس کے کہا علماء نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا اس کے مشروع کرنے کا اپنی امت کے واسطے۔ (فتح)

۶۵۶۲۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا — ۶۵۶۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے

هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَحْفَوْهُ بِالْمَسْأَلَةِ فَصَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الْمِنْبَرَ فَقَالَ لَا تَسْأَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا بَيَّنْتُ لَكُمْ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فَإِذَا كُلُّ رَجُلٍ لَافٌّ رَأْسَهٗ فِيْ ثَوْبِهٖ يَبْكِيْ فَأَنْشَأَ رَجُلٌ كَانَ إِذَا لَاحٰى يُدْعٰى إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَنْ أَبِيْ فَقَالَ أَبُوْكَ حُذَافَةُ ثُمَّ أَنْشَأَ عُمَرُ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ سُوْءِ الْفِتَنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَيْتُ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَالْيَوْمِ قَطُّ إِنَّهٗ صُوِّرَتْ لِيَ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَتّٰى رَأَيْتُهُمَا دُوْنَ الْحَائِطِ فَكَانَ قَتَادَةُ يَذْكُرُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عِنْدَ هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَسْأَلُوْا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾.

حضرت ﷺ سے سوال کیا یہاں کہ آپ کو سوال سے گھیرا یعنی حضرت ﷺ کو لپٹ گئی تو حضرت ﷺ ایک دن منبر پر چڑھے سو فرمایا کہ جو کچھ مجھ سے پوچھو گے تم کو بتلا دوں گا تو میں نے دائیں بائیں دیکھنا شروع کیا تو میں نے دیکھا کہ ہر آدمی کپڑے میں سر ڈالے روتا ہے سو شروع کیا کلام کرنا ایک مرد نے جو جھگڑے کے وقت اپنے باپ کے سوا اور کی طرف نسبت کیا جاتا تھا یعنی اس کو اپنے باپ کا بیٹا نہ کہتے تھے تو اس نے کہا یا حضرت! میرا باپ کون ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ ہے پھر شروع کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کلام کرنا سو کہا کہ ہم راضی ہیں اللہ کی الوہیت سے اور اسلام کے دین سے اور حضرت ﷺ کی پیغمبری سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں فتنوں کی بدی سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں دیکھا میں نے کوئی دن نیکی بدی میں کبھی جیسے آج کا دن ہے بے شک شان یہ ہے کہ بہشت اور دوزخ کی صورت میرے سامنے لائی گئی یہاں تک کہ میں نے ان کو دیکھا دیوار سے یعنی اپنے اور دیوار کے درمیان، کہا قتادہ رحمہ اللہ نے کہ ذکر کی جاتی ہے یہ حدیث نزدیک اس آیت کے کہ اے لوگو! نہ پوچھو ان چیزوں سے کہ اگر تمہارے واسطے ظاہر کی جائیں تو تم کو بری لگیں۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کی ماں نے کہا کہ کیا چیز باعث ہوئی تجھ کو اوپر اس کے کہ تو نے اپنے باپ کا نام پوچھا اس نے کہا کہ میں نے چاہا کہ میں معلوم کروں کہ میرا باپ کون ہے۔ (فتح)

وَقَالَ عَبَّاسٌ النَّرْسِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَقَالَ كُلُّ رَجُلٍ لَافًّا رَأْسَهٗ فِيْ ثَوْبِهٖ يَبْكِيْ وَقَالَ عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنْ سُوْءِ الْفِتَنِ أَوْ قَالَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ان سے یہ حدیث بیان کی اور کہا کہ ہر مرد اپنا سر اپنے کپڑے میں لپیٹے روتا ہے اور کہا کہ میں کہتا ہوں اس حال میں کہ اللہ کی پناہ مانگتا ہوں فتنوں کی بدی سے یا فرمایا کہ میں پناہ مانگتا ہوں فتنوں کی بدی سے۔

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ سَوْأَى الْفِتَنِ.

فائدہ: اور اس حدیث کی باقی شرح کتاب الاعتصام میں آئے گی۔ (فتح)

وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ وَمُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَقَالَ عَآئِذًا بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ الْفِتَنِ.

ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا اس میں یہ ہے کہ میں یہ کہتا ہوں اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں فتنوں کے شر سے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفِتْنَةُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ

فتنہ پورب کی طرف سے ہوگا

٦٥٦٣۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَامَ إِلٰى جَنْبِ الْمِنْبَرِ فَقَالَ الْفِتْنَةُ هَا هُنَا الْفِتْنَةُ هَا هُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ أَوْ قَالَ قَرْنُ الشَّمْسِ.

٦٥٦٣۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر کے پہلو میں کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ فتنہ اس طرف سے ہوگا فتنہ فساد اس جانب سے ہوگا جس طرف سے شیطان کا سینگ یا فرمایا سورج کا سینگ نکلتا ہے۔

فائدہ: مراد شیطان کے سینگ سے سورج ہے اور مراد سورج کے سینگ سے خود سورج ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فتنہ اس طرف سے پیدا ہوگا اور اشارہ کیا طرف مشرق کی اور ایک روایت میں ہے کہ فتنے فساد کی زمین اس طرف ہے اور اشارہ کیا طرف مشرق کی جس جگہ شیطان کا سینگ یعنی آفتاب نکلتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تین بار فرمایا۔ (فتح)

٦٥٦٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسْتَقْبِلُ الْمَشْرِقِ يَقُوْلُ أَلَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَا هُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.

٦٥٦٤۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے اور حالانکہ مشرق کی طرف منہ کیے تھے خبردار ہو بے شک فتنہ اس جانب سے ہوگا جس جگہ سے شیطان کا سینگ نکلتا ہے۔

٦٥٦٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ

٦٥٦٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی! برکت دے ہم کو ہماری شام میں الٰہی!

ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِيْ نَجْدِنَا قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ يَمَنِنَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِيْ نَجْدِنَا فَأَظُنُّهُ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.

برکت دے ہم کو ہمارے یمن میں لوگوں نے کہا کہ ہمارے نجد کے واسطے بھی برکت کی دعا کیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا الٰہی! برکت دے ہم کو ہمارے شام میں الٰہی! برکت دے ہم کو ہمارے یمن میں لوگوں نے کہا اور ہمارے نجد کے واسطے بھی دعا کیجیے سو میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت ﷺ نے تیسری بار میں فرمایا کہ وہاں زلزلے اور فتنے فساد ہوں گے اور اس جانب سے شیطان کا سینگ نکلتا ہے۔

فائدہ: کہا مہلب نے کہ حضرت ﷺ نے مشرق والوں کے واسطے دعا نہ کی تا کہ ضعیف ہوں اس فساد سے جو رکھا گیا ہے ان کی جہت میں واسطے غالب ہونے شیطان کے ساتھ فتنوں کے اور یہ جو فرمایا سینگ شیطان کا تو کہا داؤدی نے کہ سورج کے واسطے حقیقۃً سینگ ہے اور احتمال ہے کہ مراد قرن سے شیطان کی قوت ہو کہ جس کے ساتھ گمراہ کرنے پر مدد لیتا ہے اور یہ احتمال اوجہ ہے اور بعض نے کہا کہ شیطان اپنے سر کو سورج کے ساتھ جوڑتا ہے وقت چڑھنے اس کے کے تا کہ سورج پرستوں کا سجدہ اس کے واسطے واقع ہو اور احتمال ہے کہ سورج کے واسطے شیطان ہو کہ سورج اس کے دونوں سینگوں میں نکلتا ہو کہا خطابی نے کہ قرن ایک زمانے کے لوگوں کا نام ہے جو پیدا ہوتے ہیں بعد فنا ہونے اگلوں کے اور اس کے غیر نے کہا کہ مشرق والے اس وقت کافر تھے سو خبر دی حضرت ﷺ نے کہ فساد اس طرف سے ہوگا سو جس طرح حضرت ﷺ نے فرمایا تھا اسی طرح واقع ہوا اور اول فتنہ مشرق کی جانب سے پیدا ہوا اور ہوا وہ سبب مسلمانوں کی پھوٹ کا اور اس کو شیطان چاہتا تھا اور اس سے خوش ہوتا ہے اور اسی طرح بدعتیں بھی اسی جانب سے پیدا ہوئیں اور نجد مشرق کی جانب میں ہے سو مدینے والوں کا نجد عراق کا جنگل ہے اور وہ مدینے والوں کا مشرق ہے اور نجد کہتے ہیں اونچی زمین کو اور وہ خلاف غور کے ہے اور تہامہ غور یعنی گہری زمین میں ہے اور مکہ تہامہ میں ہے۔ (فتح)

٦٥٦٦ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ شَاهِيْنَ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ وَبَرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَرَجَوْنَا أَنْ يُّحَدِّثَنَا حَدِيْثًا حَسَنًا قَالَ فَبَادَرَنَا إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدِّثْنَا عَنِ

٦٥٦٦ـ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہم پر نکلے سو ہم امیدوار ہوئے کہ کوئی اچھی بات ہم سے بیان کریں کہا سو ایک مرد نے اس کی طرف ہم سے جلدی کی سو اس نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! (یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) حدیث بیان کر ہم سے فتنے میں لڑنے کی اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لڑو ان سے یہاں تک کہ نہ رہے کوئی فتنہ تو

الْقِتَالِ فِي الْفِتْنَةِ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ ﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ﴾ فَقَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا الْفِتْنَةُ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ إِنَّمَا كَانَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِيْنَ وَكَانَ الدُّخُوْلُ فِيْ دِيْنِهِمْ فِتْنَةً وَلَيْسَ كَقِتَالِكُمْ عَلَى الْمُلْكِ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ کیا ہے فتنہ تیری ماں تجھ کو روئے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کافروں سے لڑتے تھے اور ان کے دین میں داخل ہونا فتنہ تھا اور نہیں لڑنا تمہارا ملک پر۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو مراد اس کی یہ ہے کہ حجت پکڑی ساتھ آیت کے اوپر جائز ہونے لڑائی کے فتنے میں اور یہ کہ اس میں رد ہے اس پر جو اس کو چھوڑے یعنی فتنے میں نہ پڑے مانند ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اور یہ جو کہا کہ تیری ماں تجھ کو روئے تو زجر ہے اس کے واسطے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ ضمیر ہم کی بیچ قول اللہ کے وقاتلوھم کافروں کے واسطے ہے یعنی لڑو کافروں سے یہاں تک کہ نہ باقی رہے کوئی جو دین اسلام سے فتنے میں پڑے اور مرتد ہو جائے اور ایک روایت میں ہے کہ آدمی اپنے دین سے فتنے میں پڑتا تھا اس کو مار ڈالتے تھے یا قید کرتے تھے یہاں تک کہ اسلام بہت ہوا سو نہ باقی رہا فتنہ یعنی کسی کافر کی جانب سے کسی مسلمان کے واسطے اور یہ جو کہا کہ نہیں جیسا لڑنا تمہارا ملک پر یعنی واسطے طلب بادشاہی اور حکومت کے یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی درمیان مروان اور اس کے بیٹے عبدالملک کے اور درمیان ابن زبیر کے اور شاید ابن عمر رضی اللہ عنہما کی رائے یہ تھی کہ فتنے میں نہیں لڑنا چاہیے اگرچہ معلوم ہو جائے کہ ایک گروہ حق پر ہے اور دوسرا باطل پر اور بعض نے کہا کہ فتنہ خاص ہے ساتھ اس کے جب کہ واقع ہو لڑائی واسطے طلب ملک کے اور جب کہ گروہ باغی معلوم ہو جائے تو اس کا نام فتنہ نہیں رکھا جاتا اور واجب ہے لڑنا اس سے یہاں تک کہ رجوع کرے طرف فرمانبرداری کی اور یہ قول جمہور کا ہے۔ (فتح)

بَابُ الْفِتْنَةِ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ

باب ہے بیچ بیان اس فتنے کے کہ موج مارے گا جیسے دریا موج مارتا ہے

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کے جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ اللہ نے اس امت میں پانچ فتنے رکھے ہیں پانچواں فتنہ وہ ہے جو موج مارے گا جیسے دریا موج مارتا ہے کہ لوگ اس میں چوپاؤں کی طرف ہو جائیں گے ان کی عقل جاتی رہے گی۔

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ خَلَفِ بْنِ حَوْشَبٍ كَانُوْا يَسْتَحِبُّوْنَ أَنْ يَّتَمَثَّلُوْا بِهٰذِهِ الْأَبْيَاتِ عِنْدَ الْفِتَنِ قَالَ امْرُؤُ الْقَيْسِ

اور کہا ابن عیینہ خلف سے کہ لوگ مستحب جانتے ہیں کہ فتنوں کے وقت یہ بیت پڑھیں کہ لڑائی پہلے پہل جوان ہوتی ہے، دوڑتی ہے اپنی زینت سے ہر جاہل کی طرف،

الْحَرْبُ أَوَّلُ مَا تَكُوْنُ فَتِيَّةً تَسْعٰى بِزِيْنَتِهَا لِكُلِّ جَهُوْلِ حَتّٰى إِذَا اشْتَعَلَتْ وَشَبَّ ضِرَامُهَا وَلَّتْ عَجُوْزًا غَيْرَ ذَاتِ حَلِيْلِ شَمْطَآءَ يُنْكَرُ لَوْنُهَا وَتَغَيَّرَتْ مَكْرُوْهَةً لِلشَّمِّ وَالتَّقْبِيْلِ.

یہاں تک کہ جب بھڑکتی ہے اور جوان ہوتا ہے بھڑکنا اس کا تو پیٹھ دیتی ہے بوڑھی ہو کر نہیں لائق صحبت کے یعنی کوئی اس کے نکاح کی رغبت نہیں کرتا اس کے بہت بال سفید ہو جاتے ہیں اور اس کی خوبصورتی بدصورتی سے بدل جاتی ہے اور اس کا حال متغیر ہو جاتا ہے مکروہ ہو جاتی ہے واسطے سونگھنے اور چومنے کے یعنی لڑائی پہلے پہل دل کو بھاتی ہے پھر بوڑھی عورت کی طرح مکروہ نظر آتی ہے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ پڑھنے ان ابیات کے یاد رکھنا اس کا ہے جو انہوں نے دیکھا اور سنا فتنے کے حال سے کہ ان کو ان کے پڑھنے سے فتنے کا حال یاد آ جاتا ہے پس روکتا ہے ان کو داخل ہونے سے بیچ اس کے تا کہ نہ مغرور ہوں اس کے ظاہر امر پر اول میں۔

٦٥٦٧- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيْقٌ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ يَقُوْلُ بَيْنَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ عُمَرَ إِذْ قَالَ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قَالَ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ لَيْسَ عَنْ هٰذَا أَسْأَلُكَ وَلٰكِنِ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا بَأْسٌ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا قَالَ عُمَرُ أَيُكْسَرُ الْبَابُ أَمْ يُفْتَحُ قَالَ بَلْ يُكْسَرُ قَالَ عُمَرُ إِذًا لَا يُغْلَقَ أَبَدًا قُلْتُ أَجَلْ قُلْنَا لِحُذَيْفَةَ أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ الْبَابَ قَالَ نَعَمْ كَمَا يَعْلَمُ أَنَّ دُوْنَ غَدٍ لَيْلَةً

٦٥٦٧۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک کہا کہ تم میں سے کون یاد رکھتا ہے حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فتنے کے باب میں؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قصور مرد کا اس کے گھر والوں کے حق میں اور اس کے مال اور اولاد اور ہمسائے کے حق میں اس کو دور کر ڈالتا ہے روزہ اور نماز اور صدقہ اور نیک بات بتلانا اور برے کام سے روکنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھ سے یہ نہیں پوچھتا لیکن مین اس فتنے کا حال پوچھتا ہوں جو موج مارے گا جیسے دریا موج مارتا ہے کہا کہ اے امیر المؤمنین! تجھ پر اس کا کچھ ڈر نہیں کہ تیرے اور اس کے درمیان دروازہ ہے بند کیا ہوا کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ کیا وہ دروازہ ٹوٹ جائے گا یا کھل جائے گا؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا بلکہ ٹوٹ جائے گا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب تو کبھی بند نہیں ہوگا میں نے کہا کہ ہاں، ہم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ دروازے کو جانتے تھے؟ کہا ہاں، جیسا میں

وَذٰلِكَ أَنِّيْ حَدَّثْتُهُ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيْطِ فَهِبْنَا أَنْ نَّسْأَلَهُ مَنِ الْبَابُ فَأَمَرْنَا مَسْرُوْقًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ مَنِ الْبَابُ قَالَ عُمَرُ.

جانتا ہوں کہ رات آئندہ دن سے پہلے ہے یعنی اس کو علم بدیہی حاصل تھا مثل اس کی اور یہ اس واسطے کہ میں نے اس سے وہ حدیث بیان کی جو نہیں ہے غلط سو ہم ڈرے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے دروازے کا حال پوچھیں سو ہم نے مسروق کو حکم کیا تو اس نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو پوچھا کہ دروازے سے کیا مراد ہے اس نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ الٰہی! مجھ کو وہ فتنہ نہ پائے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہ ڈر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بڑے فتنے کا حال پوچھا تھا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اول اس کو خاص فتنے کا حال بتلایا تا کہ نہ غمگین ہو اور اسی واسطے کہا کہ تیرے اور اس کے درمیان دروازہ ہے بند کیا ہوا اور یہ نہ کہا کہ تو دروازہ ہے یہ حسن ادب ہے اور یہ جو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب ٹوٹ گیا تو بند نہیں ہوگا تو یہ اس جہت سے کہ ٹوٹا نہیں ہوتا ہے مگر غلبہ اور غلبہ نہیں واقع ہوتا ہے مگر فتنے میں اور معلوم ہوا حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ لڑائی امت کے درمیان واقع ہونے والی ہے اور قتل کرنا ان میں قیامت تک رہے گا۔ (فتح)

٦٥٦٨۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا إِلٰى حَآئِطٍ مِّنْ حَوَآئِطِ الْمَدِيْنَةِ لِحَاجَتِهٖ وَخَرَجْتُ فِيْ إِثْرِهٖ فَلَمَّا دَخَلَ الْحَآئِطَ جَلَسْتُ عَلٰى بَابِهٖ وَقُلْتُ لَأَكُوْنَنَّ الْيَوْمَ بَوَّابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَأْمُرْنِيْ فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَضٰى حَاجَتَهٗ وَجَلَسَ عَلٰى قُفِّ الْبِئْرِ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَجَآءَ أَبُوْ بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهِ لِيَدْخُلَ فَقُلْتُ كَمَا أَنْتَ حَتّٰى

٦٥٦٨۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن قضائے حاجت کے واسطے مدینے کے ایک باغ کی طرف نکلے اور میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں داخل ہوئے تو میں اس کے دروازے پر بیٹھا اور میں نے کہا کہ میں آج حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان ہوں گا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم کیا کہ میں دربان ہوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور اپنی حاجت سے فراغت کی اور کنویں کی نشست گاہ یا کنارے پر بیٹھے اور اپنی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا اور ان کو کنویں میں لٹکایا سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی تا کہ اندر آئیں میں نے کہا یہیں ٹھہرو یہاں تک کہ میں تمہارے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگوں تو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا میں نے کہا یا حضرت! ابوبکر رضی اللہ عنہ

أَسْتَأْذِنَ لَكَ فَوَقَفَ فَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَبُوْ بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكَ قَالَ ائْذَنْ لَّهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ فَجَآءَ عَنْ يَّمِيْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَجَآءَ عُمَرُ فَقُلْتُ كَمَا أَنْتَ حَتّٰى أَسْتَأْذِنَ لَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْذَنْ لَّهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَجَآءَ عَنْ يَّسَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ فَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَامْتَلَأَ الْقُفُّ فَلَمْ يَكُنْ فِيْهِ مَجْلِسٌ ثُمَّ جَآءَ عُثْمَانُ فَقُلْتُ كَمَا أَنْتَ حَتّٰى أَسْتَأْذِنَ لَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْذَنْ لَّهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ مَعَهَا بَلَآءٌ يُّصِيْبُهُ فَدَخَلَ فَلَمْ يَجِدْ مَعَهُمْ مَجْلِسًا فَتَحَوَّلَ حَتّٰى جَآءَ مُقَابِلَهُمْ عَلٰى شَفَةِ الْبِئْرِ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ثُمَّ دَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَجَعَلْتُ أَتَمَنّٰى أَخًا لِّيْ وَأَدْعُو اللّٰهَ أَنْ يَّأْتِيَ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَتَأَوَّلْتُ ذٰلِكَ قُبُوْرَهُمْ اجْتَمَعَتْ هَا هُنَا وَانْفَرَدَ عُثْمَانُ.

آپ سے اجازت مانگتے ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے اور بہشت کی خوشخبری سنا سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے اور حضرت ﷺ کی دائیں طرف آئے اور اپنی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا اور ان کو کنویں میں لٹکایا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے میں نے کہا یہیں ٹھہرو یہاں تک کہ میں تمہارے واسطے حضرت ﷺ سے اجازت مانگوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے اور بہشت کی خوشخبری سنا سو وہ حضرت ﷺ کی بائیں طرف آئے اور اپنی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا اور ان کو کنویں میں لٹکایا تو کنویں کا کنارہ بھر گیا اس میں بیٹھنے کی جگہ نہ رہی پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو میں نے کہا کہ اس جگہ ٹھہرو یہاں تک کہ میں تمہارے واسطے حضرت ﷺ سے اجازت مانگوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے اور بہشت کی خوشخبری سنا اور اس کے ساتھ بلا ہے جو اس کو پہنچے گی سو عثمان رضی اللہ عنہ اندر آئے اور ان کے ساتھ بیٹھنے کی جگہ نہ پائی سو پھرے یہاں تک کہ ان کے سامنے آئے کنویں کے کنارے پر بیٹھے اور اپنی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا اور ان کو کنویں میں لٹکایا سو میں نے اپنے بھائی کی تمنا کی اور اللہ سے دعا مانگی کہ وہ آئے، کہا ابن مسیب رحمہ اللہ نے سو میں نے اس کی تاویل کی ان کی قبروں سے کہ جمع ہوئیں اس جگہ یعنی ان کی قبریں اکٹھی ہوں گی اور جدا ہوئے عثمان رضی اللہ عنہ یعنی ان کی قبر جدا ہوگی ان کی قبروں سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب میں گزری اور مراد بیان کرنے اس کے سے یہاں اشارہ ہے اس طرف کہ قول حضرت ﷺ کا عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں کہ اس کو بلا پہنچے گی وہ چیز ہے کہ ان کے واسطے واقع ہوئی قتل سے کہ پیدا ہوئے اس سے فتنے جو واقع ہوئے درمیان اصحاب کے جنگ جمل مین پھر صفین میں اور جو اس کے بعد ہے اور

سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا عثمان رضی اللہ عنہ کو ساتھ بلا کے باوجود اس کے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے تھے اس واسطے کہ جیسے عثمان رضی اللہ عنہ مبتلا ہوئے تھے ویسے عمر رضی اللہ عنہ مبتلا نہیں ہوئے اس واسطے کہ غالب ہوئے تھے وہ لوگ جنہوں نے چاہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ سے خلافت چھین لیں بسبب اس کے کہ منسوب کیا تھا انہوں نے ان کو طرف جور اور ظلم کی باوجود بری ہونے عثمان رضی اللہ عنہ کے اس سے اور معذور ہونے کے پھر وہ ہجوم کر کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں جا گھسے اور ان کے گھر والوں کی بے ستری کی اور یہ سب زیادتی ہے ان کے قتل پر اور حاصل یہ ہے کہ مراد ساتھ بلا کے وہ چیز ہے کہ خاص کیے گئے ساتھ ان کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان امروں سے جو زائد ہیں قتل پر۔ (فتح)

٦٥٦٩۔ حَدَّثَنِیْ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَیْمَانَ سَمِعْتُ أَبَا وَآئِلٍ قَالَ قِیْلَ لِأُسَامَةَ أَلَا تُكَلِّمُ هٰذَا قَالَ قَدْ كَلَّمْتُهُ مَا دُوْنَ أَنْ أَفْتَحَ بَابًا أَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يَّفْتَحُهُ وَمَا أَنَا بِالَّذِیْ أَقُوْلُ لِرَجُلٍ بَعْدَ أَنْ يَّكُوْنَ أَمِیْرًا عَلٰی رَجُلَیْنِ أَنْتَ خَیْرٌ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُجَآءُ بِرَجُلٍ فَیُطْرَحُ فِی النَّارِ فَیَطْحَنُ فِیْهَا كَطَحْنِ الْحِمَارِ بِرَحَاهُ فَیُطِیْفُ بِهٖ أَهْلُ النَّارِ فَیَقُوْلُوْنَ أَیْ فُلَانُ أَلَسْتَ كُنْتَ تَأْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهٰی عَنِ الْمُنْكَرِ فَیَقُوْلُ إِنِّیْ كُنْتُ آمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا أَفْعَلُهٗ وَأَنْهٰی عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَفْعَلُهٗ.

٦٥٦٩۔ حضرت ابو وائل سے روایت ہے کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ تو اس سے یعنی عثمان رضی اللہ عنہ سے کلام نہیں کرتا اُسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں نے اس سے کلام کیا بغیر اس کے کہ تیرے واسطے فتنہ کا دروازہ کھولوں کہ ہوں میں اول کھولنے والا اس کا اور نہیں میں وہ کہ کہوں کسی مرد سے جو دو آدمیوں پر حاکم ہو کہ تو بہتر ہے اس کے بعد کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ لایا جائے گا ایک مرد یعنی قیامت کو تو ڈالا جائے گا دوزخ میں یعنی اس کے پیٹ سے انتڑیاں نکل پڑیں گی تو وہ ان کے ساتھ گھومتا پھرے گا جیسے گدھا اپنی چکی کے گرد گھومتا ہے تو جمع ہوں گے اس کے گرد دوزخی لوگ تو کہیں گے کہ اے فلانے! کیا تو نیک باتیں نہ بتلاتا تھا اور خود اس کو نہ کرتا تھا اور بدکام سے منع کرتا تھا لیکن خود کرتا تھا۔

فائدہ: یہ جو کہا بغیر اس کے کہ دروازہ کھولوں یعنی میں نے اس سے کلام کیا جس میں تم نے اشارہ کیا لیکن بطورِ مصلحت اور ادب کے پوشیدہ بغیر اس کے کہ میری کلام سے فتنہ انگیزی ہو اور کہا کرمانی نے کہ مراد یہ ہے کہ کلام کرے عثمان سے اس چیز میں کہ انکار کیا ہے لوگوں نے ساتھ اس کے عثمان رضی اللہ عنہ پر اپنے قرابتیوں کے حاکم بنانے سے اور سوائے اس کے اور ظاہر یہ ہے کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ ڈرتا تھا اس شخص پر جو ادنیٰ چیز پر حاکم ہو اور اگرچہ اس کی حکومت چھوٹی ہو کہ ضروری ہے اس کے واسطے کہ اپنی رعیت کو نیک بات بتلائے اور بدکام سے منع کرے پھر نہ واقع ہوا اس

سے قصور اسی واسطے اُسامہ رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ کسی پر سردار نہ بنے اور اسی طرف اشارہ کیا ہے اپنے قول سے کہ میں کسی حاکم کو بہتر نہیں کہتا بلکہ غایت یہ ہے کہ حسب برابر اتر جائے اور نجات پائے اور کہا عیاض نے کہ مراد اُسامہ رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ میں کھلم کھلا امام پر انکار کا دروازہ نہیں کھولتا بلکہ نرمی سے اور پوشیدہ اس کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ لائق تر ہے ساتھ قبول کے اور یہ جو کہا کہ میں کسی حاکم کو بہتر نہیں کہتا تو اس میں مذمت ہے حاکموں کی مداہنت کے حق میں اور اظہار کرنا اس چیز کا کہ باطن میں اس کے برخلاف ہو جیسے چاپلوسی کرنے والا ساتھ باطل کے اور سو اشارہ کیا اُسامہ رضی اللہ عنہ نے طرف مدارت محمود کے اور مداہنت مذموم کے اور مدارت یہ ہے کہ اس میں دین میں قدح نہ ہو اور مداہنت مذموم یہ ہے کہ اس میں قبیح چیز کو آراستہ کرنا ہو اور باطل کو صواب کہنا اور مانند اس کی اور کہا طبری نے کہ اختلاف ہے سلف کو امر بالمعروف میں سو ایک گروہ نے کہا کہ مطلق واجب ہی ہے واسطے عموم اس حدیث کے کہ جو بدکام کو دیکھے تو چاہیے کہ اس کو تغیر کرے اور بعض نے کہا کہ واجب ہے انکار کرنا بدکام پر لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ نہ لاحق ہو انکار کرنے والے کو بلا جس کا اس سے مقابلہ نہ ہو سکے مانند قتل کی اور مانند اس کی اور بعض نے کہا کہ دل سے انکار کرے اور صواب اعتبار کرنا شرط مذکور کا ہے اور کہا طبری نے اگر تو کہے کہ امر بالمعروف کرنے والے جو اُسامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہیں دوزخ میں کیوں گئے تو جواب یہ ہے کہ وہ نہ بجا لائے جوان کو حکم ہوا تھا پس اپنی نافرمانی کے سبب سے ان کو عذاب ہوا اور ان کے امیر کو اس واسطے عذاب ہوا کہ وہ ان کو اس سے منع نہ کرتا تھا اور حدیث میں تعظیم حاکموں کی ہے اور ادب کرنا ان کا اور پہنچانا ان کو جو لوگ ان کے حق میں کہیں تاکہ باز رہیں۔ (فتح)

بَابٌ

یہ باب ہے

٦٥٧٠۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ لَقَدْ نَفَعَنِيَ اللّٰهُ بِكَلِمَةٍ أَيَّامَ الْجَمَلِ لَمَّا بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ فَارِسًا مَلَّكُوا ابْنَةَ كِسْرٰى قَالَ لَنْ يُّفْلِحَ قَوْمٌ وَّلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً.

٦٥٧٠۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ نفع دیا مجھ کو اللہ نے ایک بات سے دن جنگ جمل کے کہ جب حضرت ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ فارس والوں نے کسریٰ کی بیٹی کو حاکم کیا تو فرمایا کہ نہ بھلا ہوگا اس قوم کا کبھی جنہوں نے عورت کو اپنے کام پر حاکم بنایا۔

فائدہ: جنگ جمل اس کو اس واسطے کہتے ہیں کہ اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا اونٹ پر سوار تھیں اور جنگ جمل کا مختصر قصہ یہ ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بلوائیوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے تو لوگ علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وہ بازار میں تھے تو لوگوں نے کہا کہ ہاتھ دراز کر ہم تجھ سے بیعت کریں تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ٹھہرو یہاں تک کہ لوگ صلاح کر لیں پس کہا انہوں نے کہ اگر لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے پھر گئے اور کوئی اس کے بعد خلیفہ نہ ہوا تو امت میں اختلاف اور

فساد پڑ جائے گا سو لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی پھر طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ سب لوگوں نے ان سے بیعت کی پھر طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما نے علی رضی اللہ عنہ سے عمرہ کرنے کی اجازت لی اور مکے کی طرف نکلے اور دونوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملے تو سب نے اتفاق کیا اس پر کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لیا جائے اور اس کے مارنے والوں کو قتل کیا جائے اور یعلی بن امیہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے صنعاء پر حاکم تھا وہ بھی مکے میں حج کو آیا اور وہ بڑی شان والا تھا تو اس نے طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کو چار لاکھ آدمی سے مدد دی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے اسی اشرفیوں سے اونٹ خریدا جس کا عسکر نام تھا پھر سب جمع ہو کر بصرے کی طرف گئے وہاں کے لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص لینے کو آئے ہیں ہم اگر اس کے واسطے غصہ نہ کریں تو ہم نے انصاف نہ کیا اگر تین باتوں میں بھی ہم غصہ نہ کریں حرام ہونا خون کا اور شہر کا اور مہینے کا یعنی تم نے عثمان رضی اللہ عنہ کا ناحق خون کیا اور جب علی رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو وہ بھی لشکر کے ساتھ وہاں گئے تو دو آدمی علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان کو سلام کر کے ان سے اس کا سبب پوچھا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ پر ظلم اور اس کو قتل کیا اور میں ان سے الگ ہوں پھر مجھ کو انہوں نے خلیفہ بنایا اور اگر دین کا خوف نہ ہوتا تو میں خلیفہ نہ بنتا پھر طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے عمرہ کرنے کی اجازت مانگی اور میں نے ان سے عہد و پیمان کیا پھر دونوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا جو عائشہ رضی اللہ عنہا کو لائق نہ تھا یعنی اس کو بھڑکایا سو مجھ کو ان کی خبر پہنچ گئی اور میں ڈرتا ہوں کہ اسلام کو رخنہ ہو جائے سو میں ان کی تابعداری کروں گا اور ان کے ساتھ والوں نے کہا کہ ہمارا ارادہ ان سے لڑنے کا نہیں مگر یہ کہ وہ لڑیں اور ہم نہیں نکلے مگر واسطے اصلاح کے پھر پہلے پہل لڑائی دونوں لشکر کے لڑکوں میں شروع ہوئی انہوں نے ایک دوسرے کو گالیاں دیں پھر تیر مارنے شروع کیے پھر غلام اور بے وقوف لوگ بھی ان کے ساتھ ہوئے پھر لڑائی قائم ہوئی اور پہلے پہل طلحہ رضی اللہ عنہ مارے گئے اور انہوں نے بصرے کے گرد خندق کھودی تھی پھر بعض لوگ مارے گئے اور بعض زخمی ہوئے اور علی رضی اللہ عنہ کا لشکر ان پر غالب ہوا اور علی رضی اللہ عنہ کے پکارنے والے نے پکارا کہ جو پیٹھ دے کر بھاگے اس کے پیچھے نہ جانا اور زخمی کا کام تمام نہ کرنا اور کسی کے گھر کے اندر نہ گھسنا اور جو اپنا دروازہ بند کر لے یا ہتھیار ڈال دے وہ پناہ میں ہے پھر لوگوں کو جمع کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کو وہاں حاکم کیا اور آپ نے کوفے کو پھر گئے اور ایک روایت میں ہے کہ جب علی رضی اللہ عنہ بصرے میں آئے طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کے معاملے میں تو قیس اور عبداللہ بن کوا اٹھ کھڑے ہوئے تو انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہاں کیوں آئے ہو، کیا سبب ہے؟ تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیعت کی مدینے میں اور مخالف ہوئے بصرے میں سو میں ان سے لڑوں گا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اگر میں جنگ جمل کے دن اپنے گھر میں بیٹھتی جیسے اور لوگ بیٹھے تو مجھ کو بہتر تھا اس سے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دس لڑکے جنتی اور ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن بدیل سے روایت کی ہے کہ وہ جنگ جمل کے دن عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کجاوے

میں تھیں تو اس نے کہا اے ماں مسلمانوں کی! جب عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو میں تمہارے پاس آیا تھا تو میں نے کہا تھا کہ تم مجھ کو کیا حکم کرتے ہو تو تو نے کہا تھا کہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہنا یعنی پھر اب تم خود علی رضی اللہ عنہ سے کیوں لڑتے ہو؟ تو عائشہ رضی اللہ عنہا چپ رہیں کچھ جواب نہ دیا تو اس نے کہا کہ اونٹ کی کونچیں کاٹ ڈالو لوگوں نے ان کے اونٹ کی کونچیں کاٹ ڈالیں سو میں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھائی محمد ہم دونوں اترے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے کجاوے کو اٹھایا اور علی رضی اللہ عنہ کے آگے جا رکھا علی رضی اللہ عنہ نے حکم کیا سو گھر میں داخل کی گئیں اور ایک روایت میں ہے کہ پہلے لڑائی عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر کی طرف سے شروع ہوئی بعد ظہر کے سو ابھی سورج غروب نہ ہوا تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کے گرد کوئی آدمی نہ رہا یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تنہا رہ گئیں سب لوگ تتر بتر ہو گئے اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ بھی اسی جنگ میں مارے گئے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ کسی نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کس چیز نے تجھ کو منع کیا لڑنے سے اہل بصرہ کے ساتھ ہو کر؟ تو اس نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں بھلا ہوگا اس قوم کا کبھی جس پر عورت حاکم ہو سو شاید ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا طرف اس حدیث کی تو ان کے ساتھ ہو کر لڑنے سے باز رہا پھر جب علی رضی اللہ عنہ غالب ہوئے تو اس نے اپنی رائے کو ٹھیک جانا اور معتمد یہ ہے کہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فتنے فساد میں لڑنے کو اچھا نہ جانتا تھا اور استدلال کیا گیا ہے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس پر کہ عورت کو حاکم بنانا جائز نہیں اور یہ قول جمہور کا ہے اور مخالفت کی ہے ابن جریر طبری نے سو کہا اس نے کہ جائز ہے کہ حاکم کی جائے عورت اس چیز میں جس میں اس کی گواہی جائز ہے اور بعض مالکیوں نے مطلق جائز رکھا ہے۔ (فتح)

٦٥٧١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَصِيْنٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَرْيَمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ الْأَسَدِيُّ قَالَ لَمَّا سَارَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَعَائِشَةُ إِلَى الْبَصْرَةِ بَعَثَ عَلِيٌّ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ وَحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ فَقَدِمَا عَلَيْنَا الْكُوْفَةَ فَصَعِدَا الْمِنْبَرَ فَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَوْقَ الْمِنْبَرِ فِيْ أَعْلَاهُ وَقَامَ عَمَّارٌ أَسْفَلَ مِنَ الْحَسَنِ فَاجْتَمَعْنَا إِلَيْهِ فَسَمِعْتُ عَمَّارًا يَقُوْلُ إِنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَارَتْ إِلَى الْبَصْرَةِ وَ وَاللّٰهِ إِنَّهَا لَزَوْجَةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى

٦٥٧١۔ حضرت عبداللہ بن زیاد اسدی سے روایت ہے کہ جب طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا بصرے کی طرف چلے تو علی رضی اللہ عنہ نے عمار اور حسن بن علی کو بھیجا سو وہ دونوں ہمارے پاس کوفے میں آئے اور منبر پر چڑھے اور حسن بن علی منبر کے اوپر کے درجے میں تھے اور عمار ان سے نیچے تھے سو ہم اس کی طرف جمع ہوئے سو میں نے عمار سے سنا کہتا تھا کہ بے شک عائشہ رضی اللہ عنہا بصرے کی طرف گئی ہیں قسم ہے اللہ کی البتہ وہ تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے دنیا میں اور آخرت میں لیکن تم کو مبتلا کیا اور آزمایا ہے تاکہ معلوم کرے کہ تم علی رضی اللہ عنہ کی فرمانبرداری کرتے ہو یا عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ابْتَلَاكُمْ لِيَعْلَمَ إِيَّاهُ تُطِيْعُوْنَ أَمْ هِيَ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ عمار نے کہا کہ امیر المومنین! علی رضی اللہ عنہ نے ہم کو تمہاری طرف بھیجا ہے تا کہ تم عائشہ رضی اللہ عنہا کی لڑائی کی طرف نکلو کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بصرے کی طرف گئی ہیں اور حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں قسم دیتا ہوں اس مرد کو جو اللہ کے حق کی رعایت کرتا ہو مگر کہ نکلے سو اگر میں مظلوم ہوں تو میری مدد کریں اور اگر میں ظالم ہوں تو مجھ کو ذلیل کرے اور قسم ہے اللہ کی البتہ طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ نے میری بیعت کی تھی پھر انہوں نے میری بیعت توڑ ڈالی اور نہیں تنہا ہوا میں ساتھ مال کے اور نہ میں نے کوئی حکم بدلا سو بارہ ہزار آدمی اس کی طرف نکلے اور یہ جو عمار نے کہا قسم ہے اللہ کی کہ وہ تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے، الخ تو مراد عمار کی یہ ہے کہ حق اس قصے میں عمل کی طرف ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا باوجود اس کے اسلام سے خارج نہیں ہوئیں اور بے شک وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں بہشت میں اور یہ عمار کا انصاف اور نہایت تقویٰ ہے اور عمار نے جنگ جمل سے فارغ ہونے کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کیا بعید تر تھا نہ نکلنا تمہارا اور حالانکہ اللہ نے تم کو حکم کیا کہ اپنے گھروں میں ٹھہرو تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تو سچ کہتا ہے۔ (فتح)

٦٥٧٢۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ غَنِيَّةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ قَامَ عَمَّارٌ عَلٰى مِنْبَرِ الْكُوْفَةِ فَذَكَرَ عَائِشَةَ وَذَكَرَ مَسِيْرَهَا وَقَالَ إِنَّهَا زَوْجَةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلٰكِنَّهَا مِمَّا ابْتُلِيْتُمْ.

٦٥٧٢۔ حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ کوفے کے منبر پر کھڑے ہوئے سو ذکر کیا عائشہ رضی اللہ عنہا کو اور ان کے چلنے کو اور کہا کہ البتہ وہ تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں دنیا میں اور آخرت میں لیکن تم آزمائے گئے ہو۔

فائدہ: اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ وارد کرنے اس حدیث کے قوی کرنا ہے پہلی حدیث کو اور اس حدیث میں جواز ارتفاع ذی امر کا ہے یعنی جو صاحب حکم ہو اس کو اونچا ہونا جائز ہے اس شخص پر جو اس سے فضیلت میں زیادہ ہو اس واسطے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ امیر المومنین کا بیٹا تھا سو وہی اس وقت حاکم تھا ان پر جن کی طرف ان کو علی رضی اللہ عنہ نے بھیجا اور عمار رضی اللہ عنہ منجملہ ان کے ہے سو حسن رضی اللہ عنہ منبر پر عمار رضی اللہ عنہ سے اونچے ہوئے اگرچہ عمار رضی اللہ عنہ فضیلت میں حسن رضی اللہ عنہ سے راجح تھے۔ (فتح)

٦٥٧٣۔ حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو سَمِعْتُ أَبَا وَآئِلٍ

٦٥٧٣۔ حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور ابو مسعود رضی اللہ عنہ عمار رضی اللہ عنہ پر داخل ہوئے جب کہ

يَقُولُ دَخَلَ أَبُو مُوسٰى وَأَبُو مَسْعُودٍ عَلٰى عَمَّارٍ حَيْثُ بَعَثَهٗ عَلِيٌّ إِلٰى أَهْلِ الْكُوفَةِ يَسْتَنْفِرُهُمْ فَقَالَا مَا رَأَيْنَاكَ أَتَيْتَ أَمْرًا أَكْرَهَ عِنْدَنَا مِنْ إِسْرَاعِكَ فِي هٰذَا الْأَمْرِ مُنْذُ أَسْلَمْتَ فَقَالَ عَمَّارٌ مَا رَأَيْتُ مِنْكُمَا مُنْذُ أَسْلَمْتُمَا أَمْرًا أَكْرَهَ عِنْدِي مِنْ إِبْطَائِكُمَا عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ وَكَسَاهُمَا حُلَّةً حُلَّةً ثُمَّ رَاحُوْا إِلَى الْمَسْجِدِ.

اس کو علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ والوں پر بھیجا ان سے جنگ کی طرف نکلنا طلب کیا تو دونوں نے کہا کہ ہم نے تجھ کو نہیں دیکھا کہ تو نے کوئی کام کیا جو ہمارے نزدیک بہت برا ہو جلدی کرنے تیرے سے اس کام میں جب سے تو مسلمان ہوا تو عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں دیکھا میں نے تم سے جب سے تم مسلمان ہوئے کوئی کام جو میرے نزدیک مکروہ تر ہو دیر کرنے تمہارے سے اس کام میں سو ابو مسعود نے عمار رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو ایک ایک جوڑا پہنایا پھر دوپہر ڈھلتے مسجد کی طرف گئے یعنی جمعہ کی نماز کے واسطے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ جو ان کے درمیان گفتگو ہوئی اس میں دلالت ہے کہ دونوں گروہ مجتہد تھے اور ہر ایک دونوں میں سے اپنے آپ کو صواب پر جانتا تھا اور دوسرے کو خطا پر اور ابو مسعود مالدار اور سخی تھا اور ان کا جمع ہونا اس کے پاس جمعہ کے دن تھا سو اس نے عمار رضی اللہ عنہ کو جوڑا پہنایا تا کہ جمعہ میں حاضر ہو اس واسطے کہ عمار رضی اللہ عنہ سفر کے کپڑوں میں تھے سو اس نے مکروہ جانا کہ وہ ان کپڑوں سے جمعہ میں حاضر ہو پھر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی اس کے ساتھ جوڑا پہنایا تا کہ وہ ناراض نہ ہوں۔ (فتح)

٦٥٧٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي مَسْعُودٍ وَأَبِي مُوسٰى وَعَمَّارٍ فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ مَا مِنْ أَصْحَابِكَ أَحَدٌ إِلَّا لَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ فِيهِ غَيْرَكَ وَمَا رَأَيْتُ مِنْكَ شَيْئًا مُنْذُ صَحِبْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْيَبَ عِنْدِي مِنَ اسْتِسْرَاعِكَ فِي هٰذَا الْأَمْرِ قَالَ عَمَّارٌ يَا أَبَا مَسْعُودٍ وَمَا رَأَيْتُ مِنْكَ وَلَا مِنْ صَاحِبِكَ هٰذَا شَيْئًا مُنْذُ صَحِبْتُمَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْيَبَ عِنْدِي مِنْ إِبْطَائِكُمَا فِي هٰذَا الْأَمْرِ فَقَالَ أَبُو

۶۵۷۴۔ حضرت شقیق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں ابو مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور عمار رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا تھا تو ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تیرے ساتھیوں میں سے کوئی نہیں مگر کہ اگر چاہوں تو اس کا عیب کروں یعنی کوئی عیب سے خالی نہیں سوائے تیرے اور نہیں دیکھی میں نے تجھ سے کوئی چیز جب سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا کہ زیادہ ترعیب دار ہو میرے نزدیک جلدی کرنے تیرے سے اس کام میں تو عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابو مسعود! نہیں دیکھی میں نے تجھ سے اور نہ تیرے اس ساتھی سے کوئی چیز جب سے تم دونوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے جو میرے نزدیک معیوب تر ہو دیر کرنے تمہارے سے اس امر میں پھر ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا

مَسْعُوْدٍ وَكَانَ مُوْسِرًا يَا غُلَامُ هَاتِ حُلَّتَيْنِ فَأَعْطٰى إِحْدَاهُمَا أَبَا مُوْسٰى وَالْأُخْرٰى عَمَّارًا وَقَالَ رُوْحَا فِيْهِ إِلَى الْجُمُعَةِ.

اور وہ مالدار تھا کہ اے غلام! دو جوڑے لا سو ایک ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو دے اور ایک عمار رضی اللہ عنہ کو پہنا اور کہا کہ اس کو پہن کر جمعہ کی طرف جاؤ۔

فائدہ: ہر ایک نے ان میں سے دیر کرنے اور جلدی کرنے کو اس کام میں عیب ٹھہرایا بہ نسبت اس چیز کے جس کا معتمد تھا سو عمار کا یہ اعتقاد تھا کہ توقف کرنے میں امام کی مخالفت ہے اور ترک کرنا ہے اللہ کے اس قول کو ﴿فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ﴾ اور دوسروں کا یہ اعتقاد تھا کہ فتنے فساد کے وقت لڑنا نہیں چاہیے اور ابومسعود رضی اللہ عنہ کی رائے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق تھی بیچ باز رہنے لڑنے سے واسطے تمسک کرنے کے ساتھ ان حدیثوں کے جو اس میں وارد ہوئی ہیں اور ساتھ اس وعید کے جو وارد ہوئی ہے بیچ ہتھیار اُٹھانے کے مسلمان پر اور عمار کی رائے علی رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق تھی کہ جو باغی ہو جائے اور امام کی بیعت توڑے اس سے لڑائی کی جائے اس آیت کی دلیل سے ﴿فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ﴾ اور حمل کیا ہے انہوں نے وعید کو تعدی کرنے والے پر۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا أَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا

جب اللہ کسی قوم پر عذاب اُتارے یعنی تو اس کا حکم وہ ہے جو حدیث باب میں ہے

٦٥٧٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا أَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيْهِمْ ثُمَّ بُعِثُوْا عَلٰى أَعْمَالِهِمْ.

٦٥٧٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب اللہ کسی قوم پر عذاب اتارتا ہے یعنی ان کے بدعملوں کی سزا تو جتنے لوگ اس قوم میں ہوتے ہیں سب پر عذاب ہوتا ہے پھر قیامت میں اٹھائے جائیں گے اپنے اپنے عملوں پر۔

فائدہ: یعنی جب کسی قوم پر عذاب ہوتا ہے تو نیک اور بد سب ہلاک ہو جاتے ہیں لیکن یہ عذاب فقط دنیاوی ہوتا ہے آخرت میں نیک لوگ اپنی نیکیوں کا ثواب پائیں گے اور بدلوگ اپنی بدیوں کی سزا پائیں گے سو نیکوں کے واسطے یہ عذاب گناہوں سے پاک کرنے والا ہوگا اور بدی کے واسطے سزا اور نیک لوگ عذاب میں اس واسطے شریک ہوئے کہ لوگوں کو گناہوں سے نہ روکا اور وہ کہنا نہ مانتے تھے تو ان کے ساتھ کیوں رہے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگ بدکام کو دیکھیں اور اس کو متغیر نہ کریں تو قریب ہے کہ اللہ سب کو عذاب کرے روایت کیا ہے اس کو اربعہ نے اور حاصل یہ ہے کہ نہیں لازم آتا موت میں شریک ہونے سے شریک ہونا ثواب یا عقاب میں بلکہ جزا دی

جائے گی ہر ایک کو اپنے عمل کی اس کی نیت کے موافق اور کہا ابن جمرہ نے کہ یہ خاص انہیں لوگوں کے واسطے ہے جو چپ رہیں امر معروف اور نہی منکر سے اور جو لوگ کہ امر بالمعروف کریں اور بد کام سے لوگوں کو منع کریں تو وہ سچے مسلمان ہیں اللہ ان پر عذاب نہیں بھیجتا بلکہ ان کے سبب سے عذاب کو لوگوں سے ہٹا دیتا ہے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جائز ہے بھاگنا کافروں اور ظالموں سے اس واسطے کہ ان کے ساتھ رہنا جان کو ہلاکت میں ڈالنا ہے اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ ان کی مدد نہ کرے اور نہ ان کے فعل سے راضی ہوں اور اگر ان کے فعل سے راضی ہوں تو وہ ان میں سے ہے اور بہرحال ان کا قیامت میں اپنے اپنے عملوں پر اٹھنا سو یہ حکم عدل ہے اس واسطے کہ نیک عملوں کا بدلہ ان کو آخرت ہی میں ملے گا اور دنیا میں جو ان کو بلا پہنچے وہ ان کی بدیوں کا کفارہ ہوگا سو دنیا میں جو یہ عذاب نیکوں کو شامل ہوا تو یہ بدلہ ہے ان کی مداہنت کا کہ انہوں نے ان کو منع نہ کیا اور اس حدیث میں تخویف اور تحذیر عظیم ہے اس کے واسطے جو منع کرنے سے چپ رہے سو کیا حال ہے اس کا جو مداہنت کرے پھر کیا حال ہے اس کا جو راضی ہوا پھر کیا حال ہے اس کا جس نے مدد کی ہم اللہ سے مانگتے ہیں سلامتی، میں کہتا ہوں اور اس کا کلام تقاضا کرتا ہے کہ نیکوں کو دنیا میں بدیوں کے سبب سے عذاب نہیں ہوتا اور جو ہم نے بیان کیا وہ موافق تر ہے ساتھ معنی حدیث کے یعنی جب بدی بہت ہو جائے تو عذاب دنیاوی سب کو شامل اور عام ہوتا ہے اگرچہ نیک لوگ نیک بات کا حکم کریں اور برے کام سے روکیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ إِنَّ ابْنِي هٰذَا لَسَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

باب ہے قول حضرت ﷺ کا حسن رضی اللہ عنہ کے واسطے کہ بے شک یہ بیٹا میرا سردار ہے اور سید ہے کہ اس کے سبب سے اللہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرے گا۔

٦٥٧٦۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ أَبُوْ مُوْسٰى وَلَقِيْتُهٗ بِالْكُوْفَةِ وَجَآءَ إِلَى ابْنِ شُبْرُمَةَ فَقَالَ أَدْخِلْنِيْ عَلٰى عِيْسٰى فَأَعِظَهٗ فَكَأَنَّ ابْنَ شُبْرُمَةَ خَافَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَفْعَلْ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ لَمَّا سَارَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِلٰى مُعَاوِيَةَ بِالْكَتَآئِبِ قَالَ عَمْرُوْ بْنُ الْعَاصِ لِمُعَاوِيَةَ أَرٰى كَتِيْبَةً لَا تُوَلِّيْ حَتّٰى تُدْبِرَ أُخْرَاهَا قَالَ مُعَاوِيَةُ مَنْ

٦٥٧٦۔ حضرت سفیان سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے اسرائیل نے اور میں اس کو کوفہ میں ملا کہ وہ ابن شبرمہ کے پاس آیا اور ابن شبرمہ اس وقت کوفہ کا قاضی تھا سو اس نے کہا کہ داخل کر مجھ کو عیسیٰ پر یعنی جو کوفہ کا حاکم ہے کہ میں اس کو وعظ و نصیحت کروں تو گویا کہ ابن شبرمہ نے اسرائیل پر خوف کیا سو نہ کیا جو اس نے کہا یعنی اس نے اس کو عیسیٰ پر داخل نہ کیا کہا اسرائیل نے کہ حدیث بیان کی ہم سے حسن بصری رحمہ اللہ نے کہ جب حسن بن علی رضی اللہ عنہ معاویہ کی طرف چلا ساتھ لشکروں کے جو مثلا پہاڑوں کے تھے یعنی ان کی کوئی

لِذَرَارِيِّ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ أَنَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ نَلْقَاهُ فَنَقُوْلُ لَهُ الصُّلْحَ قَالَ الْحَسَنُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ جَآءَ الْحَسَنُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

طرف نظر نہ آتی تھی تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے جو معاویہ کا مصاحب تھا معاویہ سے کہا کہ میں دیکھتا ہوں لشکر کو کہ نہ پیٹھ دے گا یہاں تک کہ پیٹھ دے دوسرا یعنی جو اس کے مقابل ہے تو معاویہ نے کہا کہ کون ضامن اور کارساز ہوگا مسلمانوں کے لڑکے بالوں کا؟ عبداللہ رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم حسن رضی اللہ عنہ سے ملتے ہیں اور اس سے صلح کرنے کو کہتے ہیں تو کہا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ میں نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے حسن بن علی رضی اللہ عنہما آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور اُمید ہے کہ اللہ اس کے سبب سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرے گا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ ابن شبرمہ کا فعل دلالت کرتا ہے کہ جس کو اپنی جان پر خوف ہو اس سے امر معروف ساقط ہو جاتا ہے یعنی نیک بات کا بتلانا اور بدکام سے روکنا اس سے ساقط ہو جاتا ہے واجب نہیں اور اشارہ کیا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس قصے کے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی بعد شہید ہونے علی رضی اللہ عنہ کے اور جب منصفی کا معاملہ گزر گیا تو علی رضی اللہ عنہ پھر کے کوفہ میں آئے اور شام والوں سے لڑنے کے واسطے سامان درست کیا یعنی تیاری کی کئی بار لیکن مشغول ہوئے ساتھ خارجیوں کے نہروان میں اور ایک روایت میں ہے کہ جب خارجی لوگ نکلے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم شام کی طرف چلتے ہو یا ان خارجیوں کی طرف پھرتے ہو تو لشکر والوں نے کہا کہ ہم انہیں کی طرف پھریں گے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ کی طرف پھرے پھر جب قتل ہوئے اور حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور صلح کی معاویہ سے تو قیس بن سعد کو لکھا تو وہ معاویہ کی لڑائی سے پھرا یعنی علی رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر چالیس ہزار آدمی کا تیار کر کے معاویہ کے ساتھ لڑنے کو شام میں بھیجا تھا اور قیس بن سعد کو ان پر سردار کیا تھا پھر جب علی رضی اللہ عنہ قتل ہوئے امام حسن رضی اللہ عنہ نے معلوم کیا کہ قیس پیچھے نہیں پلٹے گا اور صلح پر اس کا کہا نہیں مانے گا تو اس کو معزول کیا اور ان پر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو سردار کیا اور جب معاویہ کو علی رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے کی خبر پہنچی تو شام کے لشکر میں نکلا اور امام حسن رضی اللہ عنہ بھی نکلے یہاں تک کہ مدائن میں آئے اور یہ جو معاویہ نے کہا کہ کون ضامن ہوگا مسلمانوں کے بال بچوں کا یعنی جب کہ ان کے باپ مارے گئے اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ معاویہ نے عمرو سے کہا اے عمرو! اگر ان لوگوں نے ان کو مارا اور انہوں نے ان کو مارا تو کون ضامن ہوگا میرے واسطے لوگوں کے کام کا کون ضامن ہوگا میرے واسطے ان کی

عورتوں کا کون ضامن ہوگا ان کے لڑکے بالوں کا جن کی کوئی خبر نہ لی تو ضائع ہو جائیں؟ واسطے نہ مستقبل ہونے ان کے ساتھ امر معاش کے ان کا ضیعہ نام رکھا اشارہ کیا معاویہ نے اس طرف کہ دونوں ملک کے اکثر لوگ دونوں لشکروں میں ہیں سو جب قتل ہو گئے تو ضائع ہوگا امر لوگوں کا اور تباہ ہوگا حال ان کے گھر والوں کا اور ان کی اولاد کا ان کے بعد اور یہ اس واسطے کہا کہ عمرو نے اس کو لڑنے کی صلاح دی تھی حاصل یہ ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا ارادہ بھی صلح کرنے کا تھا لڑنا بالکل نہیں چاہتے تھے لیکن چاہتے تھے کہ معاویہ سے اپنی جان کے واسطے چند چیزوں کی شرط کر لیں اور معاویہ کا ارادہ بھی صلح کرنے کا تھا پھر معاویہ نے عبداللہ بن عامر اور عبدالرحمن بن سمرہ کو امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرف صلح کے واسطے بھیجا اور صلح ہوئی اس شرط پر کہ اتنا مال اور اتنے کپڑے اور اتنا رزق اور جس جس چیز کی حاجت ہو ہر سال امام حسن رضی اللہ عنہ وغیرہ اہل بیت کو بیت المال سے ملا کرے اور امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت معاویہ کو دے دی اور آپ حکومت کا تعلق بالکل چھوڑ دیا اور مسلمانوں کے دونوں لشکروں میں صلح ہوئی اور اس قصے میں بہت فائدے ہیں نشانی ہے پیغمبری کی نشانیوں سے اور فضیلت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی کہ اس نے بادشاہی کو چھوڑ دیا نہ کم ہونے کی وجہ سے نہ ذلت کی وجہ سے نہ کسی علت کی وجہ سے بلکہ واسطے رغبت کرنے کے اس چیز میں کہ اللہ کے نزدیک ہے یعنی ثواب آخرت سے اس واسطے کہ اس میں مسلمانوں کے خونوں کا بچاؤ دیکھا سو دین کے امر کی اور امت کی مصلحت کی رعایت کو مقدم کیا اور اس میں رد ہے خارجیوں پر جو کافر کہتے تھے علی رضی اللہ عنہ کو اور اس کے ساتھیوں کو اور معاویہ کو اور اس کے ساتھیوں کو ساتھ گواہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں گروہوں کے واسطے ساتھ اس کے کہ دونوں مسلمان ہیں اور اس میں فضیلت صلح کرانے کی درمیان لوگوں کے خاص کر مسلمانوں کے خونوں کے بچانے میں اور دلالت ہے اوپر مہربانی معاویہ کے ساتھ رعیت کے اور شفقت کرنے کے مسلمانوں پر اور قوت نظر اس کی کے بیچ تدبیر ملک کے اور عاقبت اس کی کے اور اس میں ولایت مفضول کی یعنی مفضول کو حاکم بنانا باوجود افضل کے اس واسطے کہ حسن رضی اللہ عنہ اور معاویہ دونوں خلیفہ ہوئے تھے اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ زندہ تھے اور وہ بدری ہیں اور یہ کہ جائز ہے خلیفہ کے واسطے کہ اپنی خلافت سے الگ ہو جائے جب کہ اس میں مسلمانوں کی اصلاح دیکھے اور اترنا وظائف دینی اور دنیاوی سے ساتھ مال کے اور جواز لینا مال کا اوپر اس کے بعد استیفاء شرائط کے ساتھ اس کے کہ منزول لہ اولیٰ ہو نازل سے اور ہو مبذول کے مال سے اور یہ کہ سیادت نہیں خاص ہے ساتھ افضل کے بلکہ وہ رئیس ہے قوم پر اور حدیث دلالت کرتی ہے کہ سیادت کا مستحق وہ ہے جس سے لوگ نفع اٹھائیں اور اس میں اطلاق ابن کا ہے ابن بنت پر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر ٹھیک ہونے رائے اس شخص کے جو لڑائی میں علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ کے ساتھ شامل نہ ہوا اگرچہ علی رضی اللہ عنہ امام برحق تھے اور معاویہ کا لشکر باغی تھا یہ قول سعید بن ابی وقاص وغیرہ اصحاب کا ہے اور جمہور اہل سنت کا یہ مذہب ہے کہ جو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شامل ہوا وہ صواب پر تھا اور معاویہ کا لشکر باغی تھا اور یہ سب لوگ متفق ہیں اس پر

کہ ان میں سے کسی کی مذمت نہ کی جائے بلکہ کہا جائے کہ انہوں نے اجتہاد کیا لیکن ان سے اجتہاد میں خطا ہوئی اور بعض قلیل لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ دونوں گروہ مصیب تھے۔ (فتح)

٦٥٧٧۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ عَمْرٌو أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ أَنَّ حَرْمَلَةَ مَوْلَى أُسَامَةَ أَخْبَرَهُ قَالَ عَمْرٌو قَدْ رَأَيْتُ حَرْمَلَةَ قَالَ أَرْسَلَنِيْ أُسَامَةُ إِلَى عَلِيٍّ وَقَالَ إِنَّهُ سَيَسْأَلُكَ الْآنَ فَيَقُوْلُ مَا خَلَّفَ صَاحِبَكَ فَقُلْ لَهُ يَقُوْلُ لَكَ لَوْ كُنْتَ فِيْ شِدْقِ الْأَسَدِ لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَكُوْنَ مَعَكَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ هٰذَا أَمْرٌ لَمْ أَرَهُ فَلَمْ يُعْطِنِيْ شَيْئًا فَذَهَبْتُ إِلَى حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ وَابْنِ جَعْفَرٍ فَأَوْقَرُوْا لِيْ رَاحِلَتِيْ.

٦٥٧٧۔ حضرت حرملہ سے روایت ہے کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ نے مجھ کو علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا یعنی مدینے سے کوفے میں کچھ مال مانگنے کو اور کہا کہ بے شک وہ سوال کرے گا تجھ سے سو کہے گا کہ تیرے ساتھی کو کس چیز نے پیچھے ڈالا میرا ساتھ دینے سے لڑائیوں میں سو اس کو کہنا کہ وہ تجھ سے کہتا ہے کہ اگر تو شیر کے جبڑے یعنی منہ میں ہوتا تو میں تیرے ساتھ ہوتا لیکن میں نے اس امر میں یعنی مسلمانوں کی لڑائی میں داخل ہونا اچھا نہیں جانا سو میں علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور اس کا پیغام پہنچایا سو علی رضی اللہ عنہ نے مجھ کو کچھ چیز نہ دی سو میں حسن اور حسین اور جعفر رضی اللہ عنہم کے پاس گیا تو انہوں نے مجھ کو میری سواری پر مال لاد دیا جس قدر اٹھا سکتی تھی۔

فائدہ: یہ جو کہا علی رضی اللہ عنہ تجھ سے پوچھے گا، الخ تو یہ عذر اُسامہ رضی اللہ عنہ کا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہ دینے کا اس واسطے کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ علی رضی اللہ عنہ انکار کرتے ہیں جو اس سے پیچھے رہا خاص کر اُسامہ رضی اللہ عنہ جیسے سے جو اہل بیت سے ہے عذر کیا کہ میرا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہ جانا کینہ کے سبب سے نہیں کہ ان سے میرے دل میں کینہ ہو اور یہ کہ اگر علی رضی اللہ عنہ کسی بڑی سخت جگہ میں ہوں تو البتہ اُسامہ رضی اللہ عنہ چاہتا ہے کہ وہ بھی اس کے ساتھ ہو لیکن وہ پیچھے رہا بسبب مکروہ جاننے کے بیچ لڑائی مسلمانوں کے اور اس کا سبب یہ ہے کہ جب اُسامہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرد کو قتل کیا جس کا ذکر دیات میں ہو چکا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ملامت کی تو اس نے قسم کھائی کہ مسلمان کے ساتھ نہ لڑے گا اسی واسطے وہ جنگ جمل اور صفین میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہ ہوا اور علی رضی اللہ عنہ نے جو اُسامہ رضی اللہ عنہ کے ایلچی کو کچھ نہ دیا تو یہ شاید اس واسطے کہ اس نے اس سے کچھ اللہ کے مال میں سے مانگا تھا سو علی رضی اللہ عنہ نے مناسب نہ جانا کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ کو دیں اس سبب سے کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ نے لڑائیوں میں علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہ دیا اور پھر حسن حسین رضی اللہ عنہما نے اس کو دیا اس واسطے کہ وہ اُسامہ رضی اللہ عنہ کو اہل بیت میں سے جانتے تھے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ران پر اُسامہ رضی اللہ عنہ کو بٹھلاتے تھے اور ایک ران پر حسین رضی اللہ عنہ کو اور فرماتے تھے الٰہی! میں ان کو چاہتا ہوں کما تقدم فی مناقبہ اور سواری اس واسطے بھر دی کہ شاید ان کو معلوم تھا کہ علی رضی اللہ عنہ نے اس کو کچھ نہیں دیا سو انہوں نے اس کو اس کے عوض مال سے سواری لاد دی جس

قدر اٹھا سکتی تھی۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا قَالَ عِنْدَ قَوْمٍ شَيْئًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ بِخِلَافِهِ

جب کسی قوم کے پاس کچھ کہے پھر نکلے تو اس کے برخلاف کہے یعنی یہ دغا بازی اور عہد شکنی ہے

فائدہ: ذکر کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کہ ہر عہد شکن دغا باز کے واسطے ایک جھنڈا کھڑا کیا جائے گا اور اس میں قصہ ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بیعت کرنے کا یزید سے اور حدیث ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی بیچ انکار کے ان لوگوں پر جو لڑتے ہیں ملک پر دنیا کے واسطے اور حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ کی منافقوں کے حق میں اور مطابقت اخیر حدیث کی ترجمہ کے واسطے ظاہر ہے اس جہت سے کہ پیٹھ پیچھے کہنا بخلاف اس کے کہ سامنے کہے ایک قسم ہے دغا کی اور کتاب الاحکام میں یہ باب آئے گا کہ مکروہ ہے تعریف بادشاہ کی جب اس کے پاس سے نکلے تو اس کے برخلاف کہے اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ اس کو ہم نفاق شمار کرتے تھے اور مطابقت دوسری حدیث کی اس جہت سے ہے کہ جن لوگوں کو ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے عیب کیا وہ ظاہر میں یہ کہتے تھے کہ ہم دین حق کی مدد کرنے کے واسطے لڑتے ہیں اور باطن میں صرف دنیا کے واسطے لڑتے تھے اور کہا ابن بطال نے کہ ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے مروان سے بیعت کی تھی لیکن یہ دعویٰ اس کا صحیح نہیں اس واسطے کہ ابو برزہ رضی اللہ عنہ بصرے میں تھا اور مروان نے شام میں خلافت کا دعویٰ کیا تھا اور اس کا بیان یوں ہے کہ جب یزید بن معاویہ مر گیا تو ابن زبیر نے اپنی خلافت کی طرف لوگوں کو بلایا یہاں تک کہ بیعت کی اس سے اہل حرمین اور مصر اور عراق نے اور جو ان کے سوائے ہیں یہاں تک کہ مروان نے بھی ارادہ کیا کہ ابن زبیر کی طرف کوچ کرے اور اس سے بیعت کرے لیکن ابن ابی امیر نے اس کو منع کیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور شام پر غالب ہوا پھر اس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے عبدالملک سے شام والوں نے بیعت کی۔ (فتح)

٦٥٧٨۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ لَمَّا خَلَعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ جَمَعَ ابْنُ عُمَرَ حَشَمَهُ وَوَلَدَهُ فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَإِنَّا قَدْ بَايَعْنَا هٰذَا الرَّجُلَ عَلٰى بَيْعِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَإِنِّيْ لَا أَعْلَمُ غَدْرًا أَعْظَمَ مِنْ أَنْ يُبَايَعَ رَجُلٌ عَلٰى بَيْعِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُنْصَبُ لَهُ الْقِتَالُ

٦٥٧٨۔ حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب مدینے والوں نے یزید کی بیعت توڑی اور اتاری تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے غلاموں اور اولاد کو جمع کیا اور کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ ہر عہد شکن دغا باز کے واسطے قیامت کے دن جھنڈا کھڑا کیا جائے گا اور البتہ ہم نے اس مرد یعنی یزید سے بیعت کی اس شرط پر کہ حکم کیا ہے ساتھ اس کے اللہ اور اس کے رسول نے امام کی بیعت سے اور میں اس سے بڑھ کر کوئی دغا نہیں جانتا کہ ایک مرد کی بیعت کی جائے اوپر شرط بیعت اللہ اور اس کے رسول کے پھر قائم کی

وَإِنِّي لَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِّنْكُمْ خَلَعَهُ وَلَا بَايَعَ فِي هٰذَا الْأَمْرِ إِلَّا كَانَتِ الْفَيْصَلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ.

جائے اس کے واسطے لڑائی اور میں تم سے کسی کو نہیں جانتا جس نے اس کی بیعت اتاری اور نہ تابع ہوا اس امر میں مگر کہ اس کے اور میرے درمیان یہ فیصل ہو گی۔

فائدہ: اور اس کا سبب یہ ہے جو طبری نے بیان کیا ہے کہ جب معاویہ مر گیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو اپنی بیعت لکھ بھیجی اور یزید نے اپنے چچیرے بھائی عثمان بن محمد کو مدینے پر حاکم کر کے بھیجا اس نے اہل مدینہ سے یزید کے واسطے بیعت کی پھر اہل مدینہ سے ایک جماعت ایلچی بن کر یزید کے پاس گئی ان میں سے تھا عبداللہ بن غسیل ملائکہ سو یزید نے ان کا اکرام کیا اور ان کو انعام دیا سو وہ پھرے تو انہوں نے آ کر مدینے میں یزید کے عیب ظاہر کیے اور کہا کہ وہ شراب پیتا ہے اور سوائے اس کے پھر عثمان رضی اللہ عنہ پر اٹھے اور اس کو نکال دیا اور یزید کی بیعت اتار ڈالی پھر یہ خبر یزید کو پہنچی تو اس نے مسلم بن عقبہ کو لشکر دے کر بھیجا اور اس کو حکم کیا کہ تین بار مدینے والوں کو دعوت دینا پھر اگر رجوع کریں تو فبھا نہیں تو ان سے لڑنا پھر جب تو غالب ہو تو اس کو لشکر کے واسطے تین دن مباح کرنا جو چاہیں سو کریں پھر ان سے رک جانا اور معاویہ نے مرتے وقت یزید کو وصیت کی تھی کہ اگر اہل مدینہ بگڑ جائیں تو مسلم کو ان کی طرف بھیجنا کہ وہ ہمارا خیر خواہ ہے سو مسلم مدینے کی طرف متوجہ ہوا اور ۳۰ھ ہجری میں ذی الحجہ کے مہینہ میں پہنچا تو مدینہ والوں نے اس سے لڑائی کی پھر جب لڑائی واقع ہوئی تو اہل مدینہ کو شکست ہوئی تو اس نے مدینہ کو اپنے لشکر کے واسطے تین دن مباح کیا اور ایک جماعت ان سے بند کر کے ماری گئی اور باقی لوگوں نے بیعت کی اور اس پر کہ وہ یزید کے اختیار میں ہیں حکم کرے گا ان کے مال اور جان اور اہل میں جو چاہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب لڑائی بھڑکی تو مدینے والوں نے مدینے کے اندر تکبیر کی آواز سنی اور یہ اس واسطے کہ بنی حارثہ نے شامیوں کی ایک قوم کو خندق کی جانب سے اندر داخل کیا تو اہل مدینہ نے لڑائی چھوڑی اور مدینے میں داخل ہوئے واسطے خوف کرنے کے اپنے گھر والوں پر سو واقع ہوئی شکست اور قتل ہوا جو قتل ہوا یعنی بہت لوگ قتل ہوئے باقی لوگوں نے بیعت کی اس لڑائی کا نام جنگ حرہ ہے حرہ سنگستانی زمین کو کہتے ہیں کیونکہ یہ لڑائی مدینے کی سنگستانی زمین میں واقع ہوئی تھی پھر مسلم وہاں سے ابن زبیر کی طرف چلا اس وقت مکے میں ابن زبیر حاکم تھے سو راہ میں ہی مر گیا اور یہ جو کہا او پر بیعت اللہ اور اس کے رسول کے تو یہ اس واسطے ہے کہ جس نے کسی امیر سے بیعت کی تو اس نے اس کو اطاعت دی اور اس سے عطیہ لیا تو ہو گیا وہ مشابہ اس کے جس نے اسباب بیچا اور خرید لیا اور ایک روایت میں ہے کہ جس نے کسی امام سے بیعت کی تو چاہیے کہ اس کی اطاعت کرے جہاں تک کہ ہو سکے اور مراد فیصل سے توڑنا ہے یعنی میں اس سے توڑوں گا اور اس حدیث میں وجوب تابعداری امام کی ہے جس کے واسطے بیعت منعقد ہوئی اور منع ہے خروج کرنا اوپر اس کے اگرچہ حکم میں ظلم کرے اور یہ کہ نہ بیعت اتاری جائے ساتھ فسق کے۔ (فتح)

٦٥٧٩۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ عَنْ عَوْفٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ لَمَّا كَانَ ابْنُ زِيَادٍ وَمَرْوَانُ بِالشَّامِ وَوَثَبَ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ وَوَثَبَ الْقُرَّآءُ بِالْبَصْرَةِ فَانْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي إِلٰى أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلَيْهِ فِي دَارِهٖ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ عُلِّيَّةٍ لَهٗ مِنْ قَصَبٍ فَجَلَسْنَا إِلَيْهِ فَأَنْشَأَ أَبِي يَسْتَطْعِمُهُ الْحَدِيْثَ فَقَالَ يَا أَبَا بَرْزَةَ أَلَا تَرٰى مَا وَقَعَ فِيْهِ النَّاسُ فَأَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُهٗ تَكَلَّمَ بِهٖ إِنِّي احْتَسَبْتُ عِنْدَ اللّٰهِ أَنِّي أَصْبَحْتُ سَاخِطًا عَلٰى أَحْيَآءِ قُرَيْشٍ إِنَّكُمْ يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ كُنْتُمْ عَلَى الْحَالِ الَّذِي عَلِمْتُمْ مِّنَ الذِّلَّةِ وَالْقِلَّةِ وَالضَّلَالَةِ وَإِنَّ اللّٰهَ أَنْقَذَكُمْ بِالْإِسْلَامِ وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَلَغَ بِكُمْ مَا تَرَوْنَ وَهٰذِهِ الدُّنْيَا الَّتِي أَفْسَدَتْ بَيْنَكُمْ إِنَّ ذَاكَ الَّذِي بِالشَّامِ وَاللّٰهِ إِنْ يُّقَاتِلُ إِلَّا عَلَى الدُّنْيَا وَإِنَّ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ وَاللّٰهِ إِنْ يُّقَاتِلُوْنَ إِلَّا عَلَى الدُّنْيَا وَإِنْ ذَاكَ الَّذِي بِمَكَّةَ وَاللّٰهِ إِنْ يُّقَاتِلُ إِلَّا عَلَى الدُّنْيَا.

٦٥٧٩۔ حضرت ابو المنہال سے روایت ہے کہ جب نکالا گیا ابن زیاد بصرے سے بعد مرنے یزید بن معاویہ کے کہ وہ اس کی طرف سے بصرے میں حاکم تھا اور قائم ہوا مروان شام میں اور قائم ہوا ابن زبیر مکے میں اور قائم ہوئے قاری بصرے میں تو میں اپنے باپ کے ساتھ ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی طرف چلا یہاں تک کہ ہم اس پر داخل ہوئے اس کے گھر میں اور وہ بیٹھا اپنے بالا خانے کے سائے میں جو قصب سے تھا سو ہم اس کے پاس بیٹھے تو میرے باپ نے اس سے حدیث طلب کی سو کہا اے ابو برزہ! کیا تو نہیں دیکھتا جس میں لوگ پڑے ہیں سو اول چیز جو میں نے اس سے سنی جس کے ساتھ اس نے کلام کیا یہ ہے کہ میں اللہ سے ثواب طلب کرتا ہوں اس پر کہ میں نے صبح کی اس حال میں کہ غصہ کرنے والا ہوں قریش کی قوموں پر اے گروہ عرب کے! بے شک تم ایک حال پر تھے جو تم نے جانا ذلت اور قلت اور گمراہی سے یعنی جاہلیت کے زمانے میں اور البتہ اللہ نے تم کو چھوڑایا ساتھ اسلام کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ پہنچا ساتھ تمہارے جو تم دیکھتے ہو اور اس دنیا نے تمہارے درمیان فساد ڈالا ہے بے شک یہ شخص جو شام میں ہے یعنی مروان قسم ہے اللہ کی کہ نہیں لڑتا مگر دنیا پر۔

فائدہ: اس کا بیان یہ ہے کہ ابن زیاد بصرے میں حاکم تھا یزید کی طرف سے سو جب اس کو یزید کے مرنے کی خبر پہنچی تو اس نے اہل بصرہ کو جمع کر کے خطبہ پڑھا اور ذکر کیا جو واقع ہوا اختلاف سے تو اہل بصرہ راضی ہوئے کہ ان پر ابن زیاد ہی بدستور امیر رہے یہاں تک کہ لوگ ایک خلیفے پر جمع ہوں سو وہ اس پر تھوڑے دن ٹھہرا یہاں تک کہ سلمہ بن ذویف کھڑا ہوا ابن زبیر کے واسطے بیعت لیتا تھا سو ایک جماعت نے اس سے بیعت کی جب ابن زیاد کو یہ خبر پہنچی تو

اس نے چاہا کہ سلمہ کو روکے لوگوں نے اس کا کہا نہ مانا پھر جب اس کو اپنی جان کا خوف پڑا تو اس نے حرث بن قیس سے پناہ مانگی اس نے اس کو راتوں رات اپنے پیچھے سوار کر کے مسعود بن عمرو ازدی کے پاس پہنچایا اس نے اس کو پناہ دی پھر بصرے والوں میں اختلاف واقع ہوا تو انہوں نے عبداللہ بن حرث کو امیر بنایا اور واقع ہوئی لڑائی اور قائم ہوا مسعود عبیداللہ ابن زیاد کے حکم سے سو مسعود مارا گیا اور ابن زیاد بھاگ کر شام میں چلا گیا وہاں مروان کو پایا کہ وہ چاہتا ہے کہ ابن زبیر کی طرف کوچ کرے اور بنی امیہ کے واسطے امن لے اپنی رائے سے پھر گیا اور بنی امیہ کو ساتھ لے کر دمشق میں گیا وہاں ضحاک بن قیس نے لوگوں سے ابن زبیر کے واسطے معیت لی تھی وہاں اس کے اور مروان کے درمیان لڑائی ہوئی ضحاک مارا گیا اور اس کا لشکر متفرق ہو گیا اور مروان شام پر غالب ہوا پھر اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا عبدالملک اس کا جانشین ہوا اور یہ جو کہا کہ قائم ہوئے بصرے میں قاری لوگ تو مراد اس سے خارجی لوگ ہیں کہ وہ ابن زیاد کے بعد بصرے میں اٹھے تھے اور بعض نے کہا کہ مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے لڑنے کے واسطے بیعت کی تھی سو وہ بصرے سے شام کی طرف چلے تو ابن زیاد ان کو بڑے لشکر کے ساتھ ملا جو مروان کی طرف تھا تو وہاں دونوں میں لڑائی ہوئی اور یہ جو ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں قریش کی قوموں سے غصہ رکھنے کو ثواب جانتا ہوں تو یہ اس واسطے ہے کہ اللہ کے واسطے محبت رکھنا اور اللہ کے واسطے دشمنی رکھنا ایمان سے ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میرے باپ نے کہا کہ مجھ کو کیا حکم کرتے ہو اس نے کہا کہ میرے نزدیک سب لوگوں سے بہتر وہ جماعت ہے جن کے پیٹ بھوکے ہیں لوگوں کے مال سے اور جن کی پیٹھ ہلکی ہے لوگوں کے خون سے یعنی نہ کسی کا ناحق مال لیتے ہیں نہ ناحق کسی کا خون کرتے ہیں اور یہ دلالت کرتا ہے کہ ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ فتنے میں الگ رہنا بہتر ہے اور مسلمانوں کی لڑائی میں داخل ہونا نہیں چاہیے خاص کر جب کہ طلب ملک کے واسطے ہو اور اس میں مشورہ لینا ہے اہل علم اور دین سے وقت اترنے فتنے کے اور نیک صلاح دینا عالم کا اس کو اور اس میں کفایت کرنا ہے بیچ انکار منکر کام کے ساتھ قول کے اگرچہ اس کے پس پشت ہو جس پر انکار کرتا ہے تا کہ سامع نصیحت قبول کرے اور اس میں داخل ہونے سے ڈرے۔ (فتح)

٦٥٨٠ـ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ الْأَحْدَبِ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ إِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ الْيَوْمَ شَرٌّ مِّنْهُمْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا يَوْمَئِذٍ يُسِرُّوْنَ وَالْيَوْمَ يَجْهَرُوْنَ.

٦٥٨٠ـ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک منافق لوگ آج کے دن بدتر ہیں ان سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھے اس وقت چھپاتے تھے اور آج ظاہر کرتے ہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ پہلوں سے بدتر اس واسطے ہوئے کہ اگلے منافق لوگ اپنی بات کو چھپاتے تھے سو ان

کی بدی ان کے غیر کی طرف نہ بڑھتی تھی اور بہرحال آج کے لوگ سو کھلم کھلا حاکموں پر خروج کرتے ہیں اور لوگوں میں فتنے فساد ڈالتے ہیں سو ان کا ضرر غیروں کی طرف بڑھتا ہے اور مطابقت اس کی ساتھ ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ ظاہر کرنا ان کا نفاق کو اور اٹھانا ہتھیار کا لوگوں پر دہ قول ہے برخلاف اس چیز کے جو خرچ کی انہوں نے طاعت سے جب کہ انہوں نے بیعت کی اول اس شخص سے جس پر خروج کیا۔ (فتح)

٦٥٨١۔ حَدَّثَنَا خَلَّادٌ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي الشَّعْثَآءِ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ إِنَّمَا كَانَ النِّفَاقُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَإِنَّمَا هُوَ الْكُفْرُ بَعْدَ الْإِيْمَانِ.

٦٥٨١۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نفاق تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا اور بہرحال آج کے دن سو وہ کفر ہے ایمان کے بعد۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ منافق لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اپنی زبان سے ایمان لائے تھے اور دل سے ایمان نہیں لائے تھے اور بہرحال جوان کے بعد ہیں سو وہ اسلام میں پیدا ہوئے اور اسلام کی فطرت پر سو جو ان میں سے کافر ہو وہ مرتد ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کی یہ مراد نہیں کہ اس زمانے میں نفاق واقع نہیں ہو سکتا بلکہ اس کی مراد نفی انفاق حکم کی ہے اس واسطے کہ نفاق ظاہر کرنا ایمان کا ہے اور چھپانا کفر کا یعنی ظاہر میں مسلمان رہنا اور دل سے کافر رہنا اور یہ ہر زمانے میں ممکن ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم مختلف ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے لگاؤ کیا کرتے تھے اور ان کے ظاہری اسلام کو قبول کرتے تھے اگرچہ ظاہر ہوتا ان سے احتمال خلاف اس کے کا اور بہرحال بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو جو شخص کچھ ظاہر کرے یعنی برخلاف اسلام کے تو اس کو اس کے ساتھ مؤاخذہ کیا جائے اور نہ ترک کیا جائے واسطے مصلحت الفت کے واسطے نہ ہونے حاجت کے طرف اس کی اور بعض نے کہا کہ غرض حذیفہ رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ امام کی فرمانبرداری سے نکلنا جاہلیت ہے اور نہیں ہے جاہلیت اسلام میں یا تفریق جماعت کی اور یہ خلاف قول اللہ تعالیٰ کے ہے ﴿وَلَا تَفَرَّقُوْا﴾ اور یہ سب نہیں ہے پوشیدہ سو وہ مانند کفر کی ہے بعد ایمان کے۔ (فتح)

بَابٌ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُغْبَطَ أَهْلُ الْقُبُوْرِ

نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ رشک کیا جائے گا قبروں والوں سے

٦٥٨٢۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٥٨٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ گزرے گا مرد کسی مرد کی قبر پر تو کہے گا کہ کسی طرح میں اس کی جگہ مردہ ہوتا

قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ يَا لَيْتَنِيْ مَكَانَهٗ.

یعنی قیامت کے قریب ایسے فتنے اور فساد عالم میں پھیلیں گے کہ لوگ موت کی تمنا کریں گے قبروں کو دیکھ کر۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ قبر والوں سے رشک کرنا اور موت کی آرزو کرنا وقت ظاہر ہونے فتنوں کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ خوف دین کے جاتے رہنے کا ہے واسطے غلبے باطل کے اور اہل اس کے اور ظاہر ہونے گناہوں اور منکر کے اور نہیں ہے یہ عام ہر ایک کے حق میں بلکہ وہ خاص ہے ساتھ اہل خیر کے اور بہر حال جوان کے سوائے اور لوگ ہیں سو کبھی واقع ہوتی ہے مصیبت ان کے جان اور مال اور دنیا میں اگرچہ متعلق ہو اس سے کوئی چیز ساتھ دین کے یعنی صرف دنیا کی مصیبت سے موت کی آرزو کرے گا جیسا کہ دوسری روایت میں آیا ہے کہ نہیں ہوتا ساتھ اس کے فتنہ دین کا مگر بلا اور کہا قرطبی نے کہ گویا حدیث میں اشارہ ہے اس طرف کہ عنقریب فتنے فساد ہوں گے اور بڑی مشقت واقع ہوگی یہاں تک کہ دین کا امر ہلکا ہو جائے گا اور اس کی کوشش کم ہوگی اور نہ باقی رہے گی کسی کے واسطے کوشش مگر ساتھ امر اپنی دنیا اور معاش کے یعنی ہر شخص کو فقط اپنی دنیا اور معاش کا فکر ہوگا دین کا فکر بالکل نہیں رہے گا اسی واسطے فتنے فساد کے دنوں میں عبادت کی بڑی قدر ہے اور یہ جو کہا کہ قبر پر گزرے گا تو اس سے لیا جاتا ہے کہ موت کی آرزو قبر کے دیکھنے کے وقت حاصل ہوگی اور حالانکہ نہیں ہے یہ مراد بلکہ اس میں اشارہ ہے طرف قوت اس آرزو کی اس واسطے کہ جو کسی شدت کے سبب سے موت کی آرزو کرتا ہے کبھی یہ آرزو اس کی جاتی رہتی ہے یا ہلکی ہو جاتی ہے وقت مشاہدے قبر کے سو یاد کرتا ہے ہول مقام کی سو ضعیف ہو جاتی ہے آرزو اس کی اور جب اس نے اس پر تمادی کی تو اس نے دلالت کی اوپر مؤکد ہونے اس شدت کے نزدیک اس کے جب کہ نہ پھیرا اس کو اس چیز نے جس کو مشاہدہ کیا اس نے قبر کی وحشت سے بدستور رہنے اس کے سے اوپر تمنی موتا کے اور نہیں معارض ہے اس کو وہ حدیث جو آئی ہے کہ موت کی آرزو کرنا منع ہے اس واسطے کہ منع اس جگہ ہے جہاں جسم کے ضرر سے موت کی آرزو کرے اور جب ہو اس ضرر کے واسطے جو دین کے ساتھ متعلق ہے تو اس وقت موت کی آرزو کرنا جائز ہے۔ (فتح)

بَابُ تَغْيِيْرِ الزَّمَانِ حَتّٰى تُعْبَدَ الْأَوْثَانُ

زمانہ متغیر ہو جائے گا یہاں تک کہ بت پرستی ہوگی

۶۵۸۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَضْطَرِبَ أَلْيَاتُ نِسَآءِ دَوْسٍ عَلٰى ذِي الْخَلَصَةِ وَذُو الْخَلَصَةِ طَاغِيَةُ

۶۵۸۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ چوتڑ مٹکاتی پھریں گی قوم دوس کی عورتیں بت کے گرد جس کا نام ذی الخلصہ ہے اور ذوالخلصہ قوم دوس کا بت تھا جس کو وہ جاہلیت کے وقت میں پوجتے تھے۔

دَوْسٍ الَّتِیْ کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ فِی الْجَاهِلِیَّةِ.

فائدہ: دوس ایک قوم کا نام ہے یمن میں ذی الخلصہ اس قوم کے بت کا نام تھا اس کو کافر کعبہ یمانی بھی کہتے ہیں جب وہ قوم مسلمان ہوئی تو حضرت ﷺ نے اس بت کو توڑ ڈالا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے قریب وہ قوم پھر مرتد ہو جائے گی اس بت کو پھر نیا بنائیں گے اور ان کی عورتیں اس کے گرد طواف کریں گی اور چوتڑ مٹکانے سے مراد یہ ہے کہ عورتیں شہروں سے چوپایوں پر سوار ہو کے اس بت کی طرف جائیں گی اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ وہ ہجوم کریں گی یہاں تک کہ ایک دوسری کو اپنا چوتڑ مارے گی وقت طواف کرنے کے گرد اس بت کے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ نہ قائم ہو گی قیامت یہاں تک کہ لات اور عزیٰ کی پرستش ہو گی اور یہ عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے کے بعد واقع ہو گا جب کہ ہر مسلمان کی روح ہوا سے قبض ہو جائے گی اور کوئی مسلمان باقی نہ رہے گا زمین پر پھر نہ باقی رہیں گے مگر بدتر لوگ لڑیں گے جیسے گدھے لڑتے ہیں اور ظاہر ہو گی بت پرستی پھر قائم ہو گی ان پر قیامت اور یہی لوگ مراد ہے باب کی حدیث میں۔ (فتح)

٦٥٨٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِیْ سُلَیْمَانُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ أَبِی الْغَیْثِ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَخْرُجَ رَجُلٌ مِّنْ قَحْطَانَ یَسُوْقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ.

۶۵۸۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ قائم ہو گی قیامت یہاں تک کہ نکلے گا ایک مرد قحطان کے قبیلے سے کہ ہانکے گا لوگوں کو اپنی لاٹھی سے۔

فائدہ: یعنی وہ لوگوں پر غالب ہو گا اور لوگ اس کے فرمانبردار ہوں گے اور نہیں مراد ہے خاص لاٹھی لیکن اس میں اشارہ ہے کہ وہ ان پر سختی کرے گا اور بعض نے کہا کہ حقیقۃً لوگوں کو لاٹھی سے ہانکے گا جیسے اونٹوں اور مویشی کو ہانکا جاتا ہے واسطے نہایت سختی اور ظلم اس کے اور مطابقت حدیث کی ترجمہ سے اس وجہ سے ہے کہ جب قائم ہوا قحطانی اور حالانکہ نہیں ہے وہ اہل بیت نبوت اور نہ قریش سے جن میں اللہ نے خلافت کا حق رکھا ہے تو یہ بڑا تغیر زمانے کا ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ وہ مطابق ہے واسطے ابتداء ترجمہ کے اور وہ تغیر زمانے کا ہے اور تغیر عام تر ہے اس سے کہ فسق کی طرف راجع ہو یا کفر کی سو قصہ قحطانی کا مطابق ہے واسطے تغیر کے ساتھ فسق کے اور قصہ ذی الخلصہ کا واسطے تغیر کے ساتھ کفر کے۔ (فتح)

بَابُ خُرُوْجِ النَّارِ وَقَالَ أَنَسٌ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ نَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ

باب ہے بیچ نکلنے آگ کے یعنی حجاز کی زمین سے اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی اول نشانی آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی

إِلَى الْمَغْرِبِ.

طرف ہانک لے جائے گی۔

فائدہ: اشراط الساعہ سے مراد وہ نشانیاں ہیں جن کے بعد قیامت ہوگی۔

٦٥٨٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَنِي أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَخْرُجَ نَارٌ مِّنْ أَرْضِ الْحِجَازِ تُضِيْءُ أَعْنَاقَ الْإِبِلِ بِبُصْرٰى.

٦٥٨٥۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ نکلے گی آگ حجاز کی زمین سے روشن کر دے گی بصرے کے اونٹوں کی گردنوں کو یعنی اس کی روشنی ایسی تیز ہوگی کہ عرب سے شام تک پہنچے گی۔

فائدہ: حجاز عرب میں اس زمین کا نام ہے جس میں مکہ اور مدینہ ہے تاریخ مدینہ میں مذکور ہے کہ اول چند روز مدینے میں برابر زلزلہ رہا لوگوں نے جانا کہ قیامت آئی پھر ایک طرف سے زمین پھٹ گئی اس میں سے سربلند آگ نکلی چالیس دن قائم رہی لوہا اور پتھر اس آگ سے جلتا تھا مگر گھاس نہ جلتی تھی سینکڑوں کوس تک اس کی روشنی تھی ٦٥٤ چھ سو چون ہجری میں یہ ماجرا گزرا تو جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ویسا ہی ظہور میں آیا یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہتے ہیں کہ اس آگ کی صورت ایک بڑے شہر کی صورت تھی جس کے گرد دیوار ہو اس پر منارے اور برج ہوں معلوم ہوتا تھا کہ اس میں آدمی ہیں جو اس کو کھینچتے ہیں نہ گزرتی تھی کسی پہاڑ پر مگر کہ اس کو گلا دیتی تھی اور اس کی آواز ایسی تھی جیسے بجلی کی کڑک اور جو آگ کہ باب کی پہلی حدیث میں مذکور ہے وہ اور ہے اور متواتر ہے علم اس آگ کا نزدیک سب شام والوں کے اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ بہے گا ایک نالہ حجاز کی آگ سے جو بصرے کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن کرے گا اور یہ وہی آگ ہے جو ساتویں صدی میں ظاہر ہوئی۔ (فتح)

٦٥٨٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَدِّهٖ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ يَّحْسِرَ عَنْ كَنْزٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَهٗ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا. قَالَ عُقْبَةُ

٦٥٨٦۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب دریائے فرات سونے کے خزانے سے کھل جائے گا سو جو وہاں حاضر ہو تو اس میں سے کچھ نہ لے اور دوسری روایت کا ترجمہ بھی یہی ہے لیکن اس میں اتنا زیادہ ہے کہ فرمایا کہ سونے کے پہاڑ سے یعنی خزانے کی جگہ پہاڑ کا ذکر کیا۔

وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ يَحْسِرُ عَنْ جَبَلٍ مِّنْ ذَهَبٍ.

فائدہ: خزانہ کہنا اس کو باعتبار حال کے ہے اور پہاڑ کہنا باعتبار کثرت کے ہے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ حدیث جو روایت کی مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگل دے گی زمین اپنے جگر کے ٹکڑے ستونوں کے برابر سونے اور چاندی کے یعنی زمین کے اندر کے خزانے اور چاندی سونے کی کانیں قیامت میں زمین پر ظاہر ہو جائیں گی سو آئے گا قاتل سو کہے گا کہ میں نے اسی کی محبت میں فلانے کو قتل کیا اور آئے گا چور سو کہے گا کہ اسی کی محبت میں میرا ہاتھ کاٹا گیا پھر اس مال کو چھوڑ دیں گے سو نہ لیں گے اس میں سے کچھ اور ظاہر یہ ہے کہ اس کے لینے سے اس واسطے منع کیا کہ اس کے لینے سے فتنہ اور قتال پیدا ہوتا ہے یعنی اگر اس کو لینا جائز رکھا جاتا تو خلقت اس پر لڑ کر کے مر جاتی اور تائید کرتی ہے اس کی وہ حدیث جو مسلم نے روایت کی ہے کہ دریائے فرات سونے کے پہاڑ سے کھل جائے گا سو لڑ مریں گے اس پر لوگ سو ہر ایک سینکڑے سے ننانویں آدمی قتل ہوں گے اور ایک باقی رہے گا اور ان میں سے ہر آدمی کہے گا کہ شاید میں قتل سے بچ رہوں اور بلا شراکت سونا پاؤں اور نیز مسلم نے روایت کی ہے کہ دریائے فرات سونے کے پہاڑ سے کھل جائے گا سو جب لوگ سنیں گے تو اس کی طرف چلیں گے اور جو لوگ اس کے پاس ہوں گے وہ کہیں گے کہ اگر ہم لوگ اس کے لینے سے نہ منع کریں تو سب کو لے جائیں گے کچھ باقی نہ رہے گا سو اس پر لڑیں گے سو قتل ہوں گے ہر سو سے ننانویں آدمی یعنی سو میں سے صرف ایک آدمی باقی رہ جائے گا پس واضح ہوا کہ سبب بیچ نہی کے اس کے لینے سے وہ چیز ہے جو مرتب ہوتی ہے اوپر طلب اخذ اس کے لڑائی سے چہ جائیکہ لینا اور نہیں ہے کوئی مانع کہ ہو یہ وقت نکلنے آگ کے واسطے محشر کے لیکن نہیں ہے یہ سبب منع کرنے کا اس کے لینے سے اور ایک روایت میں ہے کہ تمہارے خزانے پر تین آدمی قتل ہوں گے ہر ایک خلیفے کا بیٹا ہوگا اور یہ ذکر مہدی کی حدیث میں ہے سو اگر مراد خزانے سے وہ خزانہ ہو جو باب کی حدیث میں ہے تو دلالت کی اس نے کہ واقع ہوگا یہ وقت ظاہر ہونے مہدی کے نزول عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے اور آگ کے نکلنے سے پہلے اور احتمال ہے کہ لینے سے اس واسطے منع کیا ہو کہ واقع ہوگا بیچ اخیر زمانے کے نزدیک اس حشر کے جو واقع ہوگا دنیا میں اور واسطے عدم ظہور یا قلت اس کی کے سونہ فائدہ اٹھائے گا ساتھ اس چیز کے کہ اس سے لے اور شاید یہی راز ہے اس میں کہ بخاری رحمہ اللہ علیہ نے اس کو خروج آب کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے۔ (فتح)

بَابٌ یہ باب ہے

٦٥٨٧۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنَا مَعْبَدٌ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تَصَدَّقُوْا فَسَيَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَّمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهٖ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَّقْبَلُهَا قَالَ مُسَدَّدٌ حَارِثَةُ أَخُوْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ لِأُمِّهٖ قَالَهٗ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ.

٦٥٨٧۔ حضرت حارثہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ خیرات کرو سو عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی اپنا صدقہ لے کر چلے گا سو نہ پائے گا جو اس کو قبول کرے۔

فائدہ: یہ باب مثل فصل کی ہے پہلے باب سے اور تعلق اس کا ساتھ اس کے اس احتمال کی جہت سے ہے جو پہلے گزرا اور وہ یہ ہے کہ یہ واقع ہوگا اخیر زمانے میں جس میں لوگوں کو مال کی حاجت اور پراوہ نہ رہے گی یا اس وجہ سے کہ ہر ایک فتنے کے سبب سے اپنی جان کے ساتھ مشغول ہوگا ہر ایک کو جان کی مصیبت پڑی ہوگی سو نہ مڑ کر دیکھے گا اپنے گھر والوں کو چہ جائیکہ مال اور یہ دجال کے زمانے میں ہوگا اور یا نہایت امن حاصل ہونے کے سبب سے ہر آدمی بے پرواہ ہوگا اور یہ امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں واقع ہوگا اور یا اس وجہ سے کہ آگ نکلے گی جو لوگوں کو محشر کی طرف ہانک لے جائے گی اور نہ التفات کرے گا کوئی اس وقت اس چیز پر جو بھاری ہو اس پر مال سے بلکہ قصد کرے گا کہ اس کی جان بچے اور جس پر قادر ہو اپنے اہل اور اولاد سے اور یہ احتمال ظاہر تر ہے اور یہی ہے مناسب واسطے کاری گری بخاری رحمہ اللہ کے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ تم دس نشانیاں دیکھو دخان اور دجال اور دابہ نکلنا آفتاب کا مغرب کی طرف سے اور اترنا عیسیٰ علیہ السلام کا اور نکلنا یاجوج ماجوج کا اور تین خسف کا یعنی زمین کا دھنسنا ایک مشرق میں ایک مغرب ایک جزیرہ عرب میں اور نکلنا آگ کا یمن سے جو لوگوں کو محشر کی طرف ہانک لے جائے گی اور اول ہونا آگ کا جو انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے تو یہ اول ہونا اس کا اس اعتبار سے ہے کہ اس کے بعد دنیا کا کوئی کام واقع نہیں ہوگا بلکہ واقع ہوگا ساتھ انتہاء اس کی کے پھونکنا صور میں برخلاف باقی نشانیوں کے کہ ان میں سے ہر ایک کے بعد دنیا کا کوئی نہ کوئی امر باقی رہے گا اور یہ جو فرمایا کہ کوئی صدقہ قبول نہ کرے گا تو احتمال ہے کہ یہ واقع ہو چکا ہو جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی خلافت میں کہ مال کی اس قدر کثرت ہوگئی تھی کہ کوئی قبول نہ کرتا تھا بنا بر اس کے یہ صرف پیشین گوئی قیامت کی نشانی نہ ہوگی اور احتمال ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں واقع ہو اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں مال کی بہت کثرت ہوگی اور اول احتمال راجح تر ہے اور بہر حال عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں مال کی اس واسطے کثرت ہوگی کہ مال بہت ہو جائے گا اور لوگ کم ہو جائیں گے۔ (فتح)

٦٥٨٨- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيْمَتَانِ يَكُوْنُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيْمَةٌ دَعْوَتُهُمَا وَاحِدَةٌ وَحَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيْبٌ مِّنْ ثَلَاثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَحَتّٰى يُقْبَضَ الْعِلْمُ وَتَكْثُرَ الزَّلَازِلُ وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ وَيَكْثُرَ الْهَرْجُ وَهُوَ الْقَتْلُ وَحَتّٰى يَكْثُرَ فِيْكُمُ الْمَالُ فَيَفِيْضَ حَتّٰى يُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَّقْبَلُ صَدَقَتَهُ وَحَتّٰى يَعْرِضَهُ عَلَيْهِ فَيَقُوْلَ الَّذِيْ يَعْرِضُهُ عَلَيْهِ لَا أَرَبَ لِيْ بِهِ وَحَتّٰى يَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِي الْبُنْيَانِ وَحَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ يَا لَيْتَنِيْ مَكَانَهُ وَحَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ يَعْنِيْ آمَنُوْا أَجْمَعُوْنَ فَذٰلِكَ حِيْنَ ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِيْ إِيْمَانِهَا خَيْرًا﴾ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتَبَايَعَانِهِ وَلَا يَطْوِيَانِهِ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهِ فَلَا يَطْعَمُهُ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يُلِيْطُ حَوْضَهُ فَلَا يَسْقِيْ فِيْهِ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ

٦٥٨٨- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ آپس میں لڑیں گے دو بڑے گروہ دونوں کے درمیان بڑی لڑائی ہوگی دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا اور یہاں تک کہ قریب تیس کے بڑے جھوٹے دجال ظاہر ہوں گے ہر ایک یہی گمان کرے گا کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور یہاں تک کہ قبض ہوگا علم اور بہت ہوں گے زلزلے اور قریب ہو جائے گا زمانہ اور فتنے فساد ظاہر ہوں گے اور قتل یعنی خون ریزی کثرت سے ہوگی اور یہاں تک کہ تم میں مال بہت ہو جائے گا تو اُبل پڑے گا یہاں تک کہ مالدار فکر میں غمگین ہوگا کہ اس کی زکوٰۃ کا مال کون لے یعنی امام مہدی علیہ السلام کے وقت میں سب لوگ مالدار ہو جائیں گے کوئی محتاج نہ ملے گا جو زکوٰۃ کا مال قبول کرے یا قیامت کی نشانیاں دیکھ کر ایسا خوف پیدا ہوگا کہ کسی کو مال لینے کی خواہش نہ رہے گی اور یہاں تک کہ اس کو عرض کرے سو کہے گا جن پر اس کو عرض کیا مجھ کو کچھ حاجت نہیں اور یہاں تک کہ فخر کریں گے لوگ عمارتوں میں اور یہاں تک کہ گزرے گا مرد کسی مرد کی قبر پر تو کہے گا کہ کاش کہ میں اس کی جگہ مردہ ہوتا اور یہاں تک کہ سورج مغرب کی طرف سے چڑھے اور جب سورج مغرب کی طرف سے نکلے گا اور لوگ اس کو دیکھیں گے تو سب ایمان لائیں گے سو یہ وہی وقت ہے کہ نہ فائدہ دے گا کسی جان کو اس کا ایمان جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا یا اپنے ایمان میں کوئی نیکی نہ کی تھی اور البتہ قائم ہو جائے گی قیامت اور حالانکہ تحقیق دو مردوں نے اپنے درمیان کپڑا پھیلایا ہوگا خرید وفروخت کو سو وہ خرید وفروخت نہ کر چکے ہوں گے اور نہ اس کو لپیٹ چکے ہوں گے کہ قیامت

أُكْلَتَهٗ إِلٰى فِيْهِ فَلَا يَطْعَمُهَا.

آ جائے گی اور البتہ قائم ہو جائے گی قیامت اور البتہ ایک مرد اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر پھرے گا یعنی سو نہ پہنچا ہوگا برتن اس کے منہ تک کہ قیامت آ جائے گی اور البتہ قائم ہو جائے گی قیامت اور وہ اپنے حوض کو درست کر رہا ہوگا سو نہ پلا چکا ہوگا اس سے پانی کہ قیامت آ جائے گی اور البتہ قائم ہو جائے گی قیامت اور حالانکہ ایک مرد نے لقمے کو اپنے منہ کی طرف اٹھایا ہوگا سو اس کو اپنے منہ میں نہ رکھا ہوگا کہ قیامت آ جائے گی۔

فائدہ: مراد فئتنا سے علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اور معاویہ اور اس کے ساتھی ہیں کہ دونوں کا دین اسلام تھا اور اسلام پر لڑتے تھے اور یہ جو کہا کہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا اور ان کا نام مسلمان رکھا تو اس سے لیا جاتا ہے رد خارجیوں پر کہ وہ دونوں گروہوں کو کافر کہتے ہیں اور یہ جو فرمایا کہ ہائے عمار رضی اللہ عنہ کو باغی گروہ قتل کرے گا تو یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ امام بحق تھے اور مصیب تھے ان لڑائیوں میں اس واسطے کہ معاویہ کے ساتھیوں نے عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا اور روایت کی بزار نے زید بن وہب سے کہ ہم حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو اس نے کہا کہ کیا حال ہے تمہارا اور حالانکہ تمہارے اہل دین یعنی مسلمان باغی ہوئے بعض بعض کے منہ کو تلوار سے مارتے ہیں انہوں نے کہا سو تم ہم کو کیا حکم کرتے ہو؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو گروہ علی رضی اللہ عنہ کی طرف بلائے اس کو لازم پکڑو اس واسطے کہ وہ حق پر ہے اور روایت کی یعقوب نے زہری سے کہ جب معاویہ کو خبر پہنچی کہ علی رضی اللہ عنہ جمل والوں پر غالب ہوئے تو اس نے عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا دعویٰ کیا تو شام والوں نے اس کا کہنا قبول کیا تو علی رضی اللہ عنہ اس کی طرف چلے یہاں تک کہ صفین میں دونوں کا مقابلہ ہوا اور یہ یحییٰ بن سلیمان نے کتاب صفین میں ابو مسلم خولانی سے روایت کی ہے کہ اس نے معاویہ سے کہا کہ تو علی رضی اللہ عنہ سے خلافت میں تنازع کرتا ہے کیا تو اس کے برابر ہے معاویہ نے کہا کہ میں اس کے برابر نہیں اور بے شک میں جانتا ہوں کہ علی رضی اللہ عنہ مجھ سے افضل ہے اور لائق تر ہے ساتھ خلافت کے لیکن کیا تم نہیں جانتے کہ عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم مارے گئے اور میں اس کا چچیرا بھائی ہوں اور ولی ہوں میں اس کا قصاص چاہتا ہوں سو تم علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کر دیں سو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کلام کیا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ معاویہ بیعت میں داخل ہوئے پھر ان کا میرے پاس دعویٰ کرے تو معاویہ نے کہنا نہ مانا تو علی رضی اللہ عنہ عراق کے لشکروں کے ساتھ چلے یہاں تک کہ صفین میں اترے اور معاویہ بھی لشکر کے ساتھ وہاں اترا اور یہ ماجرا ہجری کے چھتیسویں سال میں ہوا اور دونوں نے باہم پیغام بھیجا لیکن کچھ فیصلہ نہ ہوا آخر لڑائی واقع ہوئی یہاں تک کہ دونوں لشکروں سے ستر ہزار آدمی بلکہ زیادہ مارے گئے پھر جب شام والوں نے دیکھا

کہ مغلوب ہونا چاہتے ہیں تو انہوں نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے مشورے سے قرآن اٹھایا اور جو اس میں ہے اس کی طرف بلایا سوانجام کر دو منصفوں کی طرف ہوا پھر جاری ہوا جو جاری ہوا دونوں کے مختلف ہونے سے اور تنہا ہونے معاویہ کے سے ساتھ ملک شام کے اور مشغول ہونے علی رضی اللہ عنہ کے سے ساتھ خارجیوں کے اور یہ پیشگوئیاں اور جو ان کی مانند ہیں تین قسم پر ہیں ایک قسم وہ ہے کہ جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ویسا وقوع میں آیا جیسے لڑنا دو بڑے گروہوں کا اور ظاہر ہونا فتنوں کا اور بہت ہونا قتل کا اور فخر کرنا لوگوں کا عمارتوں میں اور دوسری قسم وہ ہے کہ اس کا شروع وقوع میں آیا لیکن مستحکم نہیں ہوا جیسے قریب ہونا زمانے کا اور بہت ہونا زلزلوں کا اور نکلنا جھوٹے دجالوں کا اور تیسری قسم وہ ہے کہ آئندہ واقع ہوگی اور ابھی اس سے کوئی چیز واقع نہیں ہوئی جیسے نکلنا سورج کا مغرب کی طرف سے اور بزار اور طبرانی اور حاکم وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نہ فنا ہوگی یہ امت یہاں تک کہ اٹھے گا مرد طرف عورت کی اور اس کو راہ میں اپنے نیچے ڈال کر اس سے زنا کرے گا اور اس دن ان سب لوگوں میں بہتر وہ شخص ہوگا جو کہے گا کہ اگر ہم اس کو دیوار کی آڑ میں چھپائیں تو بہتر ہو یعنی بر سر راہ کھلم کھلا زنا ہوگا کوئی کسی کو منع نہ کرے گا اور نہ شرم حیا رہے گا اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ پرانا ہو جائے گا اسلام نہ جانے گا کوئی کہ کیا ہے نماز اور کیا ہے روزہ اور کیا ہے حج اور کیا ہے زکوٰۃ ؟ اور باقی رہیں گے بڑے لوگ کہیں گے کہ ہم نے اپنے بڑوں کو اس کلمے لا الہ الا اللہ پر پایا سو ہم اس کو کہتے ہیں یعنی جیسا ہم نے ان سے سنا ویسا کہتے ہیں یہ جو کہا **یبعث** تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ بندوں کے افعال مخلوق ہیں واسطے اللہ تعالیٰ کے اور تمام امور اس کی تقدیر سے ہیں اور یہ جو کہا کہ قریب تیس جھوٹے دجال ظاہر ہوں گے تو ایک روایت میں تیس کا ذکر ہے اور ایک میں تیس سے زیادہ کا ذکر آیا ہے اور ایک روایت میں ستائیس کا ذکر آیا ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بے شک میں خاتم ہوں سب پیغمبروں کا میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہوگا اور یہ جو کہا **کلھم یزعم** الخ تو ظاہر اس کا یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک پیغمبری کا دعویٰ کرے گا اور یہی راز ہے بیچ قول اس کے اخیر حدیث ماضی میں اور میں خاتم ہوں سب پیغمبروں کا اور احتمال ہے کہ ان میں سے پیغمبری کے دعویٰ کرنے والے تیس ہی ہوں یا مانند ان کی اور جو زیادہ ہیں عدد مذکور پر وہ فقط کذاب ہوں لیکن گمراہی کی طرف بلائیں مانند غالی رافضیوں اور باطنیوں اور وجودیوں اور حلولیوں اور باقی فرقوں کے جو بلانے والے ہیں طرف اس چیز کی کہ معلوم ہے بداہت سے کہ وہ خلاف ہے اس چیز کے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے اور یہ جو کہا کہ زلزلے بہت ہوں گے تو البتہ واقع ہوئے ہیں بہت زلزلے شمالی اور شرقی اور غربی شہروں میں لیکن ظاہر یہ ہے کہ مراد ساتھ کثرت کے شامل ہونا اور دوام ان کا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے قریب کڑک بہت ہوگی اور یہ کہ تم میں بہت ہو جائے گا مال تو یہ تقیید مشعر ہے ساتھ اس کے کہ یہ محمول ہے اصحاب کے زمانے پر سو ہوگی اس میں اشارت طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی فتوحات سے اور فارس اور روم کے مال

تقسیم ہونے سے سو یہ جو کہا مال اُبل پڑے گا اور غمگین ہوگا مالدار تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں سو پہلے گزر چکا ہے جو اس کے زمانے میں واقع ہوا ہے کہ مرد اپنا صدقہ عرض کرتا تھا سو نہ پاتا تھا جو اس کے صدقے کا مال قبول کرے اور یہ جو کہا یہاں تک کہ عرض کرے گا مال کو سو کہے گا جس پر عرض کیا کہ مجھ کو اس کی حاجت نہیں تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں واقع ہوگی تو اس حدیث میں اشارہ ہے طرف تین احوال کی پہلا حال کثرت مال کا ہے فقط اور یہ اصحاب کے زمانے میں تھا دوسرا حال ابلنا اس کا ہے کثرت سے کہ ہر ایک آدمی بے پرواہ ہو جائے گا دوسرے کے مال لینے سے اور یہ تابعین کے ابتدائی زمانے میں تھا یعنی عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے وقت میں تیسرا حال اُبلنا اس کا ہے کثرت سے لیکن اس میں زیادہ ہے کہ وہ اپنا صدقہ غیر پر عرض کرے گا اگرچہ صدقہ کا مستحق نہ ہو تو وہ کہے گا کہ مجھ کو اس کی حاجت نہیں اور یہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں واقع ہوگا یا آگ نکلنے کے وقت ہوگا کما تقدم اور یہ جو کہا لوگ عمارتوں میں فخر کریں گے یعنی اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے ہر آدمی یہ چاہے گا کہ اس کا گھر دوسرے کے گھر سے اونچا ہو اور احتمال ہے کہ مراد فخر کرنا زینت اور آرائش میں ہو یا عام تر اور البتہ پایا گیا ہے اس سے بہت اور وہ روز بروز زیادتی میں ہے اور یہ جو کہا کہ یہاں تک کہ مغرب کی طرف سے سورج نکلے تو بعض نے کہا احتمال ہے کہ جس زمانے میں ایمان لانا نفع نہیں دے گا وہ فقط وہی وقت ہو جس میں سورج مغرب کی طرف سے نکلے گا پھر جب دن دراز ہو جائیں گے اور اس نشانی کا زمانہ بعید ہو جائے گا تو پھر ایمان لانا اور توبہ کرنا نفع دے گا اور میں نے اس احتمال کو عمدہ وجہ سے پہلے رد کر دیا ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ جب سورج مغرب کی طرف سے نکلا تو اس دن سے قیامت تک کسی کو ایمان لانا فائدہ نہ دے گا جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو اور یہ حدیث نص ہے بیچ جگہ نزاع کے اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق اور یہ جو کہا یتبایعانہ تو نسبت کپڑے کی دونوں کی طرف باعتبار حقیقت کے ہے یعنی نسبت اس کی ایک کی طرف بہ اعتبار حقیقت کے ہے اور دوسرے کی طرف باعتبار مجاز کے اس واسطے کہ ایک مالک ہے اور دوسرا قیمت ادا کرنے والا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے تم پر ایک سیاہ بدلی نکلے گی مغرب کی طرف سے جیسے ڈھال سو ہمیشہ اونچی ہوتی جائے گی یہاں تک کہ آسمان کو ڈھانک لے گی پھر کوئی پکارنے والا تین بار پکارے گا کہ اے لوگو! قیامت آ گئی اور یہ جو کہا کہ یلیط حوضہ یعنی اس کو گارے اور مٹی سے درست کرتا ہوگا تا کہ اس کے سوراخوں کو بند کرے اور اس کو پانی سے بھر کر اپنے چارپایوں کو پلائے اور یہ جو کہا سو اس کو اپنے منہ میں نہ رکھا ہوگا یعنی قیامت آ جائے گی پہلے اس سے کہ اس کو اپنے منہ میں رکھے یا پہلے اس سے کہ اس کو نگلے اور یہ احتمال راجح ہے اور یہ سب اشارہ ہے اس طرف کہ قیامت اچانک آ جائے گی اور ابن ماجہ اور احمد وغیرہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ معراج کی رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سے ملے تو انہوں نے باہم قیامت کا ذکر

کیا تو ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو اس کا علم نہیں دیا گیا پھر موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تو موسیٰ علیہ السلام نے بھی کہا کہ مجھ کو قیامت کا کچھ علم نہیں پھر عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تو عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو اس کا علم دیا گیا ہے سوائے اس علم کے کہ نہیں جانتا اس کو کوئی سوائے اللہ کے پس ذکر کیا عیسیٰ علیہ السلام نے نکلنا دجال کا اور نکلنا یاجوج ماجوج کا اور مر جانا ان کا یک بارگی پھر مینہ کا برسنا وغیرہ وغیرہ جو قیامت سے پہلے ہونے والا ہے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ذکر کیا کہ جب دجال نکلے گا تو میں اتروں گا تو اس کو قتل کروں گا۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ الدَّجَّالِ
باب ہے بیچ بیان ذکر دجال کے

فائدہ: دجال مشتق ہے دجل سے اور دجل کے معنی ہیں ڈھانکنا اور کذاب کا نام دجال اس واسطے رکھا گیا کہ وہ ڈھانکے حق کو باطل سے کہا قرطبی نے کہ اس کا نام دجال جو رکھا گیا تو اس میں دس قول ہیں اور جس چیز کی دجال کے امر میں حاجت ہے اس کی اصل ہے اور کیا دجال ابن صیاد ہے یا اور شخص ہے اور بر تقدیر ثانی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھا یا نہیں اور کب نکلے گا اور کیا سبب ہے اس کے نکلنے کا اور کہاں سے نکلے گا اور کیا ہے صفت اس کی اور کس چیز کا دعویٰ کرے گا اور کیا چیز ظاہر ہوگی اس کے ہاتھ پر خوارق عادت سے وقت نکلنے اس کے یہاں تک کہ اس کے تابعدار ہو جائیں گے اور ہلاک ہوگا کون اس کو قتل کرے گا؟ سو اول جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ وہ قسم کھاتے تھے کہ ابن صیاد دجال ہے اور بہرحال دوسری چیز سو تمیم داری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ دجال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھا اور وہ بعض جزیرے میں قید ہے اور تیسری چیز ہے کہ دجال اس وقت نکلے گا جب کہ مسلمان قسطنطینہ کو فتح کریں گے اور اس کے نکلنے کا سبب یہ ہے کہ وہ نکلے گا قہر سے کہ غصہ کیا کرے گا یعنی دجال مظہر قہر الٰہی ہے اور نکلے گا مشرق کی طرف سے جزمًا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ خراسان سے نکلے گا اور بہرحال صفت اس کی سو مذکور ہے باب کی حدثوں میں اور دجال پہلے پہل ایمان کا دعویٰ کرے گا پھر پیغمبری کا پھر خدائی کا دعویٰ کرے گا جیسے کہ روایت کی طبرانی نے سلیمان بن شہاب کے طریق سے اور بہرحال جو خوارق عادت اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوں گے سو اس کا بیان آئندہ آئے گا اور کب ہلاک ہوگا اور کون اس کو قتل کرے گا سو وہ ہلاک ہوگا بعد ظاہر اور غالب ہونے اس کے سب زمین پر سوائے مکے اور مدینے کے پھر قصد کرے گا بیت المقدس کا سو عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور اس کو قتل کریں گے روایت کی یہ حدیث مسلم نے اور ایک روایت میں ہے کہ آدم علیہ السلام کے زمانے سے قیامت تک دجال سے بڑا فتنہ کوئی نہیں اور روایت کی نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں کعب احبار رضی اللہ عنہ کے طریق سے کہ متوجہ ہوگا دجال سو دمشق کے مشرقی دروازے کے پاس اترے گا پھر تلاش کیا جائے گا سو نہ معلوم ہوگا کہ کہاں گیا پھر ظاہر ہوگا مشرق میں سو دیا جائے گا خلافت پھر ظاہر کرے گا جادو کو پھر دعویٰ کرے گا پیغمبری کا تو لوگ اس سے متفرق ہو جائیں گے پھر نہر پر آئے گا سو اس کو حکم

کرے گا کہ بہے وہ جاری ہو جائے گی پھر اس کو حکم کرے گا کہ خشک ہو جائے سو خشک ہو جائے گی اور پہاڑوں کو حکم کرے گا تو بیٹھ جائیں گے اور ہوا کو حکم کرے گا کہ سمندر سے بادل اٹھائے سو زمین پر برسے گا اور غوطہ مارے گا ہر روز سمندر میں تین بار سو نہ پہنچے گا اس کی کمر تک اور اس کا ایک ہاتھ دوسرے سے دراز ہے سو اپنے دراز ہاتھ کو سمندر میں دراز کرے گا تو اس کا ہاتھ سمندر کی تہ تک پہنچے گا سو نکالے گا اس میں سے جس قدر مچھلی چاہے گا اور ایک روایت میں ہے کہ نہ بچے گا دجال کے فتنے سے مگر بارہ ہزار آدمی۔ (فتح)

٦٥٨٩۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ قَالَ قَالَ لِي الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ مَا سَأَلَ أَحَدٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مَا سَأَلْتُهُ وَإِنَّهُ قَالَ لِيْ مَا يَضُرُّكَ مِنْهُ قُلْتُ لِأَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ إِنَّ مَعَهُ جَبَلَ خُبْزٍ وَّنَهَرَ مَآءٍ قَالَ هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ.

٦٥٨٩۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں پوچھا کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حال دجال کا زیادہ تر اس سے کہ میں نے پوچھا اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ کیا ضرر کرتی ہے تجھ کو اس سے یعنی تجھ کو اس کا کیا خوف ہے کہ تو اس کا حال بہت پوچھتا ہے؟ میں نے کہا اس ڈر سے کہ لوگ کہتے ہیں کہ بے شک اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ ہوگا اور پانی کی نہر ہوگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک وہ حقیر تر ہے اللہ پر اس سے۔

فائدہ: مراد پہاڑ سے بقدر پہاڑ کے ہے اور مراد روٹیوں سے اس کی اصل ہے جیسے گندم مثلاً یعنی اس کے ساتھ بقدر پہاڑ کے گندم ہوگی اور یہ جو کہا کہ وہ اللہ کے نزدیک حقیر تر ہے یعنی جو اللہ تعالیٰ نے دجال کے ہاتھ پر خارق عادت پیدا کرے گا وہ اللہ کے نزدیک حقیر تر ہے اس سے کہ اس کو ایمان داروں کی گمراہی کا سبب ٹھہرائے اور اس سے یقین والوں کے دل میں شک آئے یعنی مراد یہ ہے کہ وہ حقیر تر ہے اس سے کہ ٹھہرائے کسی چیز کو اس سے نشانی اس کے سچے ہونے پر خاص کر اور حالانکہ ٹھہرائی ہے اللہ نے اس میں نشانی جو ظاہر ہے اس کے جھوٹے ہونے پر اور کافر ہونے پر پڑھ لے گا اس کو پڑھا ہوا اور ان پڑھ اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اللہ کے نزدیک حقیر تر ہے اس سے کہ اس کو حقیقت ٹھہرائے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تخییل اور تشبیہ ہے یعنی جو اس کے ساتھ پانی نظر آئے گا وہ درحقیقت پانی نہ ہوگا بلکہ خیال ہوگا جیسے سراب پس ثابت رہیں گے ایماندار اور پھسل جائیں گے کافر۔ (فتح)

٦٥٩٠۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ.

٦٥٩٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال دائیں آنکھ کا کانا ہے اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا ہوا انگور۔

۶۵۹۱۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيْءُ الدَّجَّالُ حَتّٰى يَنْزِلَ فِي نَاحِيَةِ الْمَدِيْنَةِ ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِيْنَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ.

۶۵۹۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آئے گا دجال سو اترے گا مدینے کے ایک کنارے میں یعنی شورہ زمین میں سو کانپے گا مدینہ تین بار تو نکل جائیں گے دجال کی طرف سب کافر اور منافق۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ نہیں کوئی شہر جس کو دجال نہ روندے گا یعنی سب جگہ اس کا عمل دخل ہوگا سوائے مکے اور مدینے کے دروازوں سے ایسا کوئی دروازہ نہ ہوگا جس پر فرشتے قطار باندھے چوکیداری نہ کرتے ہوں گے اور حاصل تطبیق کا یہ ہے کہ رعب منفی جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حدیث آئندہ میں ہے وہ خوف اور فزع ہے یہاں تک کہ نہ حاصل ہوگا کسی کے واسطے اس میں خوف دجال کا بسبب اترنے اس کے قریب مدینے کے یا مراد اس سے غایت اس کی ہے یعنی غلبہ اس کا اوپر مدینے کے اور مراد کانپنے سے ارفاق ہے اور وہ مشہور ہونا ہے اس کے آنے کا اور یہ کہ کسی کو اس کے ساتھ لڑنے کی طاقت نہیں سو جلدی کرے گا اس کی طرف ہر کافر اور منافق پس ظاہر ہوگا تمام ہونا اس حدیث کا کہ مدینہ پلید کو نکال ڈالتا ہے۔ (فتح)

۶۵۹۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ رُعْبُ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَلَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ. قَالَ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَدِمْتُ الْبَصْرَةَ فَقَالَ لِي أَبُوْ بَكْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا.

۶۵۹۲۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں داخل ہوگا مدینے میں خوف دجال کا اور مدینے کے اس دن سات دروازے ہوں گے ہر دروازے پر دو فرشتے ہوں گے اور کہا ابن اسحاق نے، الخ یعنی ابراہیم کا سماع ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ ہر فرشتے کے ہاتھ میں ننگی تلوار ہوگی دجال کو پیچھے ہٹائے گا۔

۶۵۹۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا

۶۵۹۳۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ رُعْبُ الْمَسِيْحِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ.

نے فرمایا کہ نہ آئے گا مدینے میں خوف مسیح دجال کا اور اس دن مدینے کے سات دروازے ہوں گے ہر دروازے پر دو فرشتے چوکیدار ہوں گے۔

٦٥٩٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنِّيْ لَأُنْذِرُكُمُوْهُ وَمَا مِنْ نَّبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَهُ قَوْمَهُ وَلٰكِنِّيْ سَأَقُوْلُ لَكُمْ فِيْهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ.

۶۵۹۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے سو اللہ کی حمد کی جو اس کے لائق ہے پھر دجال کو ذکر کیا سو فرمایا کہ بے شک میں تم کو اس سے ڈراتا ہوں اور کوئی پیغمبر ایسا نہیں مگر کہ اس نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے لیکن میں تمہارے واسطے اس کی پہچان میں وہ بات کہتا ہوں جو کسی پیغمبر نے اپنی قوم سے نہیں کہی بے شک وہ کانا ہے اور بے شک اللہ کانا نہیں۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہے ک ف ر یعنی کفر کا لفظ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر دجال میری زندگی میں نکلا تو میں اس کو الزام دوں گا تو یہ محمول ہے اس پر کہ حضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ پہلے اس سے کہ ظاہر ہو آپ کے واسطے وقت دجال کے نکلنے کا اور اس کی نشانیاں سو جائز تھا کہ حضرت ﷺ کی زندگی میں نکلے پھر بیان کیا گیا حضرت ﷺ کے واسطے بعد اس کے حال اس کا اور وقت اس کے نکلنے کا پس خبر دی حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے اور یہ جو فرمایا کہ میں تم کو وہ بات کہتا ہوں جو آگے کسی پیغمبر نے نہیں کہی تو کہا گیا کہ بیچ خاص ہونے حضرت ﷺ کے ساتھ تنبیہ مذکور کے باوجود اس کے کہ وہ واضح تر دلیل ہے دجال کی تکذیب میں یہ ہے کہ دجال حضرت ﷺ کی امت میں نکلے گا سوائے اور امتوں کے جو پہلے گزر چکی ہیں اور دلالت کی اس حدیث نے کہ اس بات کا علم کہ دجال کا نکلنا اس امت کے ساتھ خاص ہے اس امت کے سوائے اور امتوں کو معلوم نہ تھا جیسا کہ قیامت کے قائم ہونے کا علم کسی کو معلوم نہیں اور یہ جو کہا کہ وہ کانا ہے اور بے شک اللہ کانا نہیں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اقتصار کیا اس پر باوجود اس کے کہ حدوث کے دلائل دجال میں ظاہر ہیں اس واسطے کہ کانا ہونا ایک ایسا نشان ہے جو نظر آتا ہے دیکھتا ہے اس کو عالم اور عامی اور جو نہیں راہ پاتا

طرف دلائل عقلیہ کی سو جب وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا اور ناقص الخلقت ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس سے بلند تر ہے تو معلوم کر لے گا کہ وہ جھوٹا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جان رکھو کہ تم میں سے کوئی اپنے رب کو نہیں دیکھے گا یہاں تک کہ مر جائے یعنی تو اس سے معلوم ہوا کہ دجال جو خدائی کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہے اللہ کو مرنے سے پہلے کوئی نہیں دیکھ سکتا اور دجال خدائی کا دعویٰ کرے گا اور باوجود اس کے لوگ اس کو دیکھیں گے اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ وہ اللہ کو بیداری میں دیکھتا ہے تعالى الله عن ذلك اور حضرت ﷺ نے جو اپنے رب کو معراج کی رات میں دیکھا تو یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے سو وہ اللہ نے حضرت ﷺ کو دنیا میں وقت دی جو مسلمانوں کو آخرت میں انعام کرے گا۔ (فتح)

٦٥٩٥۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبْطُ الشَّعَرِ يَنْطُفُ أَوْ يُهَرَاقُ رَأْسُهُ مَاءً قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ ذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ فَإِذَا رَجُلٌ جَسِيْمٌ أَحْمَرُ جَعْدُ الرَّأْسِ أَعْوَرُ الْعَيْنِ كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قَالُوْا هٰذَا الدَّجَّالُ أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ رَجُلٌ مِّنْ خُزَاعَةَ.

٦٥٩٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں خواب میں خانے کعبے کا طواف کرتا تھا کہ اچانک میں نے ایک مرد دیکھا گندمی رنگ سیدھے بالوں والا اس کے سر سے پانی ٹپکتا ہے تو میں نے کہا کہ یہ شخص کون ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ یہ مریم کا بیٹا ہے پھر میں ادھر اُدھر نظر کرنے لگا تو اچانک میں نے ایک مرد دیکھا بڑے قد والا سرخ رنگ گھنگریالے بالوں والا کانی آنکھ والا اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا ہوا انگور لوگوں نے کہا کہ یہ دجال ہے سب لوگوں سے زیادہ تر مشابہ ساتھ اس کے ابن قطن ہے جو ایک مرد ہے قبیلے خزاعہ سے۔

فائدہ: جیسے پھولا ہوا انگور یعنی اس کی آنکھ اٹھی ہوئی ہے اور آنکھ کا آنہ پھولا ہوا ہے کہا ابن عربی نے کہ بیچ مختلف ہونے صفات دجال کے ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی نقص سے بیان ہے اس کا کہ وہ نہیں دفع کر سکتا نقص کو اپنے نفس سے کسی طرح سے اور وہ محکوم علیہ ہے اپنے نفس میں اور یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے اور وہ طواف کرنا دجال کا ہے گرد خانے کعبے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے کہ جب دجال عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو گل جائے گا اور جواب یہ ہے کہ اگرچہ پیغمبروں کا خواب وحی ہوتا ہے لیکن اس میں تاویل ہو سکتی ہے اور کہا عیاض نے کہ مالک کی روایت میں دجال کا طواف واقع نہیں ہوا اور وہ ثابت تر ہے اس روایت سے جس میں طواف کا ذکر ہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ترجیح باوجود ممکن ہونے تطبیق کے مردود ہے اور برابر ہے کہ ثابت ہو کہ اس نے طواف کیا یا نہ کیا لیکن دجال کو مکے میں دیکھنا اشکال کیا گیا ہے باوجود ثابت ہونے اس بات کے کہ دجال نہ مکے میں

داخل ہوگا نہ مدینے میں اور البتہ جواب دیا ہے اس سے قاضی نے ساتھ اس کے کہ مراد یہ ہے کہ نہیں داخل ہوگا وہ مکے اور مدینے میں اس وقت جب کہ اخیر زمانے میں نکلے گا دجال ہو کے اور یہی ہے مراد چلنے اس کے سے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کے۔ (فتح)

٦٥٩٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَعِيذُ فِيْ صَلَاتِهٖ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ.

٦٥٩٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ پناہ مانگتے تھے اپنی نماز میں دجال کے فتنے سے۔

٦٥٩٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الدَّجَّالِ إِنَّ مَعَهٗ مَآءً وَنَارًا فَنَارُهٗ مَآءٌ بَارِدٌ وَمَآؤُهٗ نَارٌ. قَالَ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ أَنَا سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٥٩٧۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال کے حق میں کہ اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی سو اس کی آگ تو ٹھنڈا پانی ہے اور اس کا پانی آگ ہے، ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جو لوگوں کو پانی نظر آئے گا وہ آگ ہوگی جلانے والی اور جو لوگوں کو آگ نظر آئے گی وہ ٹھنڈا پانی ہوگا سو جو اس کی آگ کے ساتھ مبتلا ہو تو چاہیے کہ فریاد رسی چاہے اللہ سے اور اس پر سورۂ کہف شروع سے پڑھے کہ اس پر ٹھنڈی ہو جائے گی اور ایک روایت میں ہے سو اگر کوئی اس کو پائے تو چاہیے کہ گھسے اس نہر میں جو اس کو آگ نظر آتی ہو اور اس میں غوطہ مارے اور اس سے پانی پیئے کہ وہ میٹھا پانی ہے اور یہ سب راجع ہے طرف مختلف ہونے مرئی چیز کے بہ نسبت دیکھنے والے کے یعنی مرئی کا مختلف ہونا بہ نسبت دیکھنے والے کے ہے ورنہ درحقیقت اس میں اختلاف نہ ہوگا پانی پانی ہوگا اور آگ آگ سو یا تو دجال جادوگر ہوگا نظر بندی کرے گا لوگوں کو چیز کی صورت کا عکس کر دکھلائے گا یا یہ کہ اللہ اس کے باغ کے باطن کو آگ کر ڈالے گا اور اس کے آگ کے باطن کو باغ اور یہ راجح ہے اور یا یہ کہ ہو یہ کنایت نعمت اور رحمت سے ساتھ بہشت کے اور محنت اور مشقت سے ساتھ آگ کے سو جو اس کا کہا مانے گا اس کو وہ بہشت دے گا جس کا انجام دوزخ میں داخل ہونا ہے اور احتمال ہے کہ ہو یہ منجملہ محنت اور فتنے کے سو دیکھے گا دیکھنے والا طرف اس کی دہشت سے آگ کو سو گمان کرے گا اس کو جنت

بالعکس۔ (فتح)

٦٥٩٨۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بُعِثَ نَبِيٌّ إِلَّا أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ أَلَا إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَإِنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوبٌ كَافِرٌ فِيهِ أَبُو هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٥٩٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بھیجا گیا کوئی پیغمبر مگر کہ اس نے اپنی امت کو ڈرایا کانے بڑے جھوٹے سے یعنی دجال سے خبردار ہو بے شک وہ کانا ہے اور بے شک تمہارا رب کانا نہیں اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہے لفظ کافر کا داخل ہے اس باب میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ پڑھے گا اس کو ہر ایماندار کاتب ہو یا غیر کاتب یعنی لکھنا جانتا ہو یا نہ سو یہ اخبار ہے ساتھ حقیقت کے اور یہ اس واسطے کہ پیدا کرتا ہے اللہ بندے کے واسطے ادراک اس کی آنکھ میں جس طرح چاہتا ہے اور جب چاہے سو دیکھے گا اس کو ایماندار بغیر نظر سے اگرچہ لکھنے کو نہ پہچانتا ہو اور نہ دیکھے گا اس کو کافر اگرچہ لکھا پہچانتا ہو اس واسطے کہ اس زمانے میں عادت کا خلاف ہوگا اس امر میں اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ صحیح مذہب جس پر محقق ہیں یہ ہے کہ دجال کے ماتھے میں حقیقۃً کافر کا لفظ لکھا ہوا ہوگا ٹھہرایا ہے اس کو اللہ نے نشانی یقینی دجال کے جھوٹے ہونے پر سو ظاہر کرے گا اس کو اللہ ایماندار پر اور چھپائے گا اس کو کافر سے اور یہ جو کہا کہ پڑھے گا اس کو ہر ایماندار کاتب ہو یا غیر کاتب تو اس سے یہ لازم نہیں کہ وہ حقیقۃً لکھا ہوا نہ ہو بلکہ اللہ غیر کاتب کو ادراک کا علم دے گا تو اس کو پڑھ لے گا اگرچہ وہ پہلے سے لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہوگا اور شاید لطیف راز اس میں کہ اس کو ہر کاتب اور غیر کاتب پڑھے گا واسطے اس مناسبت کے ہے کہ وہ کانا ہوگا جو آدمی اس کو دیکھے گا معلوم کر لے گا یعنی تو اس طرح ہر ایماندار اس لکھے کو پڑھ لے گا، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابٌ لَا يَدْخُلُ الدَّجَّالُ الْمَدِينَةَ

نہ داخل ہو سکے گا دجال مدینہ منورہ میں

٦٥٩٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا حَدِيثًا طَوِيلًا عَنِ الدَّجَّالِ فَكَانَ فِيمَا يُحَدِّثُنَا بِهِ أَنَّهُ قَالَ يَأْتِي الدَّجَّالُ وَهُوَ

٦٥٩٩۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیان کی ہم سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن حدیث دراز دجال کے حال سے سو جو ہم سے بیان کیا اس میں یہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آئے گا دجال یعنی مدینے کی طرف اور حرام کیا گیا ہے اس پر داخل ہونا مدینے کے دروازے میں سو اترے گا بعض شورہ زمین میں جو مدینے کے متصل ہے یعنی شام کی

مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِيْنَةِ فَيَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِيْ تَلِي الْمَدِيْنَةَ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ وَهُوَ خَيْرُ النَّاسِ أَوْ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ فَيَقُوْلُ أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِيْ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَهُ فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ أَرَأَيْتُمْ إِنْ قَتَلْتُ هٰذَا ثُمَّ أَحْيَيْتُهُ هَلْ تَشُكُّوْنَ فِي الْأَمْرِ فَيَقُوْلُوْنَ لَا فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيْهِ فَيَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ فِيْكَ أَشَدَّ بَصِيْرَةً مِّنِّي الْيَوْمَ فَيُرِيْدُ الدَّجَّالُ أَنْ يَّقْتُلَهُ فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ.

طرف سے سو نکلے گا اس کی طرف اس دن ایک مرد اور وہ سب لوگوں سے بہتر ہوگا یا فرمایا کہ برگزیدہ لوگوں سے ہوگا سو وہ کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ تو وہی دجال ہے جس کی حدیث حضرت ﷺ نے ہم سے بیان کی تو کہے گا دجال بھلا بتلاؤ تو کہ اگر میں اس کو مار ڈالوں پھر اس کو زندہ کروں تو کیا تم امر میں شک کرو گے تو اس کے تابعدار کہیں گے کہ نہیں سو اس کو قتل کرے گا پھر اس کو زندہ کرے گا تو وہ مرد کہے گا قسم ہے اللہ کی آج مجھ کو تیرے حق میں پہلے سے زیادہ تر بینائی حاصل ہوئی یعنی مجھ کو اب نہایت تعین ہو گیا کہ تو وہی دجال ہے جس کی حضرت ﷺ نے ہم کو خبر دی سو ارادہ کرے گا دجال اس کے قتل کرنے کا سو نہ قابو پائے گا اوپر اس کے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ متوجہ ہوگا اس کی طرف ایک مرد مسلمانوں میں سے تو دجال کے ساتھی اس سے ملیں گے تو کہیں گے کہ کیا تو ہمارے رب کو نہیں مانتا؟ وہ کہے گا کہ ہمارے رب میں کوئی شبہ نہیں سو اس کو دجال کی طرف لے جائیں گے بعد اس کے کہ اس کو قتل کا ارادہ کریں گے سو جب وہ مرد اس کو دیکھے گا تو کہے گا اے لوگو! یہ وہی دجال ہے جس کو حضرت ﷺ نے ذکر کیا تو دجال کہے گا کہ میری پیروی کر نہیں تو تجھ کو چیر کر دو ٹکڑے کر ڈالوں گا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو تلوار سے چیر کر دو ٹکڑے کر ڈالے گا پھر اس سے کہے گا اٹھ کھڑا ہو یعنی زندہ ہو جا تو وہ زندہ ہو جائے گا کہا خطابی نے اگر کہا جائے کہ کس طرح جائز ہے یہ کہ جاری کرے اللہ معجزے کو کافر کے ہاتھ پر اس واسطے کہ مردوں کا زندہ کرنا ایک بڑا معجزہ ہے پیغمبروں کے معجزوں سے سو کس طرح پائے گا اس کو دجال اور حالانکہ بڑا جھوٹا ہوگا خدائی کا دعویٰ کرے گا تو جواب یہ ہے کہ یہ بطورِ فتنے اور آزمائش کے ہے واسطے بندوں کے اور جب کہ ان کے پاس یہ دلیل موجود ہوگی کہ وہ جھوٹا ہے حق پر نہیں ہے اپنے دعویٰ میں اور وہ یہ کہ وہ کانا ہے اور اس کے ماتھے پر کافر لکھا ہوا ہے پھر مسلمان اس کو پڑھے گا تو اس کا دعویٰ باطل ہے باوجود کفر کے اور نقص ذات اور قدر کے اس واسطے کہ اگر اللہ ہوتا تو اس کو اپنے ماتھے سے دور کرتا اور پیغمبروں کے معجزے معارضہ سے سلامت ہوتے ہیں تو دونوں میں اشتباہ نہ ہوگا اور کہا طبری نے کہ نہیں جائز ہے کہ پیغمبروں کے معجزے جھوٹوں کو کر دیئے جائیں اس حالت میں کہ نہ ہو کوئی راہ اس کے واسطے جو مشاہدہ کرے اس کو جو لایا بیچ اس حالت کے مگر جدائی کرنا درمیان سچے اور جھوٹے کے اور بہر حال جب کہ ہو اس کے واسطے جو اس کا مشاہدہ کرے راہ طرف معلوم کرنے سچے کے جھوٹے سے

سو جس کے ہاتھ پر یہ ظاہر ہو تو نہ انکار کرے اس سے کہ اللہ یہ جھوٹوں کو دیتا ہے پس یہ بیان ہے اس کا جو دجال کو دیا گیا فتنہ اس کے واسطے جو اس کا مشاہدہ کرے اور باوجود اس کے دجال میں دلالت ظاہر ہے اس کے واسطے جو عقل رکھتا ہو اس کے جھوٹ پر اس واسطے کہ وہ صاحب اجزاء مؤلفہ کا ہے اور تاثیر کاری گری کی اس میں ظاہر ہے باوجود ظاہر ہونے آفت کے اس کی کانی آنکھ سے سو جب لوگوں کو اس طرف بلائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں تو بدتر حال ہے وہ شخص جو دیکھے گا اس کو ذوی العقول سے یہ کہ جانے کہ وہ نہیں قدرت رکھتا ہے کہ دوسرے کی پیدائش کو برابر کرے اور درست کرے اور سنوارے اور اپنے نفس کا نقص نہ ہٹا سکے سو کم تر جو واجب ہے یہ ہے کہ کہے کہ اے شخص! جو گمان کرتا ہے کہ تو زمین اور آسمان کا پیدا کرنے والا ہے اپنے نفس کی صورت بنا اور اس کو برابر کر اور آفت کو اپنی جان سے یعنی کالے پن کو دور کر پس اگر گمان کرتا ہے تو کر یعنی لفظ کافر کا اور کہا مہلب نے کہ قادر ہونا دجال کا اوپر زندہ کرنے مقتول کے نہیں مخالف ہے حضرت ﷺ کے اس قول کو هو اهون علی الله من ذلك یعنی حقیر تر ہے اللہ پر اس سے یعنی اس سے کہ قدر پائے معجزے پر قدرت صحیح یعنی یہ دجال کی قدرت صحیح نہیں اس واسطے کہ قادر ہونا اس کا اوپر قتل کرنے مرد کے پھر زندہ کرنے اس کے نہیں بدستور رہا نہ اس میں نہ اس کے غیر میں مگر فقط اسی ساعت میں جس میں اس نے تکلیف پائی ساتھ قتل کے باوجود حاصل ہونے ثواب کے اس کے واسطے اور ہو سکتا ہے کہ اس نے اس کے قتل کرنے سے تکلیف نہ پائی ہو واسطے قدرت اللہ کے اوپر دفع کرنے اس کے اس سے کہا ابن عربی نے کہ جو ظاہر ہوگا دجال کے ہاتھ پر کرامتوں سے جیسے مینہ کا برسانا اور زمین کا خزانوں کا اس کے ساتھ ہونا اور بہشت اور دوزخ اور نہروں وغیرہ کا اس کے ساتھ ہونا سب اللہ کی آزمائش ہے اور اس کا امتحان تاکہ ہلاک ہو شک کرنے والا اور نجات پائے مسلمان یقین والا یعنی کون اس کے داؤ میں آتا ہے اور کون ایمان پر ثابت رہتا ہے اور یہ امر خوفناک ہے اسی واسطے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شیطان کے فتنے سے کوئی فتنہ بڑا نہیں اور حضرت ﷺ اپنی نماز میں اس کے فتنے سے پناہ مانگتے تھے تاکہ امت آپ کی پیروی کرے اور یہ جو کہا کہ وہ شخص کہے گا کہ آج مجھ کو تیرے حق میں زیادہ بصیرت ہوئی تو ایک روایت میں ہے کہ وہ کہے گا اے لوگو! یہ مسیح دجال ہے جو اس کا کہا مانے گا وہ دوزخ میں جائے گا اور جو اس کی نافرمانی کرے گا وہ بہشت میں جائے گا اور میرے بعد یہ کسی کو نہ مار سکے گا تو دجال چاہے گا کہ دوسری بار اس کو قتل کرے تو اس کی پشت تانبا ہو جائے گی سو اس کی طرف کوئی راہ نہ پائے گا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص میری امت میں بڑے درجے والا ہوگا سو اہل ایمان کو لازم ہے کہ جب کسی کافر باخلاف شرع فقیر سے خرق عادت کرامت دیکھے تو اس کا ہرگز اعتقاد نہ کرے اس کو دجال کا نائب جانے ایمان اور تقویٰ پر نظر رکھے شعبدہ بازی پر خیال نہ کرے کرامت اس کا نام ہے جو ولی یعنی متقی مومن سے ہو اور جو کافر اور بے دین اور فاسق سے ہو اس کو استدراج کہتے ہیں۔

٦٦٠٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أَنْقَابِ الْمَدِيْنَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ.

٦٦٠٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدینے کے دروازوں پر فرشتے ہوں گے نہ داخل ہوگی اس میں وبا یعنی طاعون اور نہ دجال۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ سیر کرے گا دجال زمین میں چالیس دن ہر شہر میں آئے گا سوائے مکے اور مدینے کے اس کے دنوں سے ایک دن سال کے برابر ہوگا اور ایک دن مہینے کے برابر اور ایک ساعت ہفتے کے برابر اور باقی دن تمہارے دنوں کی طرح تو اصحاب نے کہا یا حضرت! جو دن سال کے برابر ہوگا اس میں ہم کو ایک دن کی نماز کفایت کرے گی حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں اندازہ کر کے پڑھ لینا اور ایک روایت میں ہے کہ زمین اس کے واسطے لپیٹی جائے گی اور ایک روایت میں ہے ہم نے کہا یا حضرت! زمین میں کس قدر جلدی چلے گا فرمایا مینہ کی طرح جس کے پیچھے آندھی ہو اور ایک روایت میں ہے کہ بیت المقدس میں بھی داخل نہیں ہوگا۔ (فتح)

٦٦٠١۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَدِيْنَةُ يَأْتِيْهَا الدَّجَّالُ فَيَجِدُ الْمَلَائِكَةَ يَحْرُسُوْنَهَا فَلَا يَقْرَبُهَا الدَّجَّالُ قَالَ وَلَا الطَّاعُوْنُ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ.

٦٦٠١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دجال مدینے کی طرف آئے گا سو پائے گا فرشتوں کو اس کی چوکیداری کرتے ہوں گے سو نہ قریب ہوگا اس سے دجال اور نہ وبا اگر اللہ نے چاہا۔

فائدہ: بعض نے کہا کہ یہ انشاء اللہ تعلیق کے واسطے ہے اور بعض نے کہا تبرک کے واسطے کہا عیاض نے کہ ان حدیثوں میں حجت ہے اہل سنت کے واسطے اس امر میں کہ دجال کا وجود صحیح ہے اور یہ کہ وہ ایک شخص ہے معین مبتلا کرے گا اللہ اس کے ساتھ بندوں کو اور قدرت دے گا اس کو کئی چیزوں پر جیسے زندہ کرنا مردے کا جس کو قتل کرے گا اور ظاہر ہونا ارزانی کا اور نہروں کا اور باغ کا اور آگ کا اور زمین کے خزانوں کا اس کے ساتھ ہونا اور اس کے حکم سے آسمان کا مینہ برسانا اور زمین کا اُگانا اور یہ سب اللہ کی مشیت سے ہوگا پھر اللہ اس کو عاجز کر ڈالے گا اوپر قتل کرنے اس مرد کے اور غیر اس کے پھر باطل ہوگا امر اس کا اور قتل کریں گے اس کو عیسیٰ علیہ السلام اور البتہ مخالفت کی ہے اس میں بعض خارجیوں اور معتزلہ اور جہمیہ نے سو انکار کیا ہے انہوں نے اس کے وجود سے اور رد کیا ہے انہوں نے صحیح حدیثوں کو اور چند گروہ کا یہ مذہب ہے کہ اس کا وجود صحیح ہے لیکن جو چیز کہ اس کے ساتھ خارق عادت سے ہے وہ

محض خیال ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں اور وہ ناچار ہوئے ہیں طرف اس کی اس سبب سے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہو جو اس کے ساتھ ہے بطریق حقیقت کے تو پیغمبروں کے معجزوں پر اعتماد نہ رہے اور یہ خیال ان کا غلط ہے اس واسطے کہ وہ پیغمبری کا دعویٰ کرے گا اور اس کے حال کی صورت اس کو جھٹلائے گی واسطے عاجز ہونے اور ناقص ہونے اس کے سو نہ مغرور ہوں گے ساتھ اس کے مگر گنوار لوگ یا شدت فاقہ کی حاجت سے تنگ آ کر اور یا اس کی بدی کے خوف اور تقیہ سے باوجود جلدی گزرنے اس کے زمین میں پس نہ ٹھہرے گا زیادہ تا کہ ضعیف لوگ اس کے حال میں تامل کریں سو جس نے اس کو اس حال میں سچا جانا تو نہیں لازم آتا اس کے باطل ہونا پیغمبروں کے معجزوں کا اسی واسطے کہے گا وہ شخص جس کو قتل کر کے زندہ کرے گا کہ مجھ کو تو تیرے حق میں زیادہ بصیرت ہوئی اور ابن ماجہ کی حدیث میں جو آیا ہے کہ وہ اول یہ کہے گا کہ میں پیغمبر ہوں پھر خدائی کا دعویٰ کرے گا تو یہ حدیث محمول ہے اس پر کہ وہ ظاہر کرے گا خوارق کو بعد دعویٰ خدائی کے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے فتنے سے ہے کہ وہ ایک گروہ پر گزرے گا وہ اس کو جھٹلا دیں گے تو ان کے مویشی سب مر جائیں گے کوئی جاندار ان کا باقی نہ رہے گا اور ایک گروہ پر گزرے گا وہ اس کو سچا جانیں گے تو آسمان کو حکم کرے گا وہ ان پر مینہ برسائے اور زمین کو حکم کرے گا وہ سبزہ اگا دے گی یہاں تک کہ ان کے مویشی شام کو موٹے تازے ہو کر آئیں گے ان کی کوکھیں تنی ہوں گی ان کے تھن (پستان) دودھ سے بھرے ہوں گے پہلے سے زیادہ۔ (فتح)

بَابُ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ

باب ہے بیچ یاجوج ماجوج کے

فائدہ: کچھ بیان ان کا احادیث الانبیاء میں ہو چکا ہے اور یاجوج ماجوج بنی آدم سے ہیں یافث بن نوح کی اولاد سے اور بعض نے کہا کہ ترک سے ہیں اور بعض نے کہا کہ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں غیر حوا سے اور وہ اس طرح ہے کہ آدم علیہ السلام کو خواب میں احتلام ہوا تو ان کی منی مٹی سے مل گئی تو اس سے یاجوج ماجوج پیدا ہوئے اور معتمد پہلا قول ہے کہ حوا کی اولاد میں سے ہیں اور اللہ نے فرمایا ﴿وترکنا بعضهم یومئذ یموج فی بعض﴾ اور یہ اس وقت ہو گا جب کہ دیوار سے نکلیں گے اور آئی ہے ان کی صفت میں وہ حدیث جو روایت کی ہے ابن عدی اور ابن ابی اور طبرانی نے اوسط میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ یاجوج ایک امت ہے اور ماجوج ایک امت ہے ہر ایک امت چار چار لاکھ ہے نہیں مرتا اُن میں سے کوئی یہاں تک کہ دیکھ لے اپنی اولاد سے ہزار مرد ہتھیار پہننے والا کہا ابن عدی نے یہ حدیث موضوع ہے اور کہا ابن حاتم نے منکر ہے میں کہتا ہوں لیکن اس کے بعض کے واسطے شاہد ہے صحیح روایت کیا ہے ابن حبان نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع کہ یاجوج ماجوج میں سے جو کوئی مرتا ہے کم سے کم اس کی اولاد ہزار ہوتی ہے اور نسائی نے اس سے مرفوع روایت کی ہے کہ یاجوج ماجوج جماعت کرتے ہیں جب چاہتے ہیں اور نہیں مرتا ان میں سے کوئی مگر چھوڑتا ہے اپنی اولاد سے ہزار آدمی یا زیادہ اور روایت کی حاکم نے عبداللہ بن

عمرو رضی اللہ عنہ کے طریق سے کہ یاجوج ماجوج آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور ان کے سوائے تین امتیں ہیں اور نہیں مرتا ان میں سے کوئی مگر کہ اپنی اولاد سے ہزار آدمی چھوڑتا ہے یا زیادہ اور روایت کی ابن ابی حاتم نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے طریق سے کہ جن اور آدمی دس حصے ہیں سو ان میں سے نو حصے تو یاجوج ماجوج ہیں اور ایک حصہ باقی سب آدمی اور روایت کی ابن ابی حاتم نے کعب سے کہ یاجوج ماجوج تین قسم پر ہیں ایک قسم صنوبر کی طرح اونچی لمبی ہیں اور ایک قسم چار گز لمبی ہیں اور چار چوڑے اور ایک قسم وہ ہیں کہ اپنے ایک کان کو نیچے بچھاتے ہیں اور ایک کو اوپر لیتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ بعض کے قد ایک ایک بالشت ہیں اور بعض کے دو دو بالشت اور جو بہت لمبے ہیں ان کے قد تین بالشت ہیں اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ یاجوج ماجوج بائیس قبیلے ہیں اکیس قبیلوں پر ذوالقرنین نے دیوار بنائی اور ایک قبیلہ دیوار سے باہر رہا وہ لوٹ گھسوٹ میں مشغول تھے وہ باہر رہے سو وہ ترک ہیں۔ (فتح)

٦٦٠٢ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح و حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَزِعًا يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَّدْمِ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَحَلَّقَ بِإِصْبَعَيْهِ الْإِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيْهَا قَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَفَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخُبْثُ.

٦٦٠٢ـ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اس پر داخل ہوئے گھبرائے ہوئے سو فرمایا کہ خرابی ہے عرب کو اس بلا سے جو نزدیک ہو چکی یاجوج ماجوج کی دیوار سے آج کھل گیا اس کے برابر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے انگوٹھے اور کلمے کی انگلی کا حلقہ بنایا یعنی اس حلقے کے برابر اس دیوار میں سوراخ ہو گیا ہے تو زینب رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے اور حالانکہ ہم میں سے نیک لوگ ہوں گے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کہ پلیدی اور بدکاری غالب ہو جائے گی یعنی جب گناہ اور بدکاری عالم میں کثرت سے ہوئی اور نیک لوگ کم ہو گئے تو سب ہلاک ہو جاتے ہیں۔

فائدہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے اس دیوار میں سوراخ پڑا روز بروز اس کی ترقی ہے یہاں تک کہ قیامت کے قریب راہ ہو جائے گی یاجوج ماجوج نکل کے سب عالم کو تباہ کریں گے اور خاص کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کو اس واسطے کہ اس وقت زیادہ مسلمان وہی لوگ تھے اور مراد شر سے وہ چیز ہے جو واقع ہوئی ہے عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے

سے پھر اس کے بعد لگا تار فتنے پیدا ہوتے رہے سو ہو گئے عرب درمیان امتوں کے جیسے پیالہ کھانے والوں کے درمیان ہوتا ہے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ شر کے وہ چیز ہو جس کی طرف ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں اشارہ کیا کہ آج کی رات کیا کیا فتنے اترے اور کیا کیا خزانے سو اشارہ کیا ساتھ اس کے طرف ان فتوح کی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوئیں اور لوگوں کے پاس بہت کثرت سے مال ہو گیا سو واقع ہوئی زیادہ حرص جس نے فتنوں کی طرف نوبت پہنچائی اور اسی طرح حرص کرنا حکومت میں اس واسطے کہ اکثر انکار لوگوں کا عثمان رضی اللہ عنہ پر اسی وجہ سے تھا کہ انہوں نے اپنے قرابتیوں کو بنی امیہ وغیرہ سے حاکم بنایا یہاں تک کہ اس حال نے ان کے قتل کی طرف پہنچایا پھر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے درمیان وہ لڑائی ہوئی جو مشہور ہے اور حدیث مرفوع میں آیا ہے یاجوج ماجوج دیوار کو ہر دن کھودتے ہیں اور وہ اس حدیث میں ہے کہ روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور اس کو حسن کہا اور ابن حبان اور حاکم نے اور اس کو صحیح کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرفوع دیوار کے بیان میں کہ کھودتے ہیں اس کو ہر دن یہاں تک کہ جب قریب ہوتے ہیں کہ اس میں راہ کر ڈالیں تو جوان پر داروغہ ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ پھر چلو کل اس میں راہ کر لو گے تو اللہ اس کو پہلے سے سخت تر کر ڈالتا ہے یہاں تک کہ جب ان کی مدت پہنچ چکے گی تو اللہ تعالیٰ چاہے گا کہ ان کو بھیجے تو ان کا داروغہ کہے گا کہ پھر چلو کل انشاء اللہ تم اس میں راہ کر لو گے سو پھریں گے تو اس کو پائیں گے جس صورت میں اس کو چھوڑا تھا سو اس میں راہ کر لیں گے اور لوگوں پر نکلیں گے، الحدیث کہا ابن عربی نے کہ اس حدیث میں تین نشانیاں ہیں اول یہ کہ اللہ نے ان کو منع کیا ہے اس سے کہ دن رات دیوار کو کھودتے رہیں دوسری یہ کہ اللہ نے منع کیا ہے کہ دیوار پر چڑھنے کا قصد کریں سیڑھی یا کسی اور آلہ سے سو اللہ نے ان کے دل میں یہ بات نہیں ڈالی اور نہ ان کو یہ بات سکھلائی اور وہب کی مبتدا میں ہے کہ ان کے واسطے درخت ہیں اور کھتیاں اور سوائے اس کے آلات سے تیسری یہ کہ اللہ نے ان کو بند کیا ہے اس سے کہ انشاء اللہ کہیں یہاں تک کہ وقت معین آئے میں کہتا ہوں اور اس حدیث میں ہے کہ ان میں کاری گر ہیں اور حاکم اور رعیت ہے جو اپنے حاکم کی فرمانبرداری کرتی ہے اور ان میں بعض وہ لوگ بھی ہیں جو اللہ کو پہچانتے ہیں اور اس کی قدرت اور مشیت کا اقرار کرتے ہیں اگرچہ پیغمبر کو نہیں مانتے اور احتمال ہے کہ جاری ہو یہ کلمہ اس داروغہ کی زبان پر بغیر اس کے کہ اس کے معنی کو پہچانے سو حاصل ہو مقصود اس کی برکت سے چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اس کا وقت پہنچے گا تو اللہ بعض کی زبان پر انشاء اللہ ڈال دے گا تو اگلے دن اس میں راہ ہو جائے گی اور ایک روایت میں ہے کہ اس دن ان میں ایک آدمی مسلمان ہو جائے گا تو وہ کہے گا کہ کل انشاء اللہ ہم کھول ڈالیں گے تو اگلے روز دیوار کھل جائے گی اور اس کی سند نہایت ضعیف ہے اور یہ جو زینب رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم میں نیک لوگ بھی ہوں گے تو شاید لیا ہے اس نے اس کو اس آیت سے ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ﴾ اور یہ جو فرمایا کہ ہاں جب پلیدی بہت ہو جائے تو تفسیر کیا ہے اس کو علماء نے ساتھ زنا اور

اولا د زنا کے اور ساتھ فسق وفجور کے اور یہ اولیٰ ہے اس واسطے کہ وہ مقابل ہے صلاح کے کہا ابن عربی نے اس میں بیان ہے کہ نیک ہلاک ہو جاتا ہے ساتھ ہلاک ہونے شریر کے جب کہ اس کی پلیدی پر غیرت نہ کرے یا غیر کرے لیکن کچھ نفع نہ ہو اور اصرار کرے شریر اپنی بدعملی پر اور عالم میں پھیل جائے اور کثرت سے ہو جائے یہاں تک کہ عام ہو فساد تو ہلاک ہوتا ہے اس پر قلیل اور کثیر پھر اٹھایا جائے گا ہر ایک اپنے اپنے عمل پر اور شاید زینب رضی اللہ عنہا نے سمجھا دیوار میں اس قدر سوراخ ہو جانے سے کہ اگر اس میں روز بروز ترقی ہوتی گئی تو کشادہ ہو جائے گا سوراخ ساتھ اس طور کے کہ اس سے نکل آئیں گے اور ان کو معلوم تھا کہ ان کے نکلنے میں ہلاک عام ہے لوگوں کے واسطے اور البتہ وارد ہوئی ہے یاجوج ماجوج کے حال میں وقت نکلنے ان کے حدیث نواس رضی اللہ عنہ کی جو روایت کی مسلم نے بعد ذکر کرنے دجال کے اور قتل ہونے اس کے عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کے پاس وہ لوگ آئیں گے جن کو اللہ نے دجال سے بچایا تو شفقت ان کے چہروں کو پہنچے گی اور ان کو ان کے بہشت کے درجات کی خبر دیں گے سو اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو حکم کرے گا کہ میں نے اپنے ایسے بندے نکالے ہیں کہ کسی کو ان کے لڑنے کی طاقت نہیں سو پناہ میں لے جا میرے مسلمانوں کو کوہِ طور کی طرف اور اللہ بھیجے گا یاجوج ماجوج کو اور وہ ہر بلندی سے نکل پڑیں گے اور ان کے پہلے لوگ طبرستان کے دریا پر گزریں گے تو لے جائیں جتنا پانی کہ اس میں ہوگا اور ان کے پچھلے لوگ جب وہاں آئیں گے تو کہیں گے کہ کبھی اس دریا میں بھی پانی تھا پھر چلیں گے یہاں تک کہ اس پہاڑ تک پہنچیں گے جہاں درختوں کی کثرت ہے یعنی بیت المقدس کا پہاڑ تو وہ کہیں گے کہ البتہ ہم زمین والوں کو تو قتل کر چکے آؤ اب آسمان والوں کو قتل کریں تو اپنے تیروں کو آسمان پر ماریں گے تو اللہ ان کے تیروں کو خون آلودہ کر کے ڈالے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی گھیرے رہیں گے یہاں تک کہ ان کے نزدیک بیل کا سر افضل ہوگا سو اشرفی سے یعنی کھانے کی نہایت تنگی ہوگی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی دعا کریں گے تو اللہ یاجوج ماجوج پر عذاب بھیجے گا ان کی گردنوں میں کیڑا پیدا ہوگا تو وہ سب مر جائیں گے جیسے ایک جان مر جاتی ہے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی زمین پر اتریں گے یعنی کوہ طور سے تو زمین میں ایک بالشت برابر جگہ ان کی بدبو اور گندگی سے خالی نہ پائیں گے یعنی تمام زمین پر ان کی سڑی لاشیں پڑی ہوں گی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج پر جانور بھیجے گا جیسے بڑے اونٹوں کی گردنیں سو وہ ان کو اٹھا لے جائیں گے اور پھینک دیں گے جہاں اللہ کو منظور ہوگا پھر اللہ ایسا مینہ برسائے گا کہ مٹی کا کوئی گھر اور ان کا اس پانی سے باقی نہ رہے گا سو اللہ زمین کو دھو ڈالے گا یہاں تک کہ زمین کو مثل شیشے کی کر دے گا اس طرح سے کہ دیکھنے والے کو اس میں اپنا منہ نظر آئے گا جیسا شیشے میں نظر آتا ہے پھر زمین کو حکم ہوگا کہ اپنا پھل جما دے اور اپنی برکت کو پھیر دے تو اس دن ایک انار کو ایک گروہ کھا جائے گا اور اس کے چھلکے کو بنگلہ بنا کے اس کے

سائے میں بیٹھیں گے سو اسی حالت میں لوگ ہوں گے کہ اچانک اللہ تعالیٰ ایک پاک ہوا بھیجے گا کہ ان کی بغلوں کے نیچے اتر جائے گی تو ہر مومن اور ہر مسلم کی روح کو قبض کرے گی اور بڑے بدکار لوگ باقی رہ جائیں گے آپس میں لڑیں گے گدھوں کی طرح سو ان پر قائم ہوگی قیامت۔ (فتح)

٦٦٠٣۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُفْتَحُ الرَّدْمُ رَدْمُ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهِ وَعَقَدَ وُهَيْبٌ تِسْعِيْنَ.

٦٦٠٣۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھل گئی دیوار یاجوج ماجوج کی اس کے برابر اور گرہ کی وہیب نے نوے کی یعنی دو انگلیوں سے حلقہ کیا۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کِتَابُ الْاَحْکَامِ — کتاب ہے بیچ بیان احکام کے

فائدہ: احکام جمع ہے حکم کی اور مراد اس سے بیان کرنا اس کے آداب اور شرطوں کا ہے اور شامل ہے لفظ حاکم کا خلیفے کو اور قاضی کو پس ذکر کیا جو متعلق ہے ساتھ ہر ایک کے دونوں سے اور حکم شرعی نزدیک اہل اصول کے خطاب ہے اللہ کا جو متعلق ہے ساتھ افعال مکلفین کے ساتھ اقتضاء کے یا تخییر کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَأَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾

باب ہے اللہ کے اس قول میں کہ فرمانبرداری کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور حاکموں کی

فائدہ: اس میں اشارہ ہے بخاری رحمہ اللہ سے اس طرف کہ ترجیح ہے اس قول کے کہ یہ آیت حاکموں کے حق میں اتری اور نکتہ بیچ دوہرانے عامل کے رسول میں سوائے اولی الامر کے باوجود اس کے کہ حقیقی مطاع اللہ تعالیٰ ہے یہ ہے کہ جس کے ساتھ تکلیف واقع ہوئی وہ قرآن اور سنت ہے تو گویا کہ تقدیر یہ ہے کہ فرمانبرداری کرو اللہ کی اس چیز میں کہ قرآن میں اس پر نص کی اور فرمانبرداری کرو رسول کی اس چیز میں کہ بیان کی تمہارے واسطے قرآن سے اور جو نص کرے تم پر ساتھ سنت کے یا اس کے معنی یہ ہیں کہ فرمانبرداری کرو اللہ کی اس چیز میں کہ حکم کیا تم کو ساتھ اس کے قرآن سے اور فرمانبرداری کرو رسول کی اس چیز میں کہ حکم کرتا ہے ساتھ اس وحی کے کہ قرآن اور کہا قرطبی نے کہ یہ واسطے اشارہ کرنے کے ہے اس طرف کہ رسول مستقل ہے ساتھ فرمانبرداری کے اور اولی الامر کے ساتھ یہ امر اطاعت کا نہیں دوہرایا تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ حاکموں میں ایسے شخص بھی پائے جاتے ہیں جن کی فرمانبرداری واجب نہیں ہوتی پھر بیان کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول سے ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ﴾ تو گویا کہ کہا گیا سو اگر نہ عمل کریں ساتھ حق کے تو ان کی فرمانبرداری نہ کرو اور جس میں تم مخالفت کرو تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی طرف رد کرو جو اللہ اور اس کا رسول فیصلہ کریں اس پر عمل کرو۔ (فتح)

٦٦٠٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٦٦٠٤۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری فرمانبرداری کی تو بے شک اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے حاکم کی فرمانبرداری کی

وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَطَاعَنِيْ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمَنْ أَطَاعَ أَمِيْرِيْ فَقَدْ أَطَاعَنِيْ وَمَنْ عَصٰى أَمِيْرِيْ فَقَدْ عَصَانِيْ.

تو بے شک اس نے میری فرمانبرداری کی اور جس نے میرے حاکم کا کہا نہ مانا تو بے شک اس نے میرا کہا نہ مانا۔

فائدہ: یہ جو کہا جس نے میری فرمانبرداری کی تو بے شک اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی تو یہ جملہ نکالا گیا ہے اللہ کے اس قول سے ﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ یعنی اس واسطے کہ میں نہیں حکم کرتا مگر ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے مجھ کو حکم کیا سو جس نے کیا جو میں نے اس کو حکم کیا تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس نے فرمانبرداری کی اس کی جس نے مجھ کو حکم کیا کہ میں اس کو حکم کروں اور احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں اس واسطے کہ اللہ نے میری فرمانبرداری کا حکم کیا ہے سو جس نے میری اطاعت کی تو بے شک اس نے اللہ کے حکم کی اطاعت کی کہ اس نے حکم کیا ہے میری فرمانبرداری کرنے کا اور اسی طرح نافرمانی میں بھی اور طاعت کے معنی ہیں لانا مامور بہ کا اور باز رہنا اس چیز سے جس سے منع کیا گیا ہے اور عصیان اس کے برخلاف ہے اور شاید حضرت ﷺ نے امیر کا نام خاص اسی واسطے لیا کہ وہی مراد ہے وقت خطاب کے اور اس واسطے کہ وہ سبب ہے ورود حدیث کا اور بہر حال حکم سو عبرت ساتھ عموم لفظ کے ہے نہ ساتھ خصوص سبب کے اور اس حدیث میں ہے کہ واجب ہے فرمانبرداری حاکموں کی لیکن وہ مقید ہے ساتھ اس کے کہ گناہ کا حکم نہ کریں کہ اس میں ان کی فرمانبرداری واجب نہیں اور حضرت ﷺ نے حاکموں کی فرمانبرداری کا جو حکم کیا تو حکمت اس میں محافظت کرنا اوپر اتفاق کلمے کے کہ آپس میں اہل اسلام کا اتفاق رہے اس واسطے کہ جدائی میں فساد ہے۔ (فتح)

٦٦٠٥۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ فَالْإِمَامُ الَّذِيْ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى أَهْلِ بَيْتِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى أَهْلِ بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ وَعَبْدُ

٦٦٠٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبر دار ہو کہ تم لوگوں میں ہر شخص حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت اور زیر دست سے پوچھا جائے گا سو امام اعظم یعنی بادشاہ سب ملک پر حاکم ہے تو اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا کہ انصاف کیا یا ظلم اور مرد اپنے گھر والوں پر یعنی بیوی بچوں پر حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا کہ اس نے نیک کام سکھلایا اور گناہ سے روکا یا نہیں اور بیوی حاکم ہے اپنے خاوند کے گھر والوں اور اس کی اولاد پر تو وہ بھی ان سے پوچھی جائے گی کہ اس نے خیر خواہی کی یا نہیں اور اسی

الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ اَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ.

طرح مرد کا غلام اور نوکر بھی حاکم ہے اپنے آقا کے مال میں تو وہ بھی اس سے پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنے آقا کی خیر خواہی اور اس کے مال کی حفاظت کی یا نہیں خبردار ہو سو تم لوگوں میں ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا۔

فائدہ: راعی کے معنی ہیں حافظ امانت رکھا گیا التزام کیا گیا اس چیز کی صلاح پر جس کے حفظ پر امانت دار رکھا گیا ہے پس وہ مطلوب ہے ساتھ انصاف کرنے کے بیچ اس کے اور قائم ہونے کے ساتھ مصالح اس کے کہا خطابی نے کہ بادشاہ اور مرد وغیرہ مذکورین سب شریک ہیں راعی کے اسم میں یعنی حضرت ﷺ نے سب کا نام راعی رکھا اور ان کے معنی مختلف ہیں سو رعایت بادشاہ کی قائم کرنا شریعت کا ہے ساتھ قائم کرنے حدود کے اور انصاف کرنے کے حکم میں اور رعایت مرد کی اپنے گھر والوں کے واسطے ہے کہ ان پر سیاست رکھے اور ان کے حقوق ان کو پہنچائے اور عورت کی رعایت یہ ہے کہ گھر اور اولاد اور خادموں کا بندوبست کرے اور ہر بات میں خاوند کی خیر خواہی کرے اور رعایت خادم کی یہ ہے کہ آقا کے مال کی حفاظت کرے اور جو خدمت کہ اس پر واجب ہے اس کو بجا لائے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ راعی نہیں ہے مطلوب لذاتہ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قائم کیا گیا ہے واسطے نگہبانی اس چیز کے کہ مالک نے اس کو اس کی نگہبانی میں دیا سو لائق ہے کہ نہ تصرف کرے اس میں مگر جس میں شارع نے اجازت دی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ مکلّف مؤاخذہ کیا جاتا ہے ساتھ تقصیر کے اس شخص کے حکم میں جو اس کے زیر حکم ہے اور یہ کہ جائز ہے غلام کو کہ تصرف کرے اپنے آقا کے مال میں اس کی اجازت سے اور اسی طرح عورت اور اولاد بعض نے کہا کہ داخل ہے اس کے عموم میں وہ شخص جس کی نہ بیوی ہو نہ اولاد نہ غلام اس واسطے کہ اس پر صادق آتا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ پاؤں وغیرہ جوارح پر حاکم ہے تا کہ مامور چیزوں کو بجا لائے اور منع کردہ چیزوں سے پرہیز کرے اور یہ جو بعض متعصبین نے حدیث موضوع بنائی ہوئی ہے کہ جس کو اللہ رعیت پر حاکم بنائے اس کے واسطے کوئی بدی نہیں لکھی جاتی سو اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ یہ حدیث جھوٹی ہے۔ (فتح)

بَابُ الْاُمَرَآءِ مِنْ قُرَيْشٍ

امیر اور سردار قریش سے ہوں گے

فائدہ: یعنی سرداری اور خلافت قریش کا حق ہے یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے کہ روایت کی ہے طبرانی وغیرہ نے لیکن چونکہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر نہ تھی تو اقتصار کیا ساتھ اس کے ترجمہ میں اور وارد کی باب میں وہ حدیث جو اس کے معنی ادا کرے۔

٦٦٠٦۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

٦٦٠٦۔ حضرت محمد بن جبیر سے روایت ہے کہ معاویہ کو خبر پہنچی

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ بَلَغَ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ عِنْدَهُ فِيْ وَفْدٍ مِّنْ قُرَيْشٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَيَكُوْنُ مَلِكٌ مِّنْ قَحْطَانَ فَغَضِبَ فَقَامَ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ بَلَغَنِيْ أَنَّ رِجَالًا مِّنْكُمْ يُحَدِّثُوْنَ أَحَادِيْثَ لَيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَلَا تُؤْثَرُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُولٰٓئِكَ جُهَّالُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَالْأَمَانِيَّ الَّتِيْ تُضِلُّ أَهْلَهَا فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ فِيْ قُرَيْشٍ لَا يُعَادِيْهِمْ أَحَدٌ إِلَّا كَبَّهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ عَلٰى وَجْهِهٖ مَا أَقَامُوا الدِّيْنَ. تَابَعَهُ نُعَيْمٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ.

اور حالانکہ وہ اس کے پاس تھی قریش کی ایلچیوں میں کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتا ہے کہ عنقریب ایک بادشاہ ہوگا قحطان کے قبیلے سے تو معاویہ غضبناک ہوا سو کھڑا ہو خطبہ پڑھنے کو سو اللہ کی تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر کہا کہ حمد اور صلوٰۃ کے بعد بات یہ ہے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ تم میں سے بعض مرد ایسی حدیثیں بیان کرتے ہیں جو نہیں کتاب اللہ میں اور نہ مروی ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ لوگ تم میں بڑے جاہل ہیں سو بچو جھوٹی آرزوؤں سے جو آرزو کرنے والوں کو گمراہ کرتی ہے سو بے شک میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ یہ امر یعنی خلافت اور سرداری قریش کی قوم میں رہے گی جب تک یہ لوگ دین کو قائم رکھیں گے جو ان سے دشمنی کرے گا اللہ ان کو منہ کے بل دھکیل دے گا۔

فائدہ: پہلے گزر چکی ہے کتاب الفتن میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ نکلے گا ایک مرد قحطان کے قبیلے سے جو لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکے گا وارد کیا ہے اس کو اس باب میں کہ زمانہ متغیر ہو جائے گا یہاں تک کہ بت پرستی ہوگی اور اس میں اشارہ یہ ہے کہ قحطانی بادشاہ اخیر زمانے میں ہوگا جب کہ ہر مسلمان کی روح قبض ہو جائے گی اور لوگ مرتد ہو کر بت پرستی کریں گے اور یہی لوگ مراد ہیں شرار الناس سے جس پر قیامت قائم ہوگی سو معاویہ کا انکار کرنا اس حدیث سے بالکل بے معنی ہے اور حالانکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث اس کی شاہد ہے اور کہا ابن بطال نے کہ شاید معاویہ نے اس کو ظاہر پر حمل کیا اس واسطے اس سے انکار کیا اور کہا ابن تین نے کہ جس چیز کا معاویہ نے انکار کیا اس کو معاویہ کی حدیث قوی کرتی ہے اس واسطے کہ اس میں ہے کہ جب تک یہ لوگ دین کو قائم رکھیں گے سو بعض وقت ان میں وہ شخص ہوگا جو دین کو قائم نہ رکھے گا پس غالب ہوگا قحطانی اوپر ان کے اور یہ کلام مستقیم ہے اور یہ جو معاویہ نے کہا کہ نہیں اللہ کی کتاب میں یعنی قرآن میں اور وہ درحقیقت اسی طرح ہے اس واسطے کہ قرآن میں نہیں ہے نص اس پر کہ شخص معین اس امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں بادشاہ ہوگا اور یہ جو کہا یہ لوگ تم میں بڑے

جاہل ہیں یعنی جو لوگ بیان کرتے ہیں غیب کی باتیں نہ ان کی سند کتاب اللہ میں ہے نہ حدیث میں اور یہ جو کہا بچو آرزوؤں سے تو مناسبت ذکر اس کے کی تحذیر ہے یعنی ڈرانا ہے اس شخص کو جو سنے قحطانیوں سے تمسک کرنے سے ساتھ حدیث مذکور کے جو اپنے جی میں بیٹھے کہ میں ہی ہوں وہ قحطانی پس طمع کرے بادشاہی کا بسند حدیث مذکور کے پس گمراہ ہو وہ واسطے مخالفت کرنے اس کے حکم شرعی کی کہ امام قریش میں سے ہوں گے اور یہ جو کہا نہ دشمنی کرے گا ان سے کوئی یعنی نہ جھگڑا کرے گا کوئی ان سے خلافت میں مگر کہ مقہور ہوگا دنیا میں معذب آخرت میں اور یہ جو کہا جب تک یہ لوگ دین کو قائم رکھیں گے تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب وہ دین کو قائم نہیں رکھیں گے تو خلافت ان کے ہاتھ سے نکل جائے گی اور خلافت ان کا حق نہ رہے گا اور جو ان سے دشمنی کرے گا وہ اس وعید کا مستحق نہ ہوگا یا یہ کہ وارد ہوئی ہے حدیثوں میں وعید ساتھ لعنت ان کی کے جب کہ مامور بہ کی نگہبانی نہ کریں اور وارد ہوئی ان کے حق میں وعید ساتھ اس کے کہ اللہ ان پر غالب کر دے گا اس کو جو ان کو نہایت ایذاء اور تکلیف دے اور اسی طرح وارد ہوئی ہے اجازت بیچ قائم ہونے کے اوپر ان کے اور لڑنے کے ساتھ ان کے اور خبر دینا ساتھ نکل جانے خلافت کے ان سے۔ (فتح)

٦٦٠٧۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ هٰذَا الْأَمْرُ فِي قُرَيْشٍ مَا بَقِيَ مِنْهُمُ اثْنَانِ.

٦٦٠٧۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ یہ خلافت اور سرداری قوم قریش میں رہے گی جب تک اس قوم میں سے دو آدمی بھی باقی رہیں گے۔

فائدہ: کہا ابن ہبیرہ نے کہ احتمال ہے کہ ظاہر پر ہو اور یہ کہ نہ باقی رہیں گے اخیر زمانے میں مگر دو ایک امیر دوسرا مؤمر علیہ اور باقی سب لوگ ان کے تابع ہوں گے میں کہتا ہوں اور نہیں ہے مراد حقیقت عدد کی بلکہ مراد نفی کرنا اس امر کا ہے کہ ہو خلافت غیر قریش میں اور احتمال ہے کہ محمول کیا جائے مطلق اس مقید پر جو حدیث اول میں ہے اور تقدیر یہ ہوگی لا یزال هذا الامر یعنی نہیں نام رکھا جاتا خلیفہ مگر جو شخص قریش سے ہو مگر یہ کہ نام رکھا جائے ساتھ اس کے کوئی غیر ان کے سے ساتھ غلبے اور قہر کے اور یا یہ کہ ہو مراد ساتھ لفظ اس کے امر اگرچہ وہ لفظ خبر کا ہے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ قیامت تک قریش کی حکومت باقی رہے گی اگرچہ بعض ملک میں ہو چنانچہ یمن میں اب بھی حاکم سید ہے امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے اور مکے اور مدینے وغیرہ حجاز کے شہروں میں بھی لیکن وہ مصر کے بادشاہوں کے زیر حکم ہیں سو فی الجملہ کسی نہ کسی ملک میں قریش کی سرداری باقی ہے اور ان میں جو بڑے ہیں یعنی یمن والے ان کو امام کہا جاتا ہے اور نہیں متولی ہوتا امامت کا ان میں مگر جو ہو عالم کوشش کرنے والا انصاف میں اور کہا کرمانی نے کہ نہیں خالی ہے کوئی زمانہ خلیفے قرشی کے وجود سے اس واسطے کہ مغرب کے ملک میں قریش میں خلیفہ ہے اور اسی طرح

مصر میں بھی اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کا حکم بدستور جاری ہے قیامت تک جب تک دو آدمی بھی باقی رہیں گے اور جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا سو ظاہر ہوا سو آپ کے زمانے سے اب تک خلافت قریش میں ہے بغیر مزاحمت کے اور جو غالب ہوا ملک پر بطریق شرکت کے نہیں انکار کرتا وہ اس سے کہ خلافت قریش کا حق ہے اور وہ تو صرف دعویٰ کرتا ہے کہ یہ بطورِ نیابت کے ہے ان سے یعنی ان کا نائب ہے اور کہا قرطبی نے کہ یہ حدیث خبر ہے مشروعیت سے یعنی نہیں منعقد ہوتی ہے خلافت کبریٰ مگر واسطے قریش کے جب تک کہ ان میں سے کوئی پایا جائے اور گویا کہ اس نے مائل کی ہے اس طرف کہ خبر ساتھ معنی امر کے ہے اور البتہ وارد ہوا ہے امر ساتھ اس کے اور حدیث میں ہے کہ قریش کو آگے کرو اور کسی کو ان سے آگے نہ کرو اور ایک روایت میں ہے کہ سب لوگ تابع ہیں قریش کے اس امر میں کہا ابن منیر نے کہ وجہ دلالت کی حدیث سے نہیں ہے اس جہت سے کہ خاص قریش کو ذکر کیا اس واسطے کہ یہ مفہوم لقب ہے اور نہیں حجت ہے اس میں نزدیک محققین کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہونا مبتداء کا معرف ساتھ لام جنس کے اس واسطے کہ مبتدا حقیقت میں اس جگہ وہ امر ہے جو واقع ہوا ہے صفت ہذا کی اور ھذا نہیں صفت کیا جاتا ہے مگر ساتھ جنس کے تو یہ تقاضا کرتا ہے کہ جنس امر کی قریش میں منحصر ہے سو ہو جائے گا جیسے کہا کہ نہیں ہے سرداری مگر قریش میں اور حدیث اگرچہ ساتھ لفظ خبر کے ہے پس وہ ساتھ معنی امر کے ہے گویا کہ فرمایا کہ پیروی کرو قریش کی خاص اور باقی طریقے حدیث کے اس کی تائید کرتے ہیں اور اس سے لیا جاتا ہے کہ اصحاب کا اتفاق ہے اوپر افادے مفہوم کے واسطے حصر کے برخلاف اس کے جو اس کا منکر ہے اور یہی مذہب ہے جمہور اہل علم کا کہ امام کی شرط یہ ہے کہ قریشی ہو اور مقید کیا ہے اس کو بعض گروہ نے ساتھ بعض قریش کے سو بعض نے کہا کہ نہیں جائز ہے مگر علی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے یہ شیعہ کا قول ہے پھر سخت اختلاف ہے بیچ معین کرنے بعض اولاد علی رضی اللہ عنہ کے اور ایک گروہ نے کہا کہ خلافت خاص ہے ساتھ اولاد عباس رضی اللہ عنہ کے اور ایک گروہ نے کہا کہ نہیں جائز ہے مگر جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں اور بعض نے کہا کہ عبدالمطلب کی اولاد میں اور کہا بعض نے کہ نہیں جائز ہے مگر بنی امیہ میں اور بعض نے کہا کہ نہیں جائز ہے مگر عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں کہا ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں حجت ہے کسی کے واسطے ان فرقوں سے اور کہا خارجیوں اور معتزلہ کے ایک گروہ نے کہ جائز ہے کہ ہو امام غیر قرشی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ امامت اور خلافت کا مستحق تو وہ ہے جو قائم ہو ساتھ قرآن اور حدیث کے برابر ہے کہ عجمی ہو یا عربی اور مبالغہ کیا ہے ضرار بن عمر نے سو کہا اس نے کہ خلیفہ بنانا غیر قرشی کا اولیٰ ہے اس واسطے کہ اس کا قبیلہ کم تر ہوتا ہے سو جب وہ نافرمانی کرے تو ممکن ہوتا ہے اتارنا اس کو خلافت سے کہا ابوبکر بن طیب نے کہ نہیں التفات کیا مسلمانوں نے طرف اس قول کے بعد ثابت ہونے اس حدیث کے کہ خلافت قریش کا حق ہے اور عمل کیا ہے ساتھ اس کے مسلمانوں نے قرن بعد قرن کے اور قرار پایا ہے اجماع اوپر اعتبار کرنے اس کے پہلے اس سے کہ واقع ہوا اختلاف کہا عیاض نے

کہ سب علماء کا یہ مذہب ہے کہ شرط ہے کہ امام قرشی ہو اور شمار کیا ہے انہوں نے اس کو اجماع کے مسائل سے اور نہیں منقول ہے اس میں سلف سے خلاف اور اسی طرح ان سے جو ان کے بعد ہیں تمام شہروں میں اور نہیں اعتبار ہے خارجیوں کے قول کا اور جو ان کے موافق ہیں معتزلوں سے کہ اس میں مسلمانوں کی مخالفت ہے اور یہ جو حضرت ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ اور زید بن حارثہ اور اُسامہ رضی اللہ عنہم وغیرہ کو امیر بنایا تو یہ نہیں ہے خلافت عظمٰی سے کسی چیز میں بلکہ جائز ہے خلیفے کے واسطے کہ غیر قرشی کو اپنی زندگی میں خلیفہ بنائے اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ قریش کو مقدم کرو اور کسی کو ان پر مقدم نہ کرو تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اور باب کی حدیثوں سے اوپر راجح ہونے مذہب شافعی رحمہ اللہ کے واسطے وارد ہونے امر کے ساتھ مقدم کرنے قرشی کے غیر قرشی پر پس مقدم کیا جائے گا شافعی رحمہ اللہ کو اس پر جو اس کے برابر ہے علم اور دین میں غیر قریش سے اس واسطے کہ شافعی رحمہ اللہ قرشی ہے سو معلوم ہوگا کہ مذہب شافعی رحمہ اللہ کا راجح ہے اور مذہبوں سے۔ (فتح)

بَابُ أَجْرِ مَنْ قَضٰى بِالْحِكْمَةِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ﴾.

اجر اس کا جو حکم کرے ساتھ حکمت کے واسطے دلیل اس قول کے اور جو نہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے جو اتاری اللہ نے تو یہی لوگ فاسق ہیں۔

فائدہ: نہیں ہے باب میں وہ چیز جو دلالت کرے اجر پر سو ممکن ہے کہ لیا جائے لازم اجازت سے بیچ رشک کرنے اس شخص کے جو قضا کرے ساتھ حکمت کے اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے ثبوت فضیلت کو بیچ اس کے اور جس میں فضیلت ثابت ہوئی اس میں اجر بھی ثابت ہوا اور علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے اور وجہ استدلال کی آیت سے واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ منطوق حدیث کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ جو حکمت کے ساتھ حکم کرے وہ محمود ہوتا ہے یہاں تک کہ نہیں حرج ہے اس پر جو آرزو کرے کہ ہو اس کے واسطے مثل اس کی کہ دوسرے کے واسطے ہے تا کہ حاصل ہو اس کے واسطے ثواب مثل اس کی کہ اس کے واسطے حاصل ہوتا ہے اور نیک ذکر اور اس کا مفہوم دلالت کرتا ہے کہ جو یہ نہ کرے تو وہ بالعکس ہے اس کے کرنے والے سے اور تصریح کی ہے آیت نے ساتھ اس کے کہ وہ فاسق ہے اور استدلال کرنا بخاری رحمہ اللہ کا ساتھ اس کے دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ ترجیح دیتا ہے اس کے قول کو جو قائل ہے کہ وہ عام ہے اہل کتاب اور مسلمانوں کے حق میں اور کہا ابن تین نے کہ بخاری رحمہ اللہ نے پہلی دونوں آیتوں کو ذکر نہیں کیا اس واسطے کہ وہ یہود اور نصاریٰ کے حق میں اتریں اور ظاہر یہ ہے کہ اگرچہ ان آیتوں کے نزول کا سبب اہل کتاب ہیں لیکن ان کا عموم ان کے غیروں کو بھی شامل ہے لیکن مقرر ہو چکا ہے شریعت کے قواعد سے کہ گناہ کے مرتکب کو کافر نہیں کہا جاتا اور نہ ظالم اس واسطے کہ تفسیر کیا گیا ہے ظلم ساتھ شرک کے باقی رہی تیسری صفت اسی واسطے اس پر اقتصار کیا اور کہا اسماعیل قاضی نے احکام القرآن میں کہ ظاہر آیتوں کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ جو کرے مثل اس کی جو انہوں

نے کہا یا نکالے نیا حکم جو اللہ کے حکم کے مخالف ہو اور اس کو دین ٹھہرا کر اس کے ساتھ عمل کرے تو لازم ہوتی ہے اس کو مثل اس کی کہ لازم ہوئی ان کو وعید سے حاکم ہو یا کوئی غیر ہو اور کہا ابن بطال نے کہ مفہوم آیت کا یہ ہے کہ جو حکم کرے ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے اتاری مستحق ہوتا ہے وہ بڑے ثواب کا اور دلالت کی حدیث نے کہ اس کی حرص کرنا جائز ہے تو اس نے تقاضا کیا کہ یہ اشرف عملوں میں سے ہے جن سے آدمی اللہ کی طرف قریب ہوتا ہے میں کہتا ہوں اور تائید کرتی ہے اس کو یہ حدیث کہ اللہ قاضی کے ساتھ ہے جب تک کہ نہ ظلم کرے۔ (فتح)

٦٦٠٨۔ حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلٰى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ وَآخَرُ آتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا.

٦٦٠٨۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسد کرنا لائق نہیں مگر دو چیز میں یا دو آدمی میں ایک تو وہ مرد ہے جس کو اللہ نے مال دیا تو اس کو قدرت دی اس کے خرچ کرنے پر اور دوسرا وہ مرد جس کو اللہ نے حکمت دی سو وہ اس کے ساتھ حکم کرتا ہے اور اس کو سکھلاتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے اور مراد حکمت سے قرآن ہے جیسے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے یا عام تر اس سے اور حکمت کی تعریف یہ ہے جو منع کرے جہل سے اور زجر کرے برے کام سے کہا ابن منیر نے کہ مراد ساتھ حسد کے اس جگہ رشک کرنا ہے اور نہیں مراد نفی سے حقیقت اس کی یعنی یہ مراد نہیں کہ حسد دنیا میں نہیں مگر دو چیزوں میں ورنہ لازم آئے گا خلاف اس واسطے کہ لوگ ان دو چیزوں کے سوائے اور چیزوں میں بھی حسد کرتے ہیں اور رشک کرتے ہیں اس شخص پر جس میں ان دونوں کے سوائے کوئی اور چیز ہو سو نہیں ہے وہ خبر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ اس کے حکم ہے اور اس کے معنی حصر کرنا ہے بلند مرتبہ کا رشک کرنے سے ان دونوں خصلتوں میں سو گویا کہ کہا کہ یہ دونوں کہ مؤکد تر قربتوں سے ہے جن کے ساتھ رشک کیا جاتا ہے اور نہیں مراد ہے نفی اصل رشک کی اس چیز سے جو ان دونوں کے سوائے ہے اور کہا کرمانی نے کہ یہ دونوں خصلت جو اس جگہ مذکور ہیں یہ رشک ہے حسد نہیں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں حسد ہے مگر ان دونوں میں اور جو ان دونوں میں ہے وہ حسد نہیں پس نہیں ہے حسد اور اس حدیث میں ترغیب ہے بیچ ولایت حکومت کے اس کے واسطے جو جامع ہو سب شرطوں کو اور قوی ہو اوپر عمل کرنے کے ساتھ حق کے اور پایا جائے اس کے واسطے مددگار اس واسطے کہ اس میں حکم کرنا ہے ساتھ نیک بات کے اور مدد کرنا ہے ساتھ مظلوم کے اور ادا کرنا ہے حق کا اس کے مستحق کو اور روکنا ہے ظالم کو اور صلح کرانا ہے درمیان لوگوں کے اور یہ سب عبادتیں ہیں موجب قربت کا اور اسی واسطے متولی ہوئے اس کے پیغمبر لوگ

اور جوان کے بعد ہیں خلفائے راشدین سے اسی واسطے اتفاق ہے سب کا اس پر کہ کسی کو حاکم بنانا فرض کفایہ ہے اس واسطے کہ لوگوں کا معاملہ بغیر حاکم کے سیدھا نہیں ہوتا پس روایت کی ہے بیہقی نے ساتھ سند قوی کے کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حاکم بنایا کہ لوگوں کے مقدمات فیصل کیا کریں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ نیکوں کو حاکم بناؤ پس یہ اکابر اصحاب ہیں اور جو حکومت سے بھاگا تو وہ عاجز ہونے کے خوف سے بھاگا اور کبھی معارض ہوتا ہے امر جس جگہ واقع ہو حاکم کا بنانا اس کو جس کے ساتھ فساد سخت ہو جب کہ نیک باز رہے اور یہ اس جگہ ہے جس جگہ اس کا غیر ہو اسی واسطے سلف اس سے باز رہتے تھے اور اس سے بھاگتے تھے جب کہ ان کے واسطے ان کو طلب کیا جاتا اور اختلاف ہے اس کے حق میں جو جامع ہو شرطوں کو اور قوی ہو اوپر اس کے کہ کیا اس کے واسطے مستحب ہے یا نہیں اکثر کا قول یہ ہے کہ مستحب نہیں اس واسطے کہ اس میں خطرہ اور دھوکا ہے اور اس واسطے کہ اس میں وعید وارد ہوئی ہے اور کہا بعض نے کہ اگر ہو اہل علم سے اور ہو غیر مشہور اس سے علم نہ اٹھایا جاتا ہو یا محتاج ہو تو مستحب ہے کہ رجوع کیا جائے اس کی طرف حکم میں ساتھ حق کے اور نفع اٹھایا جائے اس کے علم سے اور اگر مشہور ہو تو اولیٰ اس کے واسطے متوجہ ہونا ہے علم اور فتوے پر اور بہر حال اگر نہ ہو شہر میں جو اس کے قائم مقام ہو تو متعین ہوتا ہے اوپر اس کے اس واسطے کہ وہ فرض کفایہ ہے اس کے سوائے اور کوئی اس پر قائم نہیں ہو سکتا اور احمد سے ہے کہ نہیں گنہگار ہوتا اس واسطے کہ وہ اس پر واجب نہیں ہے جب کہ اس کے غیر کا نفع اس کو ضرر کرے خاص کر جس سے عمل حق نہ ہو سکے واسطے پھیل جانے ظلم کے۔ (فتح)

بَابُ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلْإِمَامِ مَا لَمْ تَكُنْ مَعْصِيَةً

امام کی بات کا سننا اور اس کی اطاعت کرنا جب تک کہ گناہ نہ ہو

فائدہ: سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقید کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ امام کے اگرچہ باب کی حدیثوں میں حکم ہے ہر امیر کی فرمانبرداری کا اگرچہ امام نہ ہو یعنی خلیفہ اس واسطے کہ امیر کی فرمانبرداری کا حکم اس وقت ہے جب کہ امام اعظم کی طرف سے امیر بنایا گیا ہو۔ (فتح)

٦٦٠٩ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَإِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ.

٦٦٠٩ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہا مانو اور فرمانبرداری کرو اگرچہ سردار بنایا جائے تم پر حبشی غلام گویا کہ اس کا سر سیاہ منقہ ہے۔

فائدہ: سردار بنایا جائے یعنی مثلا اس کو کسی شہر کی عام سرداری دی جائے یا کوئی خاص سرداری دی جائے جیسے نماز کی امامت کرانا یا خراج کا لینا یا لڑائی کی مباشرت کرنا اور خلفائے راشدین کے زمانے میں بعض تینوں امروں کے جامع ہوتے تھے اور یہ جو کہا کہ گویا اس کا سر سیاہ منقہ ہے یعنی اگرچہ حقیر اور بدصورت ہو اور نقل کیا ہے ابن بطال نے مہلب سے کہا کہ قول حضرت مَنَّاتِیْمِ کا کہ کہا مانو اور اطاعت کرو تو یہ نہیں واجب کرتا ہے یہ کہ ہو حاکم بنانے والا حبشی غلام کو مگر امام اعظم قرشی اس واسطے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ خلافت کا حق قریش کے سوا کسی کو نہیں اور اجماع ہے امت کا کہ خلافت نہیں ہوتی ہے غلاموں میں میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ نام رکھا گیا ہو غلام باعتبار ما كان قبل العتق یعنی آزاد کرنے سے پہلے اور یہ سب سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس وقت میں ہے جب کہ ہو بطور اختیار کے لیکن اگر غلام شوکت سے ملک پر غالب ہو جائے تو اس کی تابعداری کرنا بالا جماع واجب ہے واسطے مٹانے فتنے کے جب تک کہ گناہ کا حکم نہ کرے اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ اگر خلیفہ وقت حبشی غلام کو مثلا کسی شہر کا حاکم بنائے اپنی طرف سے تو اس کی فرمانبرداری واجب ہے یعنی اس واسطے کہ یہ درحقیقت خلیفے کی فرمانبرداری ہے جس نے اس کو امیر بنایا اور اس حدیث میں یہ نہیں کہ غلام حبشی خلیفہ وقت ہو کہا خطابی نے کہ کبھی بیان کی جاتی ہے مثال ساتھ اس چیز کے کہ نہیں واقع ہوتی ہے وجود میں یعنی اور یہ بھی اسی قبیل سے ہے حبشی غلام کہا واسطے مبالغہ کرنے کے فرمانبرداری کے حکم کرنے میں اگرچہ شرعا متصور نہیں کہ وہ سردار بنے۔ (فتح)

٦٦١٠۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنِ الْجَعْدِ عَنْ أَبِي رَجَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَرْوِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَّأٰى مِنْ أَمِيْرِهٖ شَيْئًا فَكَرِهَهٗ فَلْيَصْبِرْ فَإِنَّهٗ لَيْسَ أَحَدٌ يُّفَارِقُ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَيَمُوْتُ إِلَّا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً.

٦٦١٠۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت مَنَّاتِیْمِ نے فرمایا کہ جو اپنے سردار سے کوئی بری بات دیکھے تو چاہیے کہ صبر کرے سو بے شک بات یہ ہے کہ نہیں کوئی جو جدا ہو جماعت سے بالشت بھر سو مر جائے مگر کہ اس کا مرنا کفر کا سا مرنا ہے۔

٦٦١١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيْمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ.

٦٦١١۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت مَنَّاتِیْمِ نے فرمایا کہ واجب ہے ہر مسلمان پر امام کی بات کا سننا اور اس کی فرمانبرداری کرنا خوشی اور ناخوشی میں جب تک کہ نہ حکم کرے گناہ کا پھر جب گناہ کا حکم کیا جائے تو نہیں واجب ہے بات سننا اور نہ کہا ماننا۔

فائدہ: یہ جو کہا جب تک کہ گناہ کا حکم نہ کرے تو یہ حدیث مقید کرتی ہے اس چیز کو جو پہلے دونوں میں مطلق ہے یعنی حبشی غلام کی فرمانبرداری کرنا اور صبر کرنا امیر کے کام پر خوشی اور ناخوشی میں اور وعید اوپر جدا ہونے کے جماعت سے اور جب گناہ کا حکم کرے تو نہیں واجب ہے فرمانبرداری کرنا بلکہ حرام ہے اس پر جو باز رہنے پر قادر ہو اور معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نہیں واجب ہے فرمانبرداری اس کی جو اللہ کی فرمانبرداری نہ کرے اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں واجب ہے فرمانبرداری کرنا اللہ کے گناہ میں اور عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ فرمانبرداری کرو مگر یہ کہ صریح کفر دیکھو سو اگر کفر کرے تو بالاجماع معزول کیا جائے اور واجب ہے ہر مسلمان پر قائم ہونا بیچ اس کے سو جو قادر ہو اس پر اس کو ثواب ہے اور جو سستی کرے اس کو عذاب ہے اور جو عاجز ہو تو واجب ہے اس پر ہجرت کرنا اس زمین سے اور پہلے گزر چکا ہے کہ کفر کی روایت محمول ہے اس پر جب کہ ہو تنازع خلافت اور سرداری میں پس نہ تنازع کیا جائے اس بادشاہی اور خلافت میں مگر جب کہ کفر کا مرتکب ہو پس جائز ہے معزول کرنا اس کا اور چھین لینا خلافت کا اس سے جب کہ کھلم کھلا کفر کے کام کرے اور محمول ہے روایت گناہ کی اس پر جب کہ تنازع بادشاہی کے سوائے کسی اور چیز میں ہو پس جب نہ قدح کرے خلافت میں تو تنازع کرے اس سے گناہ میں کہ اس پر انکار کرے ساتھ نرمی کے جب کہ قادر ہو اوپر اس کے لیکن گناہ میں معزول نہ کیا جائے گو گناہ میں اس کی فرمانبرداری واجب نہیں۔ (فتح)

٦٦١٢۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُطِيْعُوْهُ فَغَضِبَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ أَلَيْسَ قَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُطِيْعُوْنِيْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ قَدْ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ لَمَا جَمَعْتُمْ حَطَبًا وَأَوْقَدْتُمْ نَارًا ثُمَّ دَخَلْتُمْ فِيْهَا فَجَمَعُوْا حَطَبًا فَأَوْقَدُوْا نَارًا فَلَمَّا هَمُّوْا بِالدُّخُوْلِ فَقَامَ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ قَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّمَا تَبِعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٦١٢۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا لشکر بھیجا اور ایک انصاری مرد کو ان پر امیر بنایا اور لشکریوں کو حکم دیا کہ اس کی حکم برداری کرنا سو وہ کسی سبب سے ان پر غصے ہوا اور کہا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو حکم نہیں کیا تھا کہ میری حکم برداری کرنا؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں، کہا میں تم کو قسم دیتا ہوں مگر یہ کہ تم لکڑیوں کو جمع کرو اور آگ جلاؤ پھر اس میں گھسو سو انہوں نے لکڑیوں کو جمع کیا اور ان میں آگ جلائی سو جب انہوں نے قصد کیا اس میں گھسنے کا تو کھڑے ہوئے بعض بعض کو دیکھنے لگے تو بعض نے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوئے آگ سے بھاگنے کے واسطے کیا ہم اس میں گھسیں سو وہ اسی حالت میں تھے کہ اچانک آگ ختم ہوگئی اور اس کا جوش مدہم ہوا سو یہ قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس میں گھستے تو اس

فِرَارًا مِنَ النَّارِ أَفَنَدْخُلُهَا فَبَيْنَمَاهُمْ كَذٰلِكَ إِذْ خَمَدَتِ النَّارُ وَسَكَنَ غَضَبُهُ فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ دَخَلُوْهَا مَا خَرَجُوْا مِنْهَا أَبَدًا إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ.

سے کبھی نہ نکلتے فرمانبرداری کرنا تو صرف نیک کام میں ہے۔

فائدہ: اور مراد اس حدیث سے زجر اور ڈر ہے یہ مراد نہیں کہ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہتے اور بعض نے کہا کہ سردار کی یہ مراد نہیں تھی کہ سچ مچ اس میں گھسیں بلکہ اس نے اشارہ کیا کہ سردار کی فرمانبرداری واجب ہے اور جو واجب کو ترک کرے وہ آگ میں داخل ہوگا اور جب ان پر اس آگ میں داخل ہونا دشوار ہے تو پھر کیا حال ہے دوزخ کی آگ کا اور شاید اس کی نیت یہ تھی کہ جب اس میں گھسنے کا قصد کریں گے تو ان کو منع کروں گا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ يَسْأَلِ الْإِمَارَةَ أَعَانَهُ اللّٰهُ عَلَيْهَا

جو اللہ سے سرداری نہ مانگے اللہ اس کی مدد کرتا ہے

٦٦١٣۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيْتَهَا عَنْ مَّسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيْتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ وَأْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ.

۶۶۱۳۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبدالرحمٰن! تو مت مانگنا حکومت اور سرداری کو اس واسطے کہ اگر حکومت تجھ کو مانگنے سے ملے تو تجھی پر سونپی جائے یعنی اللہ کی طرف سے تیری مدد نہ ہوگی اور اگر حکومت تجھ کو بغیر مانگے ملے تو تیری اس پر غیب سے مدد ہوگی اور جب تو کسی چیز پر قسم کھائے پھر تو اس کے خلاف کو اس سے بہتر دیکھے تو کفارہ دے اپنی قسم کا اور کر جو بہتر ہے یعنی خلاف قسم کے۔

فائدہ: اور حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جو مانگنے سے حکومت دیا جائے اس کو اس پر مدد نہیں دی جاتی بسبب اس کی حرص کے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طلب کرنا اس چیز کا کہ حکم کے متعلق ہو مکروہ ہے پس داخل ہے حکومت میں قضاء اور حساب اور مانند اس کی اور یہ کہ جو اس کی حرص کرے اس کو مدد نہیں ہوتی لیکن نہیں لازم آتا ہے نہ مدد ہونے سے کہ نہ حاصل ہو اس کے واسطے عدل جب کہ سردار کیا جائے اور مراد مدد کرنے سے یہ ہے کہ اللہ اس پر فرشتہ اتارتا ہے جو اس کو ہر بات میں سیدھا اور مضبوط رکھتا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ سَأَلَ الْإِمَارَةَ وُكِلَ إِلَيْهَا
جو سرداری مانگنے سے لے تو اس پر سونپی جاتی ہے

٦٦١٤۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنْ أُعْطِيْتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيْتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَأْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَكَفِّرْ عَنْ يَّمِيْنِكَ.

٦٦١٤۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جو مجبور کیا جائے اس پر اللہ فرشتہ اتارتا ہے جو اس کو مضبوط رکھے اور بیچ مجبور کرنے کے یہ ہے کہ اس کی طرف بلایا جائے اور وہ اپنے آپ کو اس کے لائق نہ دیکھے واسطے ہیبت اس کی کے اور خوف واقع ہونے کے گناہ میں پس اس کی مدد ہوتی ہے جب کہ داخل ہو بیچ اس کے اور قائم رکھا جاتا ہے اور اصل اس میں یہ ہے کہ جو اللہ کے واسطے تواضع کرے اللہ اس کا درجہ بلند کرتا ہے اور حکومت نہ مانگنے کا حکم محمول ہے غالب پر اس واسطے کہ یوسف علیہ السلام نے کہا تھا: ﴿اِجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ﴾ ۔(فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْحِرْصِ عَلَى الْإِمَارَةِ
جو مکروہ ہے حرص کرنا سرداری پر یعنی اوپر حاصل کرنے اس کے اور وجہ کراہت کی ماخوذ ہے پہلے باب سے

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ معلوم ہے کہ نہیں خالی ہوتی ہے حکومت مشقت سے سو جس کو اللہ کی طرف سے مدد نہ ہوئی وہ اس میں ڈوب جائے گا اور دنیا اور آخرت کو تباہ کرلے گا سو جو عقل والا ہو تو سرداری کی طلب کے واسطے کبھی تعرض نہیں کرتا بلکہ جب باز رہے اور بغیر مانگے دیا جائے تو اللہ اس کی مدد کرتا ہے اور جو اس میں فضیلت ہے سو پوشیدہ نہیں۔(فتح)

٦٦١٥۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَى الْإِمَارَةِ وَسَتَكُوْنُ نَدَامَةً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ فَنِعْمَ

٦٦١٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تم حرص کرو گے سرداری پر اور حالانکہ حکومت قیامت میں پچھتاوا ہوگا یعنی کیوں ہم حاکم ہوئے جو آج حساب میں گرفتار ہوئے سو دودھ پلانے والی تو اچھی ہے اور دودھ چھڑانے والی بری ہے اور کہا محمد نے الخ یعنی اس

الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ حُمْرَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَوْلَهُ.

طریق سے یہ حدیث موقوف آئی ہے۔

فائدہ: یعنی حکومت کی ابتداء خوب ہوتی ہے کہ آدمی عیش و آرام میں رہتا ہے جیسے عورت جب تک دودھ پلائے جاتی ہے لڑکا خوش رہتا ہے اور انجام حکومت کا برا ہے اس کے زوال سے آدمی رنج اور افسوس میں گرفتار ہوتا ہے جیسے عورت دودھ چھڑانے والی لڑکے کو بری معلوم ہوتی ہے اور داخل ہے امارت میں امارت عظمیٰ یعنی خلافت اور امارت صغریٰ یعنی بعض شہروں کی حکومت اور یہ حضرت ﷺ کی پیشین گوئی ہے سو جیسا حضرت ﷺ نے فرمایا ویسا ہی واقع میں آیا اور یہ جو فرمایا کہ قیامت کے دن پچھتاوا ہوگا یعنی اس کے واسطے جس نے نہ عمل کیا بیچ اس کے جو لائق تھا اور بزار اور طبرانی نے عوف بن مالک رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ اس کا اول ملامت ہے اور اوسط پچھتاوا اور اس کا آخر عذاب ہے قیامت کے دن اور مسلم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے کہا یا حضرت! کیا آپ مجھ کو تحصیل زکوۃ وغیرہ پر حاکم نہیں کرتے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوذر! تو ضعیف ہے اور ناتواں آدمی ہے اور یہ حکومت اللہ کی امانت ہے اور بے شک حکومت قیامت کے دن رسوائی اور شرمندگی ہوگی مگر اس کو رسوائی اور شرمندگی نہیں جس نے حکومت لے کر اس کا حق ادا کیا اور جو اس پر فرض تھا یعنی امانت داری اور رعیت میں انصاف کرنا سو اس نے بخوبی ادا کیا اور یہ حدیث مقید کرتی ہے پہلی حدیث کو کہ اس میں مطلق ندامت کا ذکر ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ حدیث اصل عظیم ہے بیچ بچنے کے حکومت سے خاص کر جو ضعیف ہو اور وہ اس کے حق میں ہے جو کم لیاقت ہو حکومت کی لیاقت نہ رکھتا ہو اور نہ عدل کرے کہ وہ پچھتائے گا اپنے قصور پر جب کہ بدلا دیا جائے گا ساتھ رسوائی کے قیامت کے دن اور بہر حال جو حکومت کی لیاقت رکھتا ہو اور اس میں انصاف کرے تو اس کے واسطے بڑا ثواب ہے جیسا کہ بہت حدیثوں میں آیا ہے لیکن باوجود اس کے اس میں بہت خطرہ ہے اسی واسطے اکابر نے اس کو اختیار نہیں کیا اور یہ جو فرمایا کہ اچھی ہے دودھ پلانے والی یعنی دنیا میں اور بری ہے دودھ چھڑانے والی یعنی بعد موت کے اس واسطے کہ اس پر اس کا حساب ہوتا ہے پس وہ مانند اس کی ہے کہ دودھ چھڑایا جائے اس کا بے پرواہ ہونے سے پہلے سو اس میں اس کی ہلاکت ہوتی ہے۔ (فتح)

٦٦١٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي

٦٦١٦۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنی قوم کے دو مردوں کے ساتھ حضرت ﷺ پر داخل ہوا تو دونوں

مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَرَجُلَانِ مِنْ قَوْمِيْ فَقَالَ أَحَدُ الرَّجُلَيْنِ أَمِّرْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَالَ الْآخَرُ مِثْلَهٗ فَقَالَ إِنَّا لَا نُوَلِّيْ هٰذَا مَنْ سَأَلَهٗ وَلَا مَنْ حَرَصَ عَلَيْهِ.

نے کہا یا حضرت! ہم کو حاکم کیجیے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ہم نہیں حاکم کرتے اس پر اس کو جو اس کو طلب کرے اور نہ اس کو جو اس پر حرص کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مرتدوں کے بیان میں گزر چکی ہے اور اس حدیث میں ہے کہ جو پاتا ہے اس کو حاکم عیش و آرام سے کم ہے اس سے کہ پاتا ہے اس کو سختی اور تکلیف سے یا ساتھ معزول ہونے کے دنیا میں پس ہوتا ہے گمنام اور یا ساتھ مؤاخذہ کے آخرت میں اور یہ سخت تر ہے اللہ کی پناہ ہے کہا قاضی بیضاوی نے پس نہیں لائق ہے عاقل کو کہ خوش ہو اس لذت سے جس کے پیچھے حسرت اور افسوس ہو کہا مہلب نے کہ حکومت کی حرص کرنا وہ سبب ہے بیچ لڑ مرنے لوگوں کے اوپر اس کے یہاں تک کہ خون جاری ہو اور مال اور شرم گاہیں مباح جانی گئیں اور بڑا ہوا فساد زمین میں اس کے سبب سے اور وجہ پچھتانے کی یہ ہے کہ کبھی قتل ہوتا ہے یا معزول ہوتا ہے یا مر جاتا ہے پس پچھتاتا ہے داخل ہونے سے بیچ اس کے اس واسطے کہ اس سے حقوق العباد کا مطالبہ کیا جاتا ہے جن کا وہ مرتکب ہوا اور البتہ فوت ہوئی اس سے وہ چیز جس پر اس نے حرص کی تھی اور مستثنیٰ ہے اس سے کہ متعین ہو اس پر حاکم ہونا جیسے حاکم مر جائے اور کوئی غیر اس کا قائم مقام نہ پایا جائے اور اگر وہ اس میں نہ داخل ہو تو حاصل ہو فساد ساتھ ضائع ہونے احوال کے۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اسْتُرْعِيَ رَعِيَّةً فَلَمْ يَنْصَحْ

جو کسی رعیت کا نگہبان کیا جائے اور وہ ان کی خیر خواہی نہ کرے

٦٦١٧۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ زِيَادٍ عَادَ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ فَقَالَ لَهٗ مَعْقِلٌ إِنِّيْ مُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ عَبْدٍ اسْتَرْعَاهُ اللّٰهُ رَعِيَّةً فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيْحَةٍ إِلَّا لَمْ يَجِدْ

٦٦١٧۔ حضرت معقل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ کوئی ایسا بندہ نہیں ہے جس کو اللہ نے کسی رعیت کا نگہبان کیا سو اس نے خیر خواہی سے ان کی نگہبانی نہ کی اور نہ ان کی خبر گیری کی تو وہ بہشت کی بو نہ پائے گا۔

رَآئِحَةَ الْجَنَّةِ.

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حدیث کی بو پائے گا اور وہ خلاف مقصود کا ہے اور جواب یہ ہے کہ یہاں الا مقدر ہے۔

۶۶۱۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ قَالَ زَآئِدَةُ ذَكَرَهُ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ أَتَيْنَا مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ نَعُوْدُهُ فَدَخَلَ عَلَيْنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ أُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا مِنْ وَّالٍ يَلِيْ رَعِيَّةً مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَيَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَهُمْ إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ.

۶۶۱۸۔ حضرت معقل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ کوئی ایسا حاکم نہیں جو کسی مسلمانوں کی رعیت کا والی ہو پھر مر جائے اور حالانکہ وہ حاکم اس رعیت کا بدخواہ ہو مگر کہ اللہ نے اس پر بہشت کو حرام کیا یعنی ظالم حاکم بہشت سے محروم ہے۔

فائدہ: اور بدخواہی یہ ہے کہ ان پر ظلم کرے اور ان کا مال ناحق چھین لے اور ان کو ناحق قتل کرے اور ان کی بے عزتی کرے اور جو ان کے حقوق ہوں ان کو نہ دے اور نہ سکھلائے ان کو جو واجب ہے اس پر سکھلانا ان کا دین اور دنیا کے امر سے اور نہ قائم کرے ان میں حدوں کو اور نہ ہٹائے مفسدوں یعنی رہزنوں اور چوروں وغیرہ کو اُن سے اور نہ حمایت کرے ان کی ونحو ذلک کہا ابن بطال نے کہ یہ وعید شدید ہے ظالم حاکموں کے حق میں سو جس نے رعیت کا حق ضائع کیا یا ان کی خیانت کی یا ظلم کیا تو قیامت کے دن اس سے بندوں کے مظالم کا مطالبہ کیا جائے گا پس کس طرح قادر ہوگا کہ ایک بہت بڑی امت کے ظلم سے نجات پائے اور اس پر بہشت کو حرام کرے گا یعنی اگر وعید کو اس پر جاری کیا اور مظلوموں کو اس سے راضی نہ کیا اور یہ وعید محمول ہے زجر اور تشدید پر یعنی اس کے ظاہر معنی مراد نہیں صرف ڈرانا مقصود ہے، واللہ اعلم۔

بَابُ مَنْ شَاقَّ شَقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ

جو لوگوں کو مشقت میں ڈالے اللہ اس کو مشقت میں ڈالے گا

۶۶۱۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ طَرِيْفٍ أَبِيْ تَمِيْمَةَ قَالَ شَهِدْتُّ صَفْوَانَ وَجُنْدَبًا وَّأَصْحَابَهُ وَهُوَ يُوْصِيْهِمْ فَقَالُوْا هَلْ سَمِعْتَ مِنْ

۶۶۱۹۔ حضرت ابو تمیمہ سے روایت ہے کہ میں صفوان اور جندب اور اس کے ساتھیوں کے پاس موجود تھا اور حالانکہ وہ ان کو وصیت کرتا تھا تو انہوں نے کہا کہ کیا تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے؟ اس نے کہا ہاں میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا قَالَ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰہُ بِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ قَالَ وَمَنْ یُّشَاقِقْ یَشْقُقِ اللّٰہُ عَلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَقَالُوْا اَوْصِنَا فَقَالَ إِنَّ أَوَّلَ مَا یُنْتِنُ مِنَ الْإِنْسَانِ بَطْنُہٗ فَمَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَّا یَأْکُلَ إِلَّا طَیِّبًا فَلْیَفْعَلْ وَمَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَّا یُحَالَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْجَنَّۃِ بِمِلْءِ کَفِّہٖ مِنْ دَمٍ أَھْرَاقَہٗ فَلْیَفْعَلْ قُلْتُ لِأَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ مَنْ یَّقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جُنْدَبٌ قَالَ نَعَمْ جُنْدَبٌ.

فرماتے تھے کہ جو سنائے اللہ اس کو قیامت کے دن سنائے گا اور جو لوگوں کو مشقت میں ڈالے اللہ اس کو قیامت کے دن مشقت میں ڈالے گا تو انہوں نے کہا کہ ہم کو وصیت کر تو اس نے یعنی صفوان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پہل پہل چیز آدمی کے بدن سے سڑتی اور بو کرتی ہے یعنی بعد موت کے اس کا پیٹ ہے سو جس سے ہو سکے کہ نہ کھائے مگر پاک چیز تو چاہیے کہ کرے اور جس سے ہو سکے کہ نہ روکے اس کو بہشت میں داخل ہونے سے کف دست (چلو) بھر خون جس کو اس نے بہایا تو چاہیے کہ کرے یعنی کسی مسلمان کا ناحق خون نہ کرے کہا کہ میں نے ابو عبداللہ رحمہ اللہ سے کہا کون کہتا ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جندب؟ اس نے کہا ہاں جندب رضی اللہ عنہ۔

فائدہ: جو سنائے، الخ یعنی جو خلقت میں نام نمود چاہے اور شہرت اور نیک نام ہونے کے واسطے نیکی کرے اللہ اس کو قیامت کے دن تمام مخلوقات کے سامنے ذلیل اور رسوا کرے گا اور اس کی شرح رقاق میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہ حائل ہو درمیان کسی کے تم میں سے اور درمیان بہشت کے چلو بھر خون مسلمان کا جس کو اس نے ناحق بہایا اور ذکر چلو کا بطور مثال کے ہے ورنہ اگر چلو سے کم ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے اور یہ وعید شدید ہے واسطے قتل مسلمان کے ناحق اور مراد حدیث میں نہی ہے بری بات کہنے سے مسلمانوں کے حق میں اور ظاہر کرنا بدیوں اور عیبوں کا اور نہ مخالف کرنا سبیل مومنین کے اور لازم پکڑنا ان کی جماعت کو اور نہی داخل کرنے مشقت کے سے اوپر ان کے اور ضرر پہنچانا ان کو۔ (فتح)

بَابُ الْقَضَآءِ وَالْفُتْیَا فِی الطَّرِیْقِ

حکم کرنا اور فتویٰ دینا راہ میں

فائدہ: دونوں کو برابر کیا ہے اور دونوں اثر صریح ہیں اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ قضاء کے اور جو حدیث مرفوع ہے لیا جاتا ہے اس سے جائز ہونا فتویٰ کا راہ میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے راہ میں اس کو جواب دیا پس لاحق ہوگا ساتھ اس کے حکم۔ (فتح)

وَقَضٰی یَحْیَی بْنُ یَعْمَرَ فِی الطَّرِیْقِ وَقَضٰی الشَّعْبِیُّ عَلٰی بَابِ دَارِہٖ

اور حکم کیا یحییٰ بن یعمر نے راہ میں یعنی شہر مرو میں جب کہ وہاں قاضی ہوا حجاج کے زمانے میں اور حکم کیا شعبی نے اپنے گھر کے دروازے پر۔

فائدہ: اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بازار میں حکم کیا۔

٦٦٢٠۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِی الْجَعْدِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَیْنَمَا أَنَا وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَارِجَانِ مِنَ الْمَسْجِدِ فَلَقِیَنَا رَجُلٌ عِنْدَ سُدَّةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتَی السَّاعَةُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا أَعْدَدْتَّ لَهَا فَكَأَنَّ الرَّجُلَ اسْتَكَانَ ثُمَّ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أَعْدَدْتُّ لَهَا كَبِیْرَ صِیَامٍ وَّلَا صَلَاةٍ وَّلَا صَدَقَةٍ وَلٰكِنِّیْ أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ.

٦٦٢٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے نکلتے تھے سو ایک مرد ہم سے ملا مسجد کے دروازے پر تو اس نے کہا یا حضرت! قیامت کب آئے گی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اس کے واسطے کیا سامان تیار کیا ہے جو پوچھتا ہے؟ تو گویا کہ وہ مرد دب گیا اور عاجز ہوا پھر اس نے کہا یا حضرت! نہیں تیار کیا میں نے اس کے واسطے زیادہ روزہ نہ نماز نہ صدقہ لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو ان کے ساتھ ہو گا جن سے تو محبت رکھتا ہے۔

فائدہ: شاید سوال اس مرد کا قیامت سے واسطے ڈرنے کے تھا اس چیز سے کہ اس میں ہے اور اختلاف ہے اس میں کہ چلتے اور پیادہ پا حکم کرنا جائز ہے یا نہیں سو کہا اشہب نے کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ اس کے جب کہ نہ باز رکھے اس کو سمجھنے سے اور کہا سحنون نے کہ نہیں لائق ہے اور کہا ابن حبیب نے کہ نہیں ہے کوئی ڈر جب کہ چلتا ہو اور بہر حال ابتدا کرنا ساتھ نظر اور مانند اس کی کے سو نہیں جائز ہے کہا ابن بطال نے اور یہ حسن ہے اور قول اشہب کا موافق تر ہے ساتھ دلیل کے اور کہا ابن منیر نے کہ نہیں صحیح ہے حجت اس کی جو منع کرتا ہے علم کی بات کرنے سے راہ میں اور بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں اس میں کہ اصحاب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا چلتے اور پیادہ پا اور سوار اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جواز سکوت عالم کا ہے سائل کے جواب سے جب کہ مسئلہ نہ پہچانا جاتا ہو جس کی لوگوں کو حاجت نہ ہو یا فتنے اور بدتاویل کا خوف ہو اور منقول ہے مہلب سے کہ راہ میں اور سواری پر فتویٰ دینا تواضع سے ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا ذُكِرَ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ بَوَّابٌ

جو ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی دربان نہ تھا

٦٦٢١۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِیُّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ یَقُوْلُ

٦٦٢١۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا اس نے اپنے گھر والوں سے ایک عورت سے کہا تو فلانی عورت کو پہچانتی ہے؟ اس نے کہا ہاں،

لِامْرَأَةٍ مِّنْ أَهْلِهِ تَعْرِفِيْنَ فُلَانَةَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهَا وَهِيَ تَبْكِيْ عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ فَقَالَتْ إِلَيْكَ عَنِّيْ فَإِنَّكَ خِلْوٌ مِّنْ مُّصِيْبَتِيْ قَالَ فَجَاوَزَهَا وَمَضٰى فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ فَقَالَ مَا قَالَ لَكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا عَرَفْتُهٗ قَالَ إِنَّهٗ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجَآءَ تْ إِلٰى بَابِهٖ فَلَمْ تَجِدْ عَلَيْهِ بَوَّابًا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا عَرَفْتُكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الصَّبْرَ عِنْدَ أَوَّلِ صَدْمَةٍ.

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ اس عورت پر گزرے اور وہ قبر کے پاس روتی تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈر اور صبر کر تو اس عورت نے کہا کہ میرے پاس سے ٹل جا سو بے شک تو خالی ہے میری مصیبت سے تو حضرت ﷺ اس سے آگے بڑھے اور گزرے پھر ایک مرد اس عورت پر گزرا تو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے تجھ سے کیا کہا؟ اس نے کہا میں نے حضرت ﷺ کو نہیں پہچانا اس نے کہا کہ بے شک وہ تو حضرت ﷺ تھے تو وہ حضرت ﷺ کے دروازے پر آئی اور دروازے پر کوئی دربان نہ پایا اس نے کہا یا حضرت! قسم ہے اللہ کی میں نے آپ کو نہیں پہچانا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک صبر کا ثواب تو اول صدمہ کے نزدیک ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنازے میں گزر چکی ہے اور اس عورت کا نام معلوم نہیں اور وہ قبر اس کے بیٹے کی تھی اور جس نے اس کو حضرت ﷺ کا پتہ بتلایا تھا وہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما تھا کہا مہلب نے کہ حضرت ﷺ کا کوئی دائمی دربان نہ تھا کبھی ہوتا تھا اور کبھی نہ ہوتا تھا یا جب کہ اپنے گھر والوں کے کام میں مشغول ہوتے یا اپنے خلوت کے کام میں ہوتے تو دربان بٹھلاتے نہیں تو لوگوں کے آگے سے پردہ اٹھاتے تا کہ حاجتوں والا اپنی حاجت طلب کرے اور حاصل یہ ہے کہ دربان رکھنا جائز ہے مطلق لیکن مقید ہے ساتھ حاجت کے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ نہیں لائق ہے واسطے حاکم کے یہ کہ ٹھہرائے دربان اور دوسرے لوگوں کا مذہب یہ ہے کہ جائز ہے اور حمل کیا گیا ہے قول اول اوپر زمانے آرام کرنے لوگوں کے اور جمع ہونے ان کے خیر پر اور فرمانبردار ہونے ان کے واسطے حاکم کے اور بعض نے کہا کہ بلکہ اس وقت مستحب ہے تا کہ مرتب ہوں خصوم اور دفع ہو شریر اور ثابت ہو چکا ہے بیچ قصے عمر رضی اللہ عنہ کے عباس رضی اللہ عنہ کے جھگڑے میں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے واسطے ایک دربان تھا جس کا یرفا نام تھا اور بعض نے مقید کیا ہے جواز کو ساتھ غیر وقت بیٹھنے اس کے واسطے لوگوں کے واسطے فصل احکام کے اور بعض نے جواز کو عام کیا ہے اور بعض نے کہا کہ وظیفہ دربان کا یہ ہے کہ جو دروازے پر آئے اس کی خبر حاکم کو پہنچائے خاص کر جب کہ کوئی خاص آدمی ہو احتمال ہے کہ کوئی جھگڑا لے کر آیا ہو اور حاکم گمان کرے کہ وہ ملاقات کے واسطے آیا ہے اور اس کو کچھ انعام دے اور یہ خبر حاکم کو پہنچانا روبرو ہو کر یا لکھ کر اور ہمیشہ دربان رکھنا مکروہ ہے بلکہ کبھی حرام ہوتا ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے

کہ جو حاکم کہ لوگوں کی حاجتوں سے پردہ پوش رہے اللہ قیامت کے دن اس کی حاجت سے پردہ پوش ہوگا اور اس حدیث میں وعید شدید ہے اس کے واسطے جو لوگوں کے درمیان حاکم ہو اور بغیر عذر کے پردے میں رہے اس واسطے کہ اس میں تاخیر کرنا ہے حقوق پہنچانے سے یا ضائع کرنا ان کا اور اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ مستحب ہے مقدم کرنا پہلے کا پھر جو اس کے بعد ہو پھر جو اس کے بعد ہو وعلی ہذا القیاس باترتیب سب کو بلایا جائے اور مقدم کرے مسافر کو مقیم پر خاص کر جو خوف کرے ساتھیوں کے چلے جانے کا اور یہ کہ چاہیے کہ دربان ثقہ ہو عفیف ہو امین ہو عارف ہو حسن اخلاق ہو لوگوں کا قدر شناس ہو۔ (فتح)

بَابُ الْحَاكِمِ يَحْكُمُ بِالْقَتْلِ عَلٰى مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ دُوْنَ الْإِمَامِ الَّذِيْ فَوْقَهُ

حاکم حکم کرے ساتھ قتل کے اس پر جس پر قتل واجب ہو سوائے اس امام کے جو اس سے اوپر ہے یعنی جس نے اس کو حاکم بنایا ہے بغیر حاجت کے طرف اجازت لینے کی اس سے خاص اس واقعہ میں۔

٦٦٢٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ الذُّهْلِيُّ حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ إِنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ كَانَ يَكُوْنُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْزِلَةِ صَاحِبِ الشُّرَطِ مِنَ الْأَمِيْرِ.

٦٦٢٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بجائے کوتوال کے ہوتے تھے امیر سے۔

فائدہ: اور مشکل ہے مطابقت حدیث کی ترجمہ سے سو اشارہ کیا ہے کرمانی نے کہ وہ لی جاتی ہے اس کے اس قول سے دون الحاکم اس واسطے کہ اس کے معنی ہیں عند یعنی نزدیک حاکم کے اور یہ وجہ خوب ہے اگر موافق ہو اس کو لغت بنا بر اس کے پس قیس کا یہ وظیفہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں یہ کام کریں آپ کے حکم سے برابر ہے کہ خاص ہو یا عام اور اس حدیث میں تشبیہ ہے اس چیز کی کہ پہلے گزری ساتھ اس چیز کے کہ اس کے بعد پیدا ہوئی اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کسی عالم کے پاس کوتوال نہ تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بنی امیہ کی حکومت میں پیدا ہوا تھا سو ارادہ کیا انس رضی اللہ عنہ نے تقریب حال قیس رضی اللہ عنہ کے نزدیک سامعین کے سو تشبیہ دی اس کو ساتھ اس چیز کے جو ان کو معلوم تھی۔ (فتح)

٦٦٢٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى هُوَ الْقَطَّانُ عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ

٦٦٢٣۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یمن میں حاکم کر کے بھیجا پھر اس کے پیچھے معاذ رضی اللہ عنہ

حَدَّثَنَا أَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهٗ وَأَتْبَعَهٗ بِمُعَاذٍ.

کو بھیجا۔

٦٦٢٤۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا مَحْبُوْبُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى أَنَّ رَجُلًا أَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ فَأَتٰى مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَهُوَ عِنْدَ أَبِيْ مُوْسٰى فَقَالَ مَا لِهٰذَا قَالَ أَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ قَالَ لَا أَجْلِسُ حَتّٰى أَقْتُلَهٗ قَضَاءُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۶۲۴۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد اسلام لایا پھر یہودی ہو گیا یعنی مرتد ہو گیا سو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے اور وہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا تو معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو کیا ہے؟ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اول مسلمان ہوا تھا پھر یہودی ہو گیا تو معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں بیٹھوں گا یہاں تک کہ اس کو قتل کروں یہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے۔

فائدہ: یعنی سو حکم کیا اس کے قتل کرنے کا سو قتل کیا گیا اور ساتھ اس کے تمام ہو گی مراد ترجمہ کی اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ نہ قائم کریں حدوں کو عامل شہروں کے مگر بعد مشورت اور اجازت لینے کے اس خلیفے سے جس نے ان کو حاکم کیا کہا ابن بطال نے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس باب میں سو کوفیوں کا تو یہ مذہب ہے کہ قاضی کا حکم وکیل کا سا حکم ہے نہیں مطلق ہے ہاتھ اس کا مگر جس چیز میں اس کو اجازت ہوئی اور حکم اس کا غیروں کے نزدیک وصی کا حکم ہے یعنی جس کو وصیت کی گئی ہو جائز ہے اس کو تصرف کرنا ہر چیز میں اور مطلق ہے ہاتھ اس کا تمام چیزوں میں مگر جو مستثنیٰ ہے اور نقل کیا ہے طحاوی نے ان سے کہ نہ قائم کریں حدوں کو مگر سردار شہروں کے اور نہ قائم کریں ان کو عامل دیہات کے اور نقل کیا ہے ابن قاسم نے کہ نہ قائم کی جائیں حدیں پانیوں پر بلکہ کھینچی جائیں طرف شہروں کی اور نہ قائم کیا جائے قصاص ساتھ قسم کے سب شہروں میں مگر دار الخلافت میں جس جگہ خلیفہ رہتا ہو یا خلیفے سے تحریری اجازت لی جائے اور کہا اشہب نے بلکہ جس کو والی اجازت دے پانیوں کے عاملوں سے اس کے واسطے جائز ہے کہ حدوں کو قائم کرے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے مثل اس کی کہا ابن بطال نے کہ حجت جواز میں حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ اس نے مرتد کو قتل کیا بغیر اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ واقعہ اٹھایا جائے۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يَقْضِي الْقَاضِيْ أَوْ يُفْتِيْ وَهُوَ غَضْبَانُ

کیا حکم کرے حاکم یا فتویٰ دے غصے کی حالت میں؟

٦٦٢٥۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ كَتَبَ أَبُوْ بَكْرَةَ

۶۶۲۵۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کی طرف لکھا اور حالانکہ وہ سجستان میں قاضی تھا کہ نہ حکم کرنا دو آدمیوں میں غصے کی حالت میں اس واسطے کہ

إِلَى ابْنِهِ وَكَانَ بِسِجِسْتَانَ بِأَنْ لَّا تَقْضِيَ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَأَنْتَ غَضْبَانُ فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَقْضِيَنَّ حَكَمٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ.

میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ ہرگز نہ حکم کرے کوئی حاکم دو آدمیوں میں غصے کی حالت میں۔

فائدہ: یعنی جب حاکم اور قاضی غصے میں ہو تو اس وقت مقدمہ فیصل نہ کرے اس واسطے کہ قضیہ فیصل کرنے کو عقل اور ہوش چاہیے اور غصے کی حالت میں آدمی ہوش میں نہیں رہتا اور کبھی ناحق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے اس واسطے کہ اس سے منع کیا گیا ہے اور یہی قول ہے سب شہروں کے فقہاء کا اور کہا ابن دقیق العید نے کہ غصے کی حالت میں اس واسطے حکم کرنا منع ہے کہ حاصل ہوتا ہے غصے کے سبب سے تغیر مزاج میں جس سے نظر میں خلل پیدا ہوتا ہے پس نہیں حاصل ہوتا ہے استیفاء حکم کا اپنی وجہ پر اور یہی حکم ہے ہر چیز کا جس سے عقل اور فکر میں خلل پیدا ہو مانند بہت بھوک اور پیاس اور غلبے نیند وغیرہ کے جو دل کے متعلق ہے ایسا تعلق کہ مشغول رکھتا ہے اس کو استیفائے نظر سے اور شاید غصے کو خاص اس واسطے ذکر کیا کہ وہ نفس پر غالب ہو جاتا ہے اور اس کا مقابلہ دشوار ہوتا ہے برخلاف غیر اس کے لیکن اگر غصے کی حالت میں حکم کرے تو صحیح ہے ساتھ کراہت کے اگر حق کے موافق پڑ جائے اور یہ قول جمہور کا ہے اور البتہ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے غصے کی حالت میں زبیر رضی اللہ عنہ کے واسطے حکم کیا اور نہیں حجت ہے اس میں واسطے دور ہونے کراہت کے حضرت ﷺ کے غیر سے اس واسطے کہ حضرت ﷺ معصوم ہیں جیسا رضامندی کی حالت میں کہتے ہیں ویسا غصے کی حالت میں کہتے ہیں اور کہا نووی رحمہ اللہ نے لفظہ کی حدیث میں ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے فتویٰ دینا غصے کی حالت میں اور اسی طرح حکم کرنا بھی اور جاری ہوتا ہے ساتھ کراہت کے ہمارے حق میں اور نہیں مکروہ ہے حضرت ﷺ کے حق میں اس واسطے کہ نہیں خوف کیا جاتا ہے حضرت ﷺ پر غصے کی حالت میں جو خوف کیا جاتا ہے غیر پر اور لیا جاتا ہے اطلاق سے کہ نہیں ہے کوئی فرق درمیان مراتب غصے کے اور نہ اسباب اس کے اور اسی طرح مطلق چھوڑا ہے اس کو جمہور نے اور کہا بعض حنابلہ نے کہ نہیں جاری ہوتا ہے حکم غصے کی حالت میں واسطے ثابت ہونے نہی کے اس سے اور نہی چاہتی ہے فساد کو اور تفصیل کی ہے بعض نے کہ اگر عارض ہوا ہو اس پر غصہ بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکا ہو اس کے واسطے حکم تو وہ غصہ اثر نہیں کرتا نہیں تو اس میں اختلاف ہے اور یہ تفصیل معتبر ہے اور کہا ابن منیر نے کہ داخل کی بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی جو دلالت کرتی ہے منع پر پھر حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی جو دلالت کرتی ہے جواز پر واسطے تنبیہ کرنے کے تطبیق پر بایں طور کہ خاص کیا جائے جواز کو ساتھ حضرت ﷺ کے واسطے موجود ہونے عصمت کے حضرت ﷺ کے حق میں اور یہ کہ غصہ حضرت ﷺ کا صرف حق کے واسطے تھا سو جو حضرت ﷺ کے سے حال میں ہو اس کو جائز ہے نہیں تو منع ہے اور وہ مثل شہادت عدوان کے ہے

کہ اگر دنیاوی ہو تو رد کی جائے اور اگر دینی ہو تو قبول کی جائے اور اس حدیث میں ہے کہ لکھنا ساتھ حدیث کے مثل سماع کی ہے شیخ سے بیچ واجب ہونے عمل کے اور بہر حال روایت میں سو منع کیا ہے اس سے ایک قوم نے جب کہ خالی ہو اجازت سے اور مشہور جواز ہے ہاں صحیح نزدیک ادا کے یہ ہے کہ نہ مطلق بولے اخبار کو بلکہ یوں کہے کہ اس نے مجھ کو لکھا یا خبر دی مجھ کو اپنی کتاب میں اور اس میں ذکر کرنا حکم کا ہے ساتھ دلیل اس کی کے تعلیم میں اور مثل اس کی فتویٰ میں اور اس میں شفقت باپ کی ہے اپنے بیٹے پر اور خبر دینا اس کو ساتھ اس چیز کے جو اس کو نفع دے اور ڈرانا اس کو واقع ہونے سے برے کام میں اس میں پھیلانا علم کا ہے واسطے عمل کے اور پیروی کرنے کے اگرچہ عالم اس سے سوال نہ کیا جائے۔ (فتح)

٦٦٢٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ وَاللّٰهِ لَأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِّمَّا يُطِيْلُ بِنَا فِيْهَا قَالَ فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ أَشَدَّ غَضَبًا فِيْ مَوْعِظَةٍ مِّنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ مِنْكُمْ مُّنَفِّرِيْنَ فَأَيُّكُمْ مَا صَلّٰى بِالنَّاسِ فَلْيُوْجِزْ فَإِنَّ فِيْهِمُ الْكَبِيْرَ وَالضَّعِيْفَ وَذَا الْحَاجَةِ.

٦٦٢٦۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت! قسم ہے اللہ کی البتہ میں صبح کی نماز سے پیچھے رہتا ہوں یعنی جماعت میں شریک نہیں ہوتا بسبب فلانے یعنی امام کے کہ وہ اس میں ہمارے ساتھ لمبی قراءت پڑھتا ہے سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وعظ میں اس دن سے زیادہ تر غضبناک کبھی نہیں دیکھا پھر فرمایا کہ اے لوگو! بے شک تم میں سے بعض لوگ نفرت دلانے والے اور بھڑکانے والے ہیں سو جو لوگوں کو نماز پڑھائے امام بنے تو چاہیے کہ ہلکی نماز پڑھے اس واسطے کہ آدمیوں میں بوڑھے اور ضعیف اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح امامت میں گزر چکی ہے اور مراد فلانے سے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔

٦٦٢٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ يَعْقُوْبَ الْكِرْمَانِيُّ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَآئِضٌ

٦٦٢٧۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے اپنی عورت کو طلاق دی حیض کی حالت میں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں غصے ہوئے پھر فرمایا کہ چاہیے کہ اپنی عورت سے رجعت کرے یعنی طلاق کو باطل کر کے پھر اس کو اپنی بیوی

فَذَكَرَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ فَتَطْهُرَ فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يُّطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا.

بنائے پھر اس کو اپنے گھر میں رہنے دے یہاں تک کہ حیض سے پاک ہو پھر اس کو دوسرا حیض آئے پھر حیض سے پاک ہو پھر اگر اس کو طلاق دینا چاہے تو طلاق دے کہا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ محمد زہری ہے۔

فائدہ: فیہ کی ضمیر فعل مذکور کی طرف راجع ہے اور وہ طلاق ہے اور ایک روایت میں علیہ کا لفظ زیادہ ہے اور اس کی ضمیر ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف راجع ہے۔

بَابُ مَنْ رَّأَى لِلْقَاضِيْ أَنْ يَّحْكُمَ بِعِلْمِهٖ فِيْ أَمْرِ النَّاسِ إِذَا لَمْ يَخَفِ الظُّنُوْنَ وَالتُّهَمَةَ.

جو دیکھتا ہے قاضی کے واسطے یہ کہ حکم کرے لوگوں کے معاملے میں اپنے علم سے جب کہ نہ ڈرے بدگمانی اور تہمت سے۔

فائدہ: یہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی طرف کہ جائز ہے قاضی کو کہ حکم کرے لوگوں کے حقوق میں اپنے علم سے اور نہیں جائز ہے اس کو کہ حکم کرے اپنے علم سے حقوق اللہ میں مانند حدود کے اس واسطے کہ ان کی بنا سہولت اور آسانی پر ہے اور اس کے واسطے لوگوں کے حقوق میں تفصیل ہے اگر ہو جو معلوم کیا اس نے ولایت سے پہلے تو نہ حکم کرے ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ بجائے اس کے ہے جو گواہوں سے سنا اور وہ غیر حاکم ہو برخلاف اس کے کہ معلوم کرے اس کو حکومت میں اور بہرحال یہ جو کہا جب کہ نہ ڈرے بدگمانی اور تہمت سے تو مقید کیا گیا ہے ساتھ اس کے قول اس شخص کا جو جائز رکھتا ہے قاضی کے واسطے یہ کہ حکم کرے اپنے علم سے اس واسطے کہ جن لوگوں نے اس کو مطلق منع کیا ہے وہ علت یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ معصوم نہیں سو جائز ہے کہ لاحق ہو اس کو تہمت جب کہ حکم کرے اپنے علم سے حکم کیا ہو اپنے دوست کے حق میں اس کے دشمن پر اکھاڑا گیا مادہ جڑ سے سو ٹھہرایا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے محل جواز کا جب کہ نہ خوف ہو حاکم کو بدگمانی اور تہمت سے اور اشارہ کیا اس طرف کہ لازم آتا ہے منع کرنے سے بسبب اکھاڑنے مادے کے یہ کہ مثلا ایک مرد کو سنے اس نے اپنی عورت کو طلاق بائن دی پھر عورت نے اس کو حاکم کی طرف اٹھایا اس نے انکار کیا سو جب اس کو قسم دے اور وہ قسم کھائے تو لازم آئے گا کہ وہ ہمیشہ حرام فرج پر رہے اور فاسق ہو ساتھ اس کے سو اس کے واسطے کوئی چارہ نہیں کہ اس کے قول کو قبول نہ کرے اور حکم کرے اس پر اپنے علم سے سو اگر تہمت سے ڈرے تو اس کے واسطے جائز ہے کہ اس کو دفع کرے اور قائم کرے اس کی گواہی کو اوپر اس کے نزدیک دوسرے حاکم کے کہا کرابیسی نے کہ شرط جواز حکم کی اپنے علم سے یہ ہے کہ ہو حاکم مشہور ساتھ بھلائی کے اور عفاف کے اور صدق کے اور نہ پہچانی گئی ہو اس سے زیادہ ذلت اور تقوئی کے اسباب میں موجود ہوں اور تہمت کے اسباب اس

میں مفقود سو یہی ہے وہ شخص جس کو اپنے علم سے حکم کرنا مطلق جائز ہے۔ (فتح)

كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِهِنْدٍ خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ وَذٰلِكَ إِذَا كَانَ أَمْرًا مَشْهُوْرًا.

جیسا کہ حضرت ﷺ نے ہند رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ لے لیا کر خاوند کے مال سے دستور کے موافق جتنا تجھ کو اور تیری اولاد کو کفایت کرے اور یہ اس وقت ہے جب کہ ہو امر مشہور۔

فائدہ: یہ تفسیر ہے اس کے قول کی جو کہتا ہے کہ حکم کرے اپنے علم سے مطلق اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ مشہور کے وہ چیز کہ حکم کیا گیا ہو ساتھ اپنے اس کے۔ (فتح)

٦٦٢٨ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَآءَ تْ هِنْدٌ بِنْتُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا كَانَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خِبَآءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَّذِلُّوْا مِنْ أَهْلِ خِبَآئِكَ وَمَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خِبَآءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَّعِزُّوْا مِنْ أَهْلِ خِبَآئِكَ ثُمَّ قَالَتْ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِّسِّيْكٌ فَهَلْ عَلَيَّ مِنْ حَرَجٍ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِيْ لَهُ عِيَالَنَا قَالَ لَهَا لَا حَرَجَ عَلَيْكِ أَنْ تُطْعِمِيْهِمْ مِنْ مَّعْرُوْفٍ.

٦٦٢٨ـ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کے پاس آئی تو اس نے کہا یا حضرت! قسم ہے کہ زمین پر کوئی گھر والے نہ تھے کہ ان کا ذلیل ہونا میرے نزدیک زیادہ پیارا ہو آپ کے خیمے والوں سے اور نہیں صبح کی آج کے دن زمین کی پشت پر کسی خیمے والوں نے کہ میرے نزدیک ان کا باعزت ہونا زیادہ تر پیارا ہو آپ کے خیمے والوں سے پھر ہند رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت! بے شک ابو سفیان رضی اللہ عنہ بخیل آدمی ہے سو کیا مجھ پر کچھ حرج ہے کہ میں اس کے مال سے اپنی اولاد کو کھلاؤں؟ حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تم پر کچھ حرج نہیں کہ تو دستور کے موافق ان کو کھلائے۔

فائدہ: اور اس حدیث کی شرح نفقات میں گزر چکی ہے اور اس میں بیان ہے استدلال اس شخص کا جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے اوپر جائز ہونے حکم کے واسطے حاکم کے اپنے علم سے اور رد ہے قول متدل کا ساتھ اس کے اوپر حکم کرنے والے کے غائب پر یعنی اس حدیث کے استدلال سے غائب پر حکم نہیں ہو سکتا کہا ابن بطال نے کہ حجت پکڑی ہے اس نے جس نے جائز رکھا ہے قاضی کے واسطے یہ کہ حکم کرے اپنے علم سے ساتھ حدیث کے باب کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کے واسطے وجوب نفقہ کے ساتھ حکم کیا اس واسطے کہ حضرت ﷺ کو معلوم تھا کہ یہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی ہے اور اس پر گواہ طلب نہ کیا اور جو منع کرتا ہے اس کی حجت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں یہ

قول حضرت ﷺ کا ہے کہ میں اس کے واسطے حکم کرتا ہوں جس طرح سنتا ہوں اور نہیں فرمایا کہ جو جانتا ہوں اور جو مطلق منع کرتا ہے اس کی حجت یہ ہے کہ برے حاکموں سے ڈر ہے کہ اپنے علم سے جس طرح چاہیں حکم کریں اور جس نے تفصیل کی اس کی حجت یہ ہے کہ جو چیز حاکم نے حکم کرنے سے پہلے معلوم کی وہ شہادت کے طریق پر تھی سو اگر اس نے اس کے ساتھ حکم کیا تو ہوگا حکم اپنے نفس کی گواہی سے سو ہو گیا بجائے اس کے جس نے حکم کیا ساتھ دعویٰ اپنے کے غیر پر اور نیز پس ہوگا مانند حکم کرنے والے کے ساتھ ایک گواہ کے اور بہر حال حکم کی حالت میں سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ میں حکم کرنا موافق اس کے کہ سنتا ہوں اور نہیں فرق کیا درمیان سماع کے گواہ سے یا مدعی سے کہا ابن منیر نے کہ نہیں تعرض کیا ابن بطال نے واسطے مقصود باب کے اور یہ اس واسطے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حجت پکڑی ہے واسطے جواز حکم کے علم سے ساتھ قصے ہند کے سو شارح کو لائق تھا کہ اس کا تعقب کرتا ساتھ اس کے کہ اس میں کوئی دلیل نہیں اس واسطے کہ وہ خارج ہوا ہے بجائے فتویٰ کے اور کلام مفتی کا تنزل ہوتا ہے بر تقدیر صحت اس کی کے کہ ہند رضی اللہ عنہا نے فتویٰ پوچھا تھا سو گویا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر ثابت ہو جائے کہ وہ تیرا حق تجھ کو نہیں دیتا تو جائز ہے تجھ کو اس کا استیفاء کرنا ساتھ امکان کے اور جواب دیا ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ اغلب حضرت ﷺ کے احوال سے اور الزام ہے پس واجب ہے اُتارنا حضرت ﷺ کے لفظ کا اوپر اس کے لیکن وارد ہوتا ہے اس پر یہ کہ نہیں ذکر کیا حضرت ﷺ نے ہند رضی اللہ عنہا کے قصے میں کہ وہ ہند رضی اللہ عنہا کو سچا جانتے ہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ نہیں سنا حضرت ﷺ نے یہ قصہ مگر ہند رضی اللہ عنہا سے پس کس طرح صحیح ہوگا استدلال ساتھ اس کے اوپر حکم کرنے حاکم کے اپنے علم سے میں کہتا ہوں کہ جو ابن منیر نے اس کی نفی کا دعویٰ کیا ہے یہ بعید ہے اس واسطے کہ اگر حضرت ﷺ اس کو سچا نہ جانتے تو اس کو لینے کے ساتھ حکم نہ کرتے اور اطلاع حضرت ﷺ کی اس کے سچ پر ممکن ہے وحی سے اور جو اس کے سوائے ہے اس کو ممکن نہیں بغیر اس کے کہ اس کو پہلے سے معلوم ہو۔ (فتح)

بَابُ الشَّهَادَةِ عَلَى الْخَطِّ الْمَخْتُوْمِ گواہی دینا خط پر جو مہر کیا گیا ہو یعنی کیا صحیح ہے گواہی خط پر کہ یہ فلانے کا خط ہے

وَمَا يَجُوْزُ مِنْ ذٰلِكَ وَمَا يَضِيْقُ عَلَيْهِمْ اور جو جائز ہے اس سے اور جو تنگی کی جاتی ہے اوپر اس کے

فائدہ: مراد یہ ہے کہ یہ قول عام نہیں نہ اثبات میں نہ نفی میں بلکہ نہیں منع ہے یہ مطلق پس ضائع ہوں حقوق اور نہ عمل کیا جائے ساتھ اس کے مطلق پس نہیں ہے اس میں امن تزویر اور جعل سے سو ہوگا جائز چند شرطوں سے۔

وَكِتَابِ الْحَاكِمِ إِلٰى عَامِلِهٖ وَالْقَاضِيْ إِلَى الْقَاضِيْ اور خط لکھنا قاضی کا اپنے عامل کو اور خط لکھنا قاضی کا قاضی کو

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف رد کی اس شخص پر جو جائز رکھتا ہے گواہی کو خط پر اور نہیں جائز رکھتا اس کو قاضی کے خط میں۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ كِتَابُ الْحَاكِمِ جَائِزٌ إِلَّا فِي الْحُدُوْدِ ثُمَّ قَالَ إِنْ كَانَ الْقَتْلُ خَطَأً فَهُوَ جَائِزٌ لِأَنَّ هٰذَا مَالٌ بِزَعْمِهٖ وَإِنَّمَا صَارَ مَالًا بَعْدَ أَنْ ثَبَتَ الْقَتْلُ فَالْخَطَأُ وَالْعَمْدُ وَاحِدٌ.

اور بعض لوگوں نے کہا کہ خط لکھنا حاکم کا جائز ہے مگر حدود میں پھر کہا کہ اگر قتل خطا ہو تو جائز ہے اس واسطے کہ وہ مال ہے اس کے گمان میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہو گیا ہے مال اس کے بعد کہ ثابت ہوا قتل اور اور خطا اور عمد ایک ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ حجت بخاری رحمہ اللہ کی اس پر جو قائل ہے ساتھ اس کے حنفیہ سے واضح ہے اس واسطے کہ جب نہیں جائز رکھتا ہے وہ خط لکھنے کو ساتھ قتل کے تو نہیں ہے کوئی فرق درمیان خطا اور عمد کے اول امر میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہو گیا ہے مال بعد ثابت ہونے کے نزدیک حاکم کے اور عمد بھی بہت وقت رجوع کرتا ہے طرف مال کی پس قیاس چاہتا ہے کہ دونوں برابر ہوں۔ (فتح)

وَقَدْ كَتَبَ عُمَرُ إِلٰى عَامِلِهٖ فِي الْجَارُوْدِ وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فِيْ سِنٍّ كُسِرَتْ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ كِتَابُ الْقَاضِيْ إِلَى الْقَاضِيْ جَائِزٌ إِذَا عَرَفَ الْكِتَابَ وَالْخَاتَمَ وَكَانَ الشَّعْبِيُّ يُجِيْزُ الْكِتَابَ الْمَخْتُوْمَ بِمَا فِيْهِ مِنَ الْقَاضِيْ وَيُرْوٰى عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوُهٗ وَقَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيْمِ الثَّقَفِيُّ شَهِدْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ يَعْلٰى قَاضِيَ الْبَصْرَةِ وَإِيَاسَ بْنَ مُعَاوِيَةَ وَالْحَسَنَ وَثُمَامَةَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ وَبِلَالَ بْنَ أَبِيْ بُرْدَةَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيَّ وَعَامِرَ بْنَ عَبِيْدَةَ وَعَبَّادَ بْنَ مَنْصُوْرٍ يُجِيْزُوْنَ كُتُبَ الْقُضَاةِ بِغَيْرِ مَحْضَرٍ مِّنَ الشُّهُوْدِ فَإِنْ قَالَ الَّذِيْ جِيْءَ عَلَيْهِ بِالْكِتَابِ إِنَّهٗ زُوْرٌ قِيْلَ لَهٗ اذْهَبْ

اور البتہ لکھا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عامل کی طرف حدود میں اور لکھا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے دانتوں کے مقدمے میں جو توڑے گئے تھے اور کہا ابراہیم رحمہ اللہ نے کہ لکھنا قاضی کا قاضی کو جائز ہے جب کہ لکھا اور مہر پہچانے اور جائز رکھتا تھا شعبی خط مہر کیے گئے کو ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے قاضی سے یعنی جو آئے اس کے پاس قاضی کی طرف سے اور مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مانند اس کی اور کہا معاویہ نے کہ حاضر تھا میں پاس عبدالملک بن یعلی قاضی بصرے کے اور ایاس بن معاویہ کے اور حسن کے اور ثمامہ کے اور بلال کے اور عبداللہ کے اور عامر کے اور عباد کے جائز رکھتے تھے یہ سب امام قاضیوں کے خطوں کو بغیر حاضر ہونے گواہوں کے یعنی یہ سب امام قاضی تھے سو اگر کہے جس کے پاس خط آیا کہ یہ جعلی ہے تو اس سے کہا جائے گا کہ جا اور تلاش کر اس سے نکلنا یعنی ساتھ قدح کرنے کے گواہوں میں جو ان کی گواہی

فَالْتَمِسِ الْمَخْرَجَ مِنْ ذٰلِكَ وَأَوَّلُ مَنْ سَأَلَ عَلٰى كِتَابِ الْقَاضِي الْبَيِّنَةَ ابْنُ أَبِي لَيْلٰى وَسَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ.

کو باطل کرے اور یا ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے اوپر براءت کے مشہور بہ سے اور قاضی کے خط پر پہلے پہل ابن ابی لیلیٰ اور سوار نے گواہ طلب کیا۔

وَقَالَ لَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحْرِزٍ جِئْتُ بِكِتَابٍ مِنْ مُوْسَى بْنِ أَنَسٍ قَاضِي الْبَصْرَةِ وَأَقَمْتُ عِنْدَهُ الْبَيِّنَةَ أَنَّ لِيْ عِنْدَ فُلَانٍ كَذَا وَكَذَا وَهُوَ بِالْكُوْفَةِ وَجِئْتُ بِهِ الْقَاسِمَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَأَجَازَهُ.

اور کہا ہم سے ابونعیم نے حدیث بیان کی ہم سے عبیداللہ نے کہ میں موسیٰ بن انس قاضی بصرہ کے پاس سے خط لایا اور میں نے اس کے پاس گواہ قائم کیا کہ بے شک میرا اتنا اتنا مال فلانے کے پاس ہے جو کوفے میں ہے سو میں وہ خط قاسم کے پاس لایا یعنی اور وہ اس وقت کوفہ کا حاکم تھا تو قاسم نے اس کو جائز رکھا۔

فائدہ: کہا ابن قدامہ نے کہ شرط ہے ائمہ فتویٰ کے قول میں کہ گواہی دیں ساتھ لکھنے قاضی کے طرف قاضی کی دو گواہ عادل اور حسن سے روایت ہے کہ اگر خط اور مہر کو پہچانتا ہو تو جائز ہے قبول کرنا اس کا۔

وَكَرِهَ الْحَسَنُ وَأَبُوْ قِلَابَةَ أَنْ يَّشْهَدَ عَلٰى وَصِيَّةٍ حَتّٰى يَعْلَمَ مَا فِيْهَا لِأَنَّهُ لَا يَدْرِيْ لَعَلَّ فِيْهَا جَوْرًا.

اور مکروہ رکھا ہے حسن اور ابو قلابہ نے یہ کہ گواہی دی جائے وصیت پر کہ فلانے کی وصیت ہے یہاں تک کہ معلوم کیا جائے جو اس میں ہے اس واسطے کہ وہ نہیں جانتا کہ شاید اس میں ظلم ہو۔

فائدہ: اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن تین نے ساتھ اس کے کہ جب اس میں ظلم ہے تو نہیں منع ہے اٹھانا اس کا اس واسطے کہ حاکم قادر ہے اس کے رد کرنے پر اگر شرع رد کا حکم کرے اور جو اس کے سوائے ہے اس کے ساتھ عمل کیا جائے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مانع جہل ہے ساتھ اس چیز کے کہ گواہی دے اور وجہ ظلم کی یہ ہے کہ بہت لوگ رغبت کرتے ہیں اس کے چھپانے میں اس احتمال کے واسطے کہ نہ مرے پس احتیاط کرتا ہے ساتھ گواہوں کے اور اس کا حال بدستور پوشیدہ رہتا ہے۔ (فتح)

وَقَدْ كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى أَهْلِ خَيْبَرَ إِمَّا أَنْ تَدُوْا صَاحِبَكُمْ وَإِمَّا أَنْ تُؤْذِنُوْا بِحَرْبٍ.

اور حضرت ﷺ نے خیبر والوں کو لکھا کہ یا اپنے ساتھی کی دیت دو اور یا خبردار ہو جاؤ ساتھ لڑائی کے

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الشَّهَادَةِ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ وَّرَآءِ السِّتْرِ إِنْ عَرَفْتَهَا فَاشْهَدْ وَإِلَّا

اور کہا زہری رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ گواہی کے عورت پر پردے کے پیچھے سے کہ اگر تو اس کو پہچانے تو گواہی دے ورنہ

فَلَا تَشْهَدْ. گواہی نہ دے۔

فائدہ: اور اس سے معلوم ہوا کہ نہیں شرط ہے کہ اس کو گواہی دینے کے وقت دیکھے بلکہ کفایت کرتا ہے کہ اس کو پہچانے خواہ کسی طریق سے ہو۔

٦٦٢٩۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّوْمِ قَالُوْا إِنَّهُمْ لَا يَقْرَؤُوْنَ كِتَابًا إِلَّا مَخْتُوْمًا فَاتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيْصِهٖ وَنَقْشُهٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

٦٦٢٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ روم والوں کی طرف خط لکھیں تو لوگوں نے کہا کہ وہ بے مہر کے خط کو نہیں پڑھتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جیسے کہ میں اس کی چمک کی طرف دیکھتا ہوں اور اس میں محمد رسول اللہ کھدوایا۔

فائدہ: اور اس باب میں تین حکم ہیں گواہی دینا خط پر اور خط قاضی کا طرف قاضی کی اور شہادت اوپر اقرار کے ساتھ اس چیز کے کہ خط میں ہے اور بخاری رحمہ اللہ کی کاری گری سے ظاہرًا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے نزدیک یہ سب جائز ہے بہر حال حکم اول سو کہا ابن بطال نے کہ اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ نہیں جائز ہے گواہی واسطے گواہ کے جب کہ اس کے خط کو دیکھے مگر جب کہ اس کو یہ گواہی یاد ہو اور اگر اس کو یاد نہ ہو تو نہ گواہی دے اس واسطے کہ جو چاہتا ہے نقش کھود سکتا ہے اور جو چاہتا ہے خط لکھ سکتا ہے اور جائز رکھا ہے مالک رحمہ اللہ نے گواہی کو خط پر اور مخالفت کی ہے مالک رحمہ اللہ نے سب فقہاء کی اور بہر حال حکم ثانی تو اس میں اختلاف ہے جمہور کا یہ مذہب ہے کہ لکھنا قاضی کا طرف قاضی کی جائز ہے اور مستثنیٰ کیا ہے حنفیہ نے حدود کو اور یہ قول شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور حجت بخاری رحمہ اللہ کی حنفیہ پر قوی ہے اس واسطے کہ وہ نہیں ہوا ہے مال مگر بعد ثبوت قتل کے اور جو ذکر کیا ہے اس نے تابعین قاضیوں سے کہ انہوں نے اس کو جائز رکھا ہے ان کی حجت ظاہر ہے حدیث سے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں کی طرف نامے لکھے اور نہیں منقول ہے کہ کسی کو اپنے خط پر گواہ کیا پھر اجماع ہوا ہے سب فقہاء کا اس پر جو سوار کا مذہب ہے کہ دو گواہوں کا ہونا شرط ہے اس واسطے کہ لوگوں میں فساد داخل ہوا ہے تو احتیاط کے واسطے دو گواہ شرط کیے گئے جو گواہی دیں کہ بے شک یہ فلانے کا خط ہے اس نے ہمارے سامنے لکھا تھا تاکہ لوگوں کی جان اور مال محفوظ رہیں اور بہر حال تیسرا حکم سو اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ اس کے جب کہ قاضی اپنے نوشتے پر دو آدمیوں کو گواہ کرے اور ان کو پڑھ کے نہ سنائے کہ اس نے اس میں کیا لکھا ہے سو مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ جائز ہے کہ وہ نوشتہ کی گواہی دیں اور شافعی رحمہ اللہ اور ابو

حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ نہیں جائز ہے اور حجت ان کی یہ قول اللہ کا ہے ﴿وَمَا شَهِدْنَا إِلَّا بِمَا عَلِمْنَا﴾ اور حجت مالک رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ حاکم جب اقرار کرے کہ وہ اس کا خط ہے تو غرض گواہی دینے سے اس پر یہ ہے کہ قاضی مکتوب الیہ جانے کہ یہ خط قاضی کا ہے طرف اس کی اور البتہ ثابت ہوتی ہے نزدیک قاضی کے لوگوں کے امروں سے جو نہیں واجب ہے کہ اس کو ہر ایک جانے مانند وصیت کی اور مالک رحمہ اللہ نے بھی اس کو جائز رکھا ہے کہ دو شخص گواہی دیں وصیت مہر کی گئی پر اور خط لپیٹنے پر اور حاکم کے واسطے کہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں اس کے اقرار پر جو اس خط میں ہے اور حجت اس میں نامے حضرت ﷺ کے ہیں جو آپ نے عاملوں کی طرف لکھے بغیر اس کے کہ اس کو حامل خط پڑھیں اور وہ شامل ہیں احکام اور سنن پر کہا طحاوی نے مستفاد ہوتا ہے حدیث سے کہ جب خط پر مہر نہ کی گئی ہو تو حجت قائم ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے ارادہ کیا کہ ان کی طرف لکھیں اور انگوٹھی تو صرف ان کے کہنے سے بنوائی تھی کہ وہ بے مہر کے خط کو نہیں پڑھتے تو اس نے دلالت کی کہ قاضی کا خط حجت ہے برابر ہے کہ مہر کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو اور اگر قاضی اپنا کوئی خط دیکھے جس میں کوئی حکم ہو اور طلب کرے محکوم کہ اس سے عمل کرنا ساتھ اس کے تو اکثر کا یہ مذہب ہے کہ نہیں جائز ہے واسطے اس کے کہ حکم کرے یہاں تک کہ واقعہ کو یاد کرے اور بعض نے کہا کہ اگر اس کو یقین ہو کہ وہ اسی کا خط ہے تو جائز ہے اس کے واسطے حکم کرنا اور گواہی دینا اگرچہ اس کو واقعہ یاد نہ ہو اور بعض نے کہا کہ اگر حاکم کے حرز میں ہو تو جائز ہے اور یہ قول زیادہ تر قریب ہے انصاف کے اور کہا ابن منیر نے کہ نہیں تعرض کیا شارح نے واسطے مقصود باب کے اس واسطے کہ بخاری رحمہ اللہ نے استدلال کیا ہے خط پر ساتھ خط حضرت ﷺ کے طرف روم کی اور جائز ہے واسطے قائل کے یہ کہ کہے مضمون نامہ کا ان کو بلانا تھا طرف اسلام کی اور یہ امر مشہور ہو چکا تھا واسطے ثابت ہونے معجزے کے اور یقین کرنے کے ساتھ صدق حضرت ﷺ کے یعنی ان کو اسلام کی دعوت بالتواتر معلوم ہو چکی تھی پس نہیں لازم کیا ان کو مجرد خط سے اس واسطے کہ خط تو ظن کا فائدہ دیتا ہے اور اسلام میں ظن بالا جماع کفایت نہیں کرتا سو معلوم ہوا کہ خط کے مضمون کا علم ان کو تواتر سے معلوم ہو چکا تھا خط سے پہلے تو یہ خط واسطے یاد دلانے کے تھا۔ (فتح)

بَابُ مَتٰى يَسْتَوْجِبُ الرَّجُلُ الْقَضَآءَ

کب لائق ہوتا ہے مرد قاضی بننے کے یعنی کب مستحق ہوتا ہے کہ قاضی بنے

فائدہ: کہا کرابیسی نے بیچ کتاب آداب القضاء کے کہ نہیں جانتا میں درمیان علمائے سلف کے اختلاف اس میں کہ لوگوں کے درمیان قاضی بننے کے لائق وہ مرد ہے جس کا فضل اور صدق اور علم اور تقویٰ ظاہر ہو قرآن کو پڑھنے والا ہو اس کے اکثر احکام کا عالم ہو اور حضرت ﷺ کی حدیثوں کا عالم ہو اور اکثر کا حافظ ہو اور اسی طرح عالم ہو ساتھ اقوال کے اور ان کے اتفاق اور اختلاف کے اور عالم ہو ساتھ اقوال فقہاء تابعین کے پہچانتا ہو صحیح کو ضعیف سے

نوازل (یعنی شانِ نزول) میں کتاب کی پیروی کرے اگر نہ پائے تو حدیث کے ساتھ عمل کرے اور اگر حدیث میں وہ حکم نہ پائے تو عمل کرے ساتھ اس کے جس پر اصحاب کا اتفاق ہو اور اگر اصحاب کا اختلاف ہو تو جو زیادہ تر موافق ہو ساتھ قرآن کے پھر حدیث کے پھر ساتھ فتویٰ اکثر اکابر اصحاب کے اس کے ساتھ عمل کرے اور ایسا آدمی اگرچہ زمین پر پایا نہیں جاتا لیکن واجب ہے کہ طلب کیا جائے ہر زمانے سے وہ شخص جو ان میں اکمل اور افضل ہو کہا مہلب نے نہیں کفایت کرتا قضاء کے مستحق ہونے میں کہ وہ اپنے آپ کو اس کے لائق دیکھے بلکہ لوگ اس کو اس کے لائق دیکھیں اور ضروری ہے کہ قاضی عالم عاقل ہو اور نہیں شرط ہے کہ مالدار ہو اور قاضی میں شرط ہے کہ مرد ہو اس پر سب کا اتفاق ہے مگر حنفیہ سے اور مستثنیٰ کیا ہے انہوں نے حدود کو۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ أَخَذَ اللّٰهُ عَلَى الْحُكَّامِ أَنْ لَا يَتَّبِعُوا الْهَوٰى وَلَا يَخْشَوُا النَّاسَ وَلَا يَشْتَرُوْا بِآيَاتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ثُمَّ قَرَأَ ﴿يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيْفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ إِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ﴾ وَقَرَأَ ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ يَّحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ أَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبَّانِيُّوْنَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِآيَاتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا وَّمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ﴾ ﴿بِمَا اسْتُحْفِظُوْا﴾ اِسْتُوْدِعُوْا ﴿مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ﴾.

اور کہا حسن رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اللہ نے کہا ہے حاکموں پر یہ کہ نہ پیروی کریں ہوائے نفس کی اور نہ ڈریں لوگوں سے اور نہ لیں اس کی آیتوں کے بدلے قیمت تھوڑی پھر پڑھی یہ آیت: اے داؤد! ہم نے تجھ کو زمین میں خلیفہ بنایا سو حکم کر لوگوں میں ساتھ حق کے اور نہ پیروی کر خواہش نفس کی سو وہ گمراہ کرے گی تجھ کو اللہ کے راہ سے بے شک جو لوگ کہ گمراہ ہوتے ہیں اللہ کی راہ سے ان کے واسطے سخت عذاب ہے بسبب اس چیز کے کہ بھلایا انہوں نے دن حساب کا اور یہ آیت پڑھی بے شک ہم نے توراۃ اُتاری اس میں ہدایت اور نور ہے حکم کرتے ہیں ساتھ اس کے پیغمبر لوگ جو فرمانبردار ہوئے واسطے یہودیوں کے اور اللہ کو ماننے والے لوگ اور عالم اس واسطے کہ نگہبان ٹھہرائے تھے اللہ کی کتاب پر اور جو نہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے کہ اتاری اللہ نے تو یہی لوگ ہیں کافر۔

فائدہ: میں کہتا ہوں سو مراد پہلی آیت سے ہے ﴿وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى﴾ اور مائدہ کی آیت سے بقیہ اس چیز کا ذکر کی

اور ان مناہی کو امر کہا واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کی کہ نہی شے سے امر ہے ساتھ ضد اس کی کے سو ہوائے نفس سے جو نہی کی تو اس میں امر ہے ساتھ حکم بالحق کے اور یہ جو کہا کہ لوگوں سے نہ ڈرو تو اس میں حکم ہے ساتھ ڈرنے کے اللہ سے اور اللہ سے ڈرنے کو لازم ہے حکم کرنا ساتھ حق کے اور یہ جو کہا کہ اس کی آیتوں کو نہ بیچو تو اس میں حکم ہے اس کی پیروی کا اور قیمت کو تھوڑا کہا واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ وہ اس کے واسطے وصف لازم ہے بہ نسبت عوض کے کہ وہ مہنگا ہے تمام دنیا سے۔ (فتح)

وَقَرَأَ ﴿وَدَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا﴾ فَحَمِدَ سُلَيْمَانَ وَلَمْ يَلُمْ دَاوُدَ وَلَوْلَا مَا ذَكَرَ اللّٰهُ مِنْ أَمْرِ هٰذَيْنِ لَرَأَيْتُ أَنَّ الْقُضَاةَ هَلَكُوْا فَإِنَّهُ أَثْنٰى عَلٰى هٰذَا بِعِلْمِهٖ وَعَذَرَ هٰذَا بِاجْتِهَادِهٖ

اور حسن بصری رحمہ اللہ نے یہ آیت پڑھی اور یاد کر داؤد اور سلیمان علیہما السلام کو جب کہ دونوں حکم کرتے تھے کہتے ہیں جس وقت چر گئیں اس میں بکریاں قوم کی اور ہم ان کے حکم کے واسطے شاہد تھے سو سمجھا دیا ہم نے وہ فیصلہ سلیمان علیہ السلام کو اور ہر ایک کو دیا ہم نے حکم اور علم سو شکر کیا سلیمان نے اور نہ ملامت ہوئی داؤد علیہ السلام کو اور اگر اللہ ان دونوں کے حال کو ذکر نہ کرتا تو البتہ دیکھا جاتا کہ قاضی ہلاک ہوئے سو بے شک اللہ نے اس کی تعریف کی اس کے علم سے اور معذور رکھا اس کو ساتھ اجتہاد کے۔

فائدہ: یعنی چونکہ پہلی دونوں آیتیں اس کو بغل گیر ہیں کہ جو نہ عمل کرے ساتھ ما انزل اللہ کے وہ کافر ہے پس داخل ہے اس کے عموم میں عامد اور خطا کرنے والا سو استدلال کیا اس نے دوسری آیت سے جو کھیتی کے قصے میں ہے کہ یہ وعید خاص ہے ساتھ اس کے جو جان بوجھ کر اس کے ساتھ حکم کرے سو اشارہ کیا کہ اللہ نے اس کی تعریف کی اس کے علم سے یعنی بسبب علم اس کے اور پہچاننے اور سمجھنے اس کے کی وجہ حکم کو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس قصے کے اس پر کہ جائز ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہ اجتہاد کرے احکام میں اور وحی کا انتظار نہ کرے اس واسطے کہ داؤد علیہ السلام نے اس مسئلے میں قطعًا اجتہاد کیا اس واسطے کہ اگر جی سے حکم کرتے تو اللہ تعالیٰ سلیمان علیہ السلام کو اس کے سمجھنے کے ساتھ خاص نہ کرتا اور کیا پیغمبر سے اجتہاد میں خطا بھی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ سو جو اس کو جائز رکھتا ہے اس نے اس قصے سے استدلال کیا ہے اور دونوں فریق کا اتفاق ہے کہ اگر پیغمبر اجتہاد میں خطا کرے تو خطا پر برقرار نہیں رہتا اور جس نے منع کیا ہے اجتہاد کرنے سے واسطے پیغمبر کے اس نے کہا کہ نہیں ہے آیت میں دلیل کہ داؤد علیہ السلام نے اجتہاد کیا اور نہ خطا کی بلکہ ظاہر واقعہ کا یہ ہے کہ صرف اس میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم کیا تھا داؤد علیہ السلام نے اس میں کچھ حکم نہیں کیا تھا اور جو تامل کرے اس قصے میں اس کے واسطے ظاہر ہوگا کہ اختلاف دونوں حکموں میں صرف اولویت میں ہے نہ عمد اور خطا

میں سو حسن رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے معنی یہ ہوں گے کہ حمد کی سلیمان علیہ السلام نے یعنی واسطے موافق ہونے اس کے طریق راجح تر کو اور نہ مذمت ہوئی داؤد علیہ السلام کو واسطے اقتصار کرنے ان کے طریق راجح پر اور روایت کی عبدالرزاق نے مسروق سے کہ ان کی کھیتی انگور تھے سو اس میں بکریاں چر گئیں تو حضرت داؤد علیہ السلام نے کھیتی والوں کو بکریاں دلوا دیں پھر وہ سلیمان علیہ السلام پر گزرے اور ان کو واقعہ سے خبر دی تو سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ نہیں لیکن میں یہ حکم کرتا ہوں کہ کھیتی والے بکریاں لیں اور ان کا دودھ اور پشم اور منفعت لیں اور بکریاں والے کھیتی کو پانی دیا کریں جب کھیتی جیسی تھی ویسی ہو جائے تو بکریاں پھیر دیں اور ایک روایت میں ہے کہ داؤد علیہ السلام نے ان کو بکریاں دی تھیں اور ایک روایت میں ہے کہ کھیتی والوں کو معلوم ہوتا ہے جو ہر سال اس سے پیدا ہو تو بکری والوں کو جائز ہے کہ بیچیں بکریوں کی اولاد سے اور ان سے یہاں تک کہ کھیتی کی قیمت پوری ہو اور بعض نے کہا کہ سلیمان علیہ السلام نے معلوم کیا تھا کہ جو بکریوں نے نقصان کیا ہے اس کی قیمت مثل اس چیز کی ہے کہ پہنچے گا ان کو ان کے دودھ اور اُون (پشم) سے۔ (فتح)

وَقَالَ مُزَاحِمُ بْنُ زُفَرَ قَالَ لَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ خَمْسٌ إِذَا أَخْطَأَ الْقَاضِيُ مِنْهُنَّ خَصْلَةً كَانَتْ فِيْهِ وَصْمَةٌ أَنْ يَّكُوْنَ فَهِمًا حَلِيْمًا عَفِيْفًا صَلِيْبًا عَالِمًا سَئُوْلًا عَنِ الْعِلْمِ

اور کہا مزاحم بن زفر نے کہ ہم سے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ پانچ چیزیں ہیں کہ جب چوک گیا قاضی ان میں سے ایک خصلت سے تو ہوگا اس میں عیب وہ پانچ چیزیں یہ ہیں کہ ہو سمجھ دار حلیم بردبار عفیف یعنی حرام سے بچنے والا قوی سخت کھڑا ہو نزدیک حق کے اور نہ میل کرے ساتھ ہوا کے عالم بہت سوال کرنے والا علم سے یعنی باوجود رکھنے اپنے علم کے اور عالم سے بھی علم کا تذکرہ کرتا رہا کہ شاید ظاہر نہ ہو اس کے واسطے جو قوی تر ہو اس کے معلوم سے۔

بَابُ رِزْقِ الْحُكَّامِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا
روزی حاکم کی اور جو اس پر عامل ہوں

فائدہ: رزق وہ چیز ہے کہ مرتب کرے اس کو امام بیت المال سے اس کے واسطے جو مسلمانوں کی بھلائیوں کے ساتھ کھڑا ہو اور کہا مطرزی نے کہ رزق وہ چیز ہے کہ نکالے اس کو ہر مہینے میں بیت المال سے اور عطا وہ ہے جو نکالے اس کو ہر سال اور احتمال ہے کہ عاملین کا عطف حاکم پر ہو یعنی اور رزق ان کا جو ان پر عامل ہوں یعنی مقدمات پر اور احتمال ہے کہ یہ جملہ بطور حکایت کے ہو مراد استدلال کرنا ہو اوپر جواز لینے رزق کے ساتھ آیت صدقات کے اور وہ لوگ بھی صدقات کے مستحقین سے ہیں واسطے عطف ان کے کہ فقراء اور مساکین پر بعد قول اللہ تعالیٰ کے انما الصدقات، الخ کہا طبری نے کہ مذہب جمہور کا یہ ہے کہ قاضی کو حکم پر اجرت لینی جائز ہے اس واسطے کہ وہ حکم کے

ساتھ مشغول ہونے کے سبب سے کسب نہیں کر سکتا لیکن سلف کے ایک گروہ نے اس کو مکروہ رکھا ہے اور باجود اس کے اس کو حرام نہیں کہا کہا ابوعلی کرابیسی نے کہ نہیں ڈر ہے واسطے قاضی کے یہ کہ لے روزی حکم پر نزدیک تمام اہل علم کے اصحاب سے اور جو ان کے بعد ہیں اور یہی قول ہے فقہاء شہروں کا کہ نہیں جانتا میں درمیان ان کے اختلاف اور نہیں جانتا میں کہ کسی نے اس کو حرام کہا ہو لیکن ایک قوم نے اس کو مکروہ جانا ہے اور وجہ کراہت کی یہ ہے کہ وہ دراصل ثواب کے واسطے ہے اور تا کہ نہ داخل ہو اس میں جو اس کا مستحق نہیں سو لوگوں کے مال کو حلال جانے اور بعض نے کہا کہ اگر رزق قضاء پر حلال کی جہت سے ہو تو جائز ہے بالا جماع اور اگر اس میں شبہ ہو تو اولیٰ ترک ہے اور حرام ہے جب کہ بیت المال میں غیر وجہ حلال سے مال جمع کیا جائے جیسے غصب وغیرہ اور اختلاف ہے جب کہ غالب حرام ہو اور بہر حال غیر بیت المال سے سو بیچ جواز لینے سے مدعی اور مدعا علیہ سے اختلاف ہے اور جس نے اس کو جائز رکھا ہے اس نے اس میں کئی شرطیں کی ہیں۔ (فتح)

وَكَانَ شُرَيْحٌ الْقَاضِي يَأْخُذُ عَلَى الْقَضَآءِ أَجْرًا

اور شریح قاضی قضاء پر اجرت لیتے تھے

فائدہ: شریح کوفے کے قاضی تھے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی طرف سے۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ يَأْكُلُ الْوَصِيُّ بِقَدْرِ عُمَالَتِهِ

اور کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ کھائے وصی بقدر کام اور محنت اپنی کے

فائدہ: کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ اگر یتیم کا والی محتاج ہو تو کھائے موافق دستور کے۔

وَأَكَلَ أَبُو بَكْرٍ وَّعُمَرُ

اور کھایا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے

فائدہ: یعنی بیت المال سے جب کہ خلیفہ ہوئے اور مسلمانوں کے کام میں مشغول ہوئے اپنے وجہ معاش سے۔

٦٦٣٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي السَّآئِبُ بْنُ يَزِيْدَ ابْنُ أُخْتِ نَمِرٍ أَنَّ حُوَيْطِبَ بْنَ عَبْدِ الْعُزّٰى أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ السَّعْدِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ فِيْ خِلَافَتِهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَلَمْ أُحَدَّثْ أَنَّكَ تَلِيَ مِنْ أَعْمَالِ النَّاسِ أَعْمَالًا فَإِذَا أُعْطِيْتَ الْعُمَالَةَ كَرِهْتَهَا فَقُلْتُ بَلٰى فَقَالَ عُمَرُ فَمَا تُرِيْدُ إِلٰى ذٰلِكَ

٦٦٣٠۔ حضرت عبداللہ بن سعدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس کی خلافت میں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ کیا مجھ کو خبر نہیں ہوئی کہ تو لوگوں کے کاموں پر حاکم ہوتا ہے سو جب تجھ کو کام کی اجرت دی جائے تو اس کو مکروہ جانتا ہے؟ میں نے کہا کیوں نہیں! تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا ارادہ ہے تیرا اس کی طرف یعنی کیا ہے نہایت قصد تیرا ساتھ اس رد کے؟ میں نے کہا کہ میرے پاس گھوڑے اور غلام ہیں اور میں خیر کے ساتھ ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ

قُلْتُ إِنَّ لِيْ أَفْرَاسًا وَأَعْبُدًا وَأَنَا بِخَيْرٍ وَأُرِيْدُ أَنْ تَكُوْنَ عُمَالَتِيْ صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ عُمَرُ لَا تَفْعَلْ فَإِنِّيْ كُنْتُ أَرَدْتُّ الَّذِيْ أَرَدْتَّ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِي الْعَطَآءَ فَأَقُوْلُ أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّيْ حَتّٰى أَعْطَانِيْ مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ فَمَا جَآءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَآئِلٍ فَخُذْهُ وَإِلَّا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ.

میری کارگزاری مسلمانوں پر صدقہ ہو، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یہ نہ کرنا سو بے شک میں ارادہ کرتا تھا جو تو ارادہ کرتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو مال دیتے تھے یعنی اس مال سے جس کو امام مصالح میں تقسیم کرتا ہے تو میں کہتا کہ جو مجھ سے زیادہ تر محتاج ہو اس کو دیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو لے اور جمع کر اور خیرات کر سو جو تیرے پاس اس مال سے آئے اس طرح پر کہ تو تاک لگانے والا اور مانگنے والا نہ ہو تو اس کو لے اور جو ایسا مال نہ ہو تو اس کے پیچھے اپنی جان کو مت ڈال۔

فائدہ: یہ جو فرمایا اس کو لے، الخ تو یہ امر ارشاد کے واسطے ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ مال کو لے کر خود خیرات کرنا افضل ہے ایثار سے اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ مالدار ہونے کے بعد صدقہ کرنے کی بڑی فضیلت ہے اس واسطے کہ نفسوں میں مال کی حرص غالب ہے اور یہ جو فرمایا نہ مانگنے والا تو کہا نووی رحمہ اللہ علیہ نے کہ اس میں نہی ہے سوال کرنے سے اور البتہ اتفاق کیا ہے علماء نے اس پر کہ بغیر ضرورت کے سوال کرنا حرام ہے اور جو کسب کرنے پر قادر ہو اس کو بھی سوال کرنا حرام ہے صحیح تر قول میں اور بعض نے کہا کہ مباح تین شرطوں سے اپنے آپ کو ذلیل نہ کرے اور لپٹ کر سوال نہ کرے اور مسئول کو ایذا نہ دے سو اگر ان میں سے ایک شرط موجود نہ ہو تو بالاتفاق حرام ہے اور یہ جو فرمایا کہ اپنی جان کو اس کے پیچھے نہ ڈال یعنی اگر تیرے پاس مال نہ آئے تو اس کو طلب نہ کر بلکہ اس کو چھوڑ دے اور نہیں مراد ہے کہ غیر کو اپنے اوپر مقدم کرنا منع ہے بلکہ اس کو لے کر خود اپنے ہاتھ سے خیرات کرنا زیادہ تر ہے ثواب میں اور اس حدیث میں بیان ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان کے زہد اور ایثار کا۔ (فتح)

وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِي الْعَطَآءَ فَأَقُوْلُ أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّيْ حَتّٰى أَعْطَانِيْ مَرَّةً مَالًا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ حضرت مجھ کو مال دیتے تھے، الخ باقی ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

فَقُلْتُ أَعْطِهِ مَنْ هُوَ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ فَمَا جَآءَ كَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَآئِلٍ فَخُذْهُ وَمَالَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ.

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اسی سبب سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دستور تھا کہ کسی سے کوئی چیز نہ مانگتے اور نہ پھیرتے وہ چیز جو ان کو دی جاتی اور یہ دلالت کرتا ہے اپنے عموم سے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نہیں پھیرتے تھے اس چیز کو جس میں شبہ ہو مگر جو معلوم ہو کہ محض حرام ہے تو پھیرتے تھے اور کہا طبری نے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دلیل واضح ہے اس پر کہ جو مشغول ہو ساتھ کسی چیز کے مسلمانوں کے کام سے تو اس کو اپنے اس کام کی اجرت لینا جائز ہے مانند حاکموں اور قاضیوں اور عاملوں صدقہ کے اور جو ان کی مانند ہیں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو اس کام کی اجرت دی اور ذکر کیا ہے ابن منذر نے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قضاء پر اجرت لیتے تھے اور حجت پکڑی ہے ابو عبید نے اس کے جائز ہونے میں ساتھ اس کے جو معین کیا ہے اللہ نے صدقہ کے عاملوں کے واسطے اور ٹھہرایا ہے ان کے واسطے اس میں سے حق پس فرمایا ﴿وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا﴾ واسطے قیام اور سعی ان کی کے بیچ اس کے اور کیا امر بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خذہ و تمولہ وجوب کے واسطے ہے یا ندب کے تیسرا قول یہ ہے کہ اگر عطیہ بادشاہ کی طرف سے ہو تو حرام ہے یا مکروہ یا مباح اور اگر اس کے غیر سے ہو تو مستحب ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے صحیح یہ ہے کہ اگر حرام غالب ہو تو حرام ہے اور اسی طرح اگر نہ ہو مستحق اس کا اور اگر حرام غالب نہ ہو اور لینے والا مستحق ہو تو مباح ہے اور بعض نے کہا کہ مستحب ہے بادشاہ کے انعام میں سوائے غیر اس کے اور کہا ابن منذر نے کہ حدیث ابن سعدی کی حجت ہے بیچ جواز روزی حاکموں اور قاضیوں کے تمام وجہوں سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لینا اجرت کا حکومت پر مکروہ ہے ساتھ استغناء کے اگرچہ مال پاک ہے اور اس حدیث میں جواز صدقہ کا ہے قبض کرنے سے پہلے جب کہ صدقہ کرنے والے کے واسطے واجب ہو لیکن قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لے اور صدقہ کر دلالت کرتا ہے صدقہ کرنا تو قبض کرنے کے بعد ہوتا ہے اور وہی صدقہ افضل ہے اس واسطے کہ جو مال کہ ہاتھ میں ہو اس کی زیادہ حرص ہوتی ہے اس چیز سے کہ اس کے ہاتھ میں نہ ہو اور کہا بعض صوفیوں نے کہ اگر بغیر سوال کے مال ملے اور اس کو قبول نہ کرے تو اس کو عقاب ہوتا ہے ساتھ محروم رہنے کے عطا سے کہا قرطبی نے مفہم میں کہ اس حدیث میں مذمت ہے جھانکنے کی طرف اس چیز کی کہ مالداروں کے پاس ہے اور تاک لگانا طرف اس کی اور لینا ان سے اور یہ حالت مذموم ہے دلالت کرتی ہے اوپر شدت رغبت کرنے کے دنیا میں اور جھکنے کے طرف کشادہ ہونے اس کے کی سو منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لینے

سے اس صورت مذمومہ میں واسطے قمع کرنے نفس کے اور مخالفت کرنے اس کی خواہش کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَضٰی وَلَاعَنَ فِي الْمَسْجِدِ

جو حکم کرے اور لعان کرے مسجد میں

فائدہ: اور لعان کرے یعنی حکم کرے ساتھ واقع کرنے لعان کے درمیان بیوی اور خاوند کے پس وہ مجاز ہے اور نہیں شرط ہے ان کو خود تلقین کرنا۔ (فتح)

وَلَاعَنَ عُمَرُ عِنْدَ مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور لعان کیا یعنی حکم کیا ساتھ لعان کرنے کے عمر رضی اللہ عنہ نے پاس منبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

فائدہ: اور یہ بڑا تمسک ہے اوپر جائز ہونے لعان کے مسجد میں اور خاص کیا ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منبر کو اس واسطے کہ ان کی رائے یہ تھی کہ منبر کے پاس قسم کھانے میں بڑی تشدید ہے اور اس سے لی جاتی ہے تغلیظ قسم میں ساتھ مکان کے اور قیاس کیا گیا ہے اس پر زمانہ اس واسطے کہ جس چیز کو قسم کھانے والا مشاہدہ کرے اس کے واسطے تاثیر ہے بیچ بچنے کے جھوٹ سے۔

وَقَضٰی شُرَيْحٌ وَالشَّعْبِيُّ وَيَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ فِي الْمَسْجِدِ وَقَضٰی مَرْوَانُ عَلٰی زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ بِالْيَمِيْنِ عِنْدَ الْمِنْبَرِ وَكَانَ الْحَسَنُ وَزُرَارَةُ بْنُ أَوْفٰی يَقْضِيَانِ فِي الرَّحَبَةِ خَارِجًا مِنَ الْمَسْجِدِ

اور حکم کیا مروان نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ پر ساتھ قسم کے نزدیک منبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حکم کیا شریح اور شعبی اور یحییٰ نے مسجد میں اور حسن اور زرارہ حکم کرتے تھے رحبہ میں خارج مسجد سے۔

فائدہ: رحبہ ایک مکان ہوتا ہے مسجد کے دروازے کے آگے مسجد سے جدا نہیں ہوتا مانند لان یا حجرے کی اور اس میں اختلاف ہے اور راجح یہ ہے کہ اس کو مسجد کا حکم ہے پس صحیح ہے اس میں اعتکاف اور جس چیز کے واسطے مسجد شرط ہے اور اگر رحبہ مسجد سے جدا ہو تو اس کے واسطے حکم مسجد کا نہیں ہے۔ (فتح)

٦٦٣١ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ شَهِدْتُ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً وَفُرِّقَ بَيْنَهُمَا.

۶۶۳۱۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں دو لعان کرنے والوں کے پاس موجود تھا اور میں پندرہ برس کا تھا دونوں کے درمیان تفریق کی گئی۔

٦٦٣٢ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰی حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَهْلٍ أَخِيْ بَنِيْ سَاعِدَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ

۶۶۳۲۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! بھلا بتلاؤ تو کہ اگر کوئی مرد اپنی عورت کے ساتھ کسی

جَآءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَا شَاهِدٌ.

غیر مرد کو حرام کاری کرتے ہوئے پائے تو کیا اس کو مار ڈالے؟ سو دونوں میں مسجد میں لعان کیا اور میں موجود تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لعان میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ ایک گروہ کہا کہ مسجد میں حکم کرنا اور مقدمات کا فیصلہ کرنا مستحب ہے کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ امر قدیمی ہے اس واسطے کہ ہر آدمی قاضی کی طرف پہنچ سکتا ہے ضعیف بھی اور عورت بھی اور اگر مکان میں ہو تو وہاں لوگ نہیں پہنچ سکتے اس واسطے کہ پردہ پوش ہونا ممکن ہے اور یہی قول ہے احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا اور مکروہ رکھا ہے اس کو بعض نے اس واسطے کہ کبھی ہوتا ہے حکم درمیان مسلمان اور مشرک کے پس داخل ہوگا مشرک مسجد میں اور مشرک کا مسجد میں داخل ہونا مکروہ ہے لیکن ہمیشہ سے سلف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں حکم کرتے رہے ہیں اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ بہتر میرے نزدیک یہ ہے کہ غیر مسجد میں قضاء کرے کہا ابن بطال نے اور حدیث سہل رضی اللہ عنہ کی حجت ہے واسطے جواز کے اگرچہ اولیٰ نگاہ رکھنا مسجد کا ہے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگلے لوگ مسجد کے رحبہ میں بیٹھتے تھے اور میں مستحب جانتا ہوں کہ مسجد کے رحبہ میں بیٹھے تاکہ پہنچے اس کی طرف یہودی اور نصرانی اور حائض اور ضعیف اور یہ قریب تر ہے طرف تواضع کی اور کہا ابن منیر نے کہ رحبہ کو مسجد کا حکم ہے مگر یہ کہ اس سے جدا ہو اور ظاہر یہ ہے کہ وہ مسجد سے جدا ہو اور ممکن ہے بیٹھنا قاضی کا اس رحبہ میں جو مسجد کے ساتھ متصل ہو اور مدعی اور مدعا علیہ اس سے باہر کھڑے ہوں اور شاید تابعی مذکور کی یہ رائے تھی کہ رحبہ کو مسجد کا حکم نہیں اگرچہ مسجد کے ساتھ متصل ہو اور شافعیہ کو اس میں اختلاف ہے لیکن ان کا اس پر اتفاق ہے کہ جو رحبہ میں نماز پڑھے اس کی نماز امام مسجد کے ساتھ صحیح ہے اور اگر قبلہ کی دیوار میں حجرہ ہو تو اس میں تنہا نماز پڑھنا صحیح ہے لیکن جو اس میں نماز پڑھے اس کی نماز امام مسجد کے ساتھ صحیح نہیں ہوتی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ حَكَمَ فِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى إِذَا أَتٰى عَلٰى حَدٍّ أَمَرَ أَنْ يُّخْرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَيُقَامَ.

جو حکم کرے مسجد میں یہاں تک کہ جب حد پر آئے اور حد لازم ہو تو حکم کرے کہ مسجد سے نکالا جائے پھر قائم کی جائے اس پر حد۔

فائدہ: گویا اشارہ کیا ہے ساتھ اس ترجمہ کے اس کی طرف جو خاص کرتا ہے جواز حکم فی المسجد کو ساتھ اس کے جب کہ نہ ہو وہاں کوئی چیز کہ ایذاء پائیں ساتھ اس کے جو مسجد میں ہوں یا واقع ہو ساتھ اس کے مسجد کے واسطے نقص مانند آلودہ ہونے کے۔ (فتح)

وَقَالَ عُمَرُ أَخْرِجَاهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوُهُ

اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ اس کو مسجد سے نکال دو اور ذکر کیا جاتا ہے علی رضی اللہ عنہ سے مانند اس کی

فائدہ: روایت ہے کہ ایک مرد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا حد میں تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کو مسجد سے باہر نکالو پھر اس کو حد مارو۔

٦٦٣٣۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَلَمَّا شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعًا قَالَ أَبِكَ جُنُونٌ قَالَ لَا قَالَ اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنْتُ فِيمَنْ رَجَمَهُ بِالْمُصَلّٰى رَوَاهُ يُونُسُ وَمَعْمَرٌ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجْمِ.

٦٦٣٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا اور کہا یا حضرت! بے شک میں نے زنا کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیرا سو جب اس نے گواہی دی اپنے نفس پر چار بار تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تجھ کو جنون ہے؟ اس نے کہا نہیں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو لے جاؤ اور پتھروں سے مار ڈالو، کہا ابن شہاب زہری رحمہ اللہ نے کہ خبر دی مجھ کو جس نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اس کو عید گاہ میں سنگسار کیا روایت کیا ہے اس کو معمر نے الخ، یعنی مخالفت کی ہے ان تینوں نے عقیل کی صحابی میں کہ اس نے اصل حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ٹھہرایا ہے اور ان تینوں نے تمام حدیث کو جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ اس کو لے جاؤ اور سنگسار کرو تو یہی ہے مراد ترجمہ میں لیکن یہ خدشہ سے سالم نہیں اس واسطے کہ سنگسار کرنا قدر زائد کا محتاج ہے جیسا کہ گڑھے کا کھودنا جو مسجد کے لائق نہیں لیکن اس کے ترک سے یہ لازم نہیں آتا کہ کوئی حد مسجد میں نہ قائم کی جائے اور شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور کوفے والوں کا یہ مذہب ہے کہ مسجد میں حد کا قائم کرنا منع ہے اور جائز رکھا ہے اس کو شعبی اور ابن ابی لیلیٰ نے اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ تھوڑے کوڑوں کا کوئی ڈر نہیں اور جب حدیں زیادہ ہوں تو چاہیے کہ مسجد سے باہر ہوں کہا ابن بطال نے کہ جو مسجد کو اس سے دور رکھتا ہے اس کا قول اولیٰ ہے اور ایک حدیث ضعیف میں ہے کہ مسجد میں حد کا قائم کرنا منع ہے اور کہا ابن منیر نے کہ جو قائل ہے کہ میت کو جنازے کے واسطے مسجد میں داخل کرنا مکروہ ہے اس ڈر سے کہ اس سے کوئی چیز نکلے تو اور اولیٰ ہے کہ کہے کہ نہ قائم کیا جائے حد کو مسجد میں اس واسطے کہ نہیں امن ہے اس سے کہ مجلود سے خون نکلے اور لائق ہے کہ قتل بطریق اولیٰ منع ہو۔ (فتح)

بَابُ مَوْعِظَةِ الْإِمَامِ لِلْخُصُومِ

نصیحت کرنا امام کا مدعی اور مدعا علیہ کو

٦٦٣٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُوْنَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَقْضِيْ عَلٰى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيْهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْهُ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ.

٦٦٣٤۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بھی آدمی ہوں اور البتہ تم جھگڑا فیصل کروانے آتے ہو میرے پاس اور شاید کہ تم لوگوں میں سے بعض آدمی ہوشیار اور خوش تقریر ہوتا ہے بعض سے سو میں فیصلہ کر دیتا ہوں جیسا کہ اس سے سنتا ہوں سو جس کو میں اس کے بھائی کے حق سے کچھ کاٹ کے دلا دوں تو وہ شخص نہ لے غیر کے حق کو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کو دوزخ کا ٹکڑا دیتا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور مطابقت اس کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔ (فتح)

بَابُ الشَّهَادَةِ تَكُوْنُ عِنْدَ الْحَاكِمِ فِيْ وِلَايَتِهِ الْقَضَاءَ أَوْ قَبْلَ ذٰلِكَ لِلْخَصْمِ

گواہی جب کہ ہو نزدیک حاکم کے بیچ والی ہونے اس کے قضاء کو یا اس سے پہلے مدعی یا مدعا علیہ کے واسطے

فائدہ: یعنی کیا حکم کرے اس کے واسطے اس کے خصم پر اپنے اس علم سے یا اس کے واسطے گواہی دے دوسرے حاکم کے نزدیک نہیں جزم کیا اس نے ساتھ حکم کے واسطے قوت خلاف کے مسئلے میں اگرچہ اس کے کلام کا آخر تقاضا کرتا ہے کہ اس کے نزدیک مختار یہ ہے کہ اس میں اپنے علم سے حکم نہ کرے۔ (فتح)

وَقَالَ شُرَيْحٌ الْقَاضِيْ وَسَأَلَهُ إِنْسَانٌ الشَّهَادَةَ فَقَالَ ائْتِ الْأَمِيْرَ حَتّٰى أَشْهَدَ لَكَ.

اور کہا شریح قاضی نے اور حالانکہ ایک آدمی نے اس سے گواہی طلب کی کہا کہ امیر کے پاس جا اور میں تیرے واسطے گواہی دوں گا۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ قَالَ عُمَرُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ لَوْ رَأَيْتَ رَجُلًا عَلٰى حَدٍّ زِنًا أَوْ سَرِقَةٍ وَأَنْتَ أَمِيْرٌ فَقَالَ شَهَادَتُكَ شَهَادَةُ رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ عُمَرُ لَوْلَا أَنْ يَّقُوْلَ النَّاسُ زَادَ عُمَرُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَتَبْتُ آيَةَ الرَّجْمِ بِيَدِيْ وَأَقَرَّ مَاعِزٌ عِنْدَ النَّبِيِّ

اور کہا عکرمہ رحمہ اللہ نے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر تو کسی مرد کو حد پر دیکھے زنا ہو یا چوری اور حالانکہ تو سردار ہو تو کہا کہ تیری گواہی ایک مرد مسلمان کے برابر ہے اس نے کہا تو سچا ہے اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ اگر اس کا خوف نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے قرآن میں زیادہ کیا تو میں اپنے ہاتھ سے رجم کی آیت لکھتا اور اقرار کیا ماعز رضی اللہ عنہ نے ساتھ زنا کے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالزِّنَا أَرْبَعًا فَأَمَرَ بِرَجْمِهٖ وَلَمْ يُذْكَرْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْهَدَ مَنْ حَضَرَهٗ وَقَالَ حَمَّادٌ إِذَا أَقَرَّ مَرَّةً عِنْدَ الْحَاكِمِ رُجِمَ وَقَالَ الْحَكَمُ أَرْبَعًا.

حضرت ﷺ کے پاس چار بار تو حضرت ﷺ نے حکم کیا اس کے سنگسار کرنے کا اور نہیں ذکر کیا گیا کہ حضرت ﷺ نے حاضرین کو گواہ کیا ہو اور کہا حماد نے کہ جب اقرار کرے ایک بار پاس حاکم کے تو سنگسار کیا جائے اور کہا حکم نے چار بار اقرار کرے یعنی نہ سنگسار کیا جائے یہاں تک کہ چار بار اقرار کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور شہادت لی ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ قول عبدالرحمٰن کے جو اس سے پہلے ہے اور ساتھ قول عمر رضی اللہ عنہ کے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گواہی تھی رجم کی آیت میں کہ وہ قرآن سے ہے سو نہ لاحق کیا اس کو ساتھ نص قرآن اپنی شہادت سے تنہا اور اس کی علت یہ بیان کی کہ اگر اس کا خوف نہ ہوتا، الخ اور یہ اشارہ کیا اس طرف کہ یہ سد ذرائع کے واسطے ہے تا کہ نہ پائیں برے حاکم راہ طرف اس کی کہ دعویٰ کریں علم کا جس کے حق میں کسی چیز کا حکم کرنا چاہیں۔ (فتح)

٦٦٣٥۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ مُحَمَّدٍ مَوْلٰى أَبِيْ قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ مَنْ لَّهٗ بَيِّنَةٌ عَلٰى قَتِيْلٍ قَتَلَهٗ فَلَهٗ سَلَبُهٗ فَقُمْتُ لِأَلْتَمِسَ بَيِّنَةً عَلٰى قَتِيْلِيْ فَلَمْ أَرَ أَحَدًا يَشْهَدُ لِيْ فَجَلَسْتُ ثُمَّ بَدَا لِيْ فَذَكَرْتُ أَمْرَهٗ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ جُلَسَائِهٖ سِلَاحُ هٰذَا الْقَتِيْلِ الَّذِيْ يَذْكُرُ عِنْدِيْ قَالَ فَأَرْضِهٖ مِنْهُ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ كَلَّا لَا يُعْطِهٖ أُصَيْبِغَ مِنْ قُرَيْشٍ وَيَدَعَ أَسَدًا مِّنْ أُسْدِ اللّٰهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قَالَ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدَّاهُ

٦٦٣٥۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ حنین کے دن فرمایا کہ جس کے واسطے گواہ ہوں کسی مقتول پر جس کو اس نے قتل کیا تو اس کے اسباب کا مالک مارنے والا ہے سو میں اٹھا کہ اپنے مقتول پر گواہ تلاش کروں سو نہ دیکھا میں نے کسی کو جو میری گواہی دے سو میں بیٹھا پھر میرے واسطے ظاہر ہوا تو میں نے اس کا حال حضرت ﷺ سے ذکر کیا تو ایک مرد نے حضرت ﷺ کو ہم نشینوں سے کہا کہ ہتھیار اس مقتول کے جو ذکر کرتا ہے میرے پاس ہیں سو اس کو میری طرف سے راضی کر دیجیے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہرگز نہیں اس کو مت دیجیے چھوٹی سے انگلی کو قریش سے اور چھوڑے تو شیر کو اللہ کے شیروں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لڑتا ہے کہا سو حضرت ﷺ نے معلوم کر لیا اور اس کا اسباب مجھ کو دیا تو میں نے اس سے باغ خریدا سو وہ اول مال تھا جس کو میں نے حاصل اور جمع کیا، کہا عبداللہ

إِلَيَّ فَاشْتَرَيْتُ مِنْهُ خِرَافًا فَكَانَ أَوَّلَ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ قَالَ لِيْ عَبْدُ اللهِ عَنِ اللَّيْثِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدَّاهُ إِلَيَّ وَقَالَ أَهْلُ الْحِجَازِ الْحَاكِمُ لَا يَقْضِيْ بِعِلْمِهٖ شَهِدَ بِذٰلِكَ فِيْ وِلَايَتِهٖ أَوْ قَبْلَهَا وَلَوْ أَقَرَّ خَصْمٌ عِنْدَهٗ لِآخَرَ بِحَقٍّ فِيْ مَجْلِسِ الْقَضَآءِ فَإِنَّهٗ لَا يَقْضِيْ عَلَيْهِ فِيْ قَوْلِ بَعْضِهِمْ حَتّٰى يَدْعُوَ بِشَاهِدَيْنِ فَيُحْضِرَهُمَا إِقْرَارَهٗ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِرَاقِ مَا سَمِعَ أَوْ رَآهُ فِيْ مَجْلِسِ الْقَضَآءِ قَضٰى بِهٖ وَمَا كَانَ فِيْ غَيْرِهٖ لَمْ يَقْضِ إِلَّا بِشَاهِدَيْنِ وَقَالَ آخَرُوْنَ مِنْهُمْ بَلْ يَقْضِيْ بِهٖ لِأَنَّهٗ مُؤْتَمَنٌ وَإِنَّمَا يُرَادُ مِنَ الشَّهَادَةِ مَعْرِفَةُ الْحَقِّ فَعِلْمُهٗ أَكْثَرُ مِنَ الشَّهَادَةِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَقْضِيْ بِعِلْمِهٖ فِي الْأَمْوَالِ وَلَا يَقْضِيْ فِيْ غَيْرِهَا وَقَالَ الْقَاسِمُ لَا يَنْبَغِيْ لِلْحَاكِمِ أَنْ يُمْضِيَ قَضَآءً بِعِلْمِهٖ دُوْنَ عِلْمِ غَيْرِهٖ مَعَ أَنَّ عِلْمَهٗ أَكْثَرُ مِنْ شَهَادَةِ غَيْرِهٖ وَلٰكِنَّ فِيْهِ تَعَرُّضًا لِتُهَمَةِ نَفْسِهٖ عِنْدَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِيْقَاعًا لَهُمْ فِي الظُّنُوْنِ وَقَدْ كَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظَّنَّ فَقَالَ إِنَّمَا هٰذِهٖ صَفِيَّةُ.

نے لیث سے سو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور اس کا اسباب مجھ کو دیا اور رد کیا بعض نے حجت مذکور کو سو کہا کہ ماعز رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کے پاس زنا کا اقرار کیا اور حضرت ﷺ نے اس کو رجم کیا تو نہیں ہے اس میں حجت واسطے حکم کرنے کے اپنے علم سے اس واسطے کہ یہ بات معلوم ہے کہ حضرت ﷺ تنہا نہیں ہوتے تھے بلکہ آپ کے پاس اصحاب بھی ہوتے تھے اور اسی طرح قصہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا اور کہا ابن منیر نے کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے قصے میں حجت نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے جو معلوم کیا تھا تو خصم سے اقرار سے معلوم کیا تھا پس حکم کیا اوپر اس کے پس یہ حجت ہے واسطے قضاء بالعلم کے اس چیز میں کہ واقع ہو مجلس کے حکم میں اور کہا حجاز والوں نے کہ حاکم نہ حکم کرے اپنے علم سے یعنی بلکہ ضروری ہے لینا دو گواہوں کا جیسا کہ شرع میں حکم ہے برابر ہے کہ گواہ ہوا ہو ساتھ اس کے اپنی حکومت میں یا اس سے پہلے اور اگر اقرار کیا اس کے پاس دوسرے خصم نے ساتھ حق کے حکم کے مجلس یعنی کچہری میں تو نہ حکم کیا جائے اس پر بعض کے قول میں یہاں تک کہ بلائے دو گواہ اور ان کو اس کے اقرار پر گواہ کرے اور کہا بعض اہل عراق نے کہ جو سنے یا دیکھے اس کو قضاء کی مجلس میں تو حکم کرے ساتھ اس کے اور جو اس کے غیر میں ہو تو نہ حکم کرے اس میں مگر دو گواہوں سے اور ان میں سے اور لوگوں نے کہا کہ بلکہ حکم کرے ساتھ اس کے اس واسطے کہ اس کے پاس امانت رکھی گئی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد گواہی سے معرفت حق کی ہے سو علم اس کا زیادہ ہے گواہی سے اور بعض نے کہا کہ حکم کرے اپنے علم سے مالوں میں اور نہ حکم کرے ان کے غیر میں اور کہا قاسم

نے کہ نہیں لائق ہے حاکم کو کہ حکم کرے اپنے علم سے سوائے علم
اپنے غیر کے باوجود اس کے کہ اس کا علم اکثر ہے غیر کی گواہی
سے لیکن اس میں تعرض کرنا ہے اپنے نفس کی تہمت کے واسطے
نزدیک مسلمانوں کے اور واقع کرنا ہے ان کو بدگمانی میں اور
البتہ حضرت ﷺ نے بدگمانی کو برا جانا ہے سو فرمایا یعنی دو
انصاری مردوں سے کہ یہ تو صفیہ رضی اللہ عنہا ہے میری بیوی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہ قضاء کرے اپنے علم سے برابر ہے کہ گواہ ہوا ہو ساتھ اس کے اپنی حکومت میں یا اس سے پہلے تو یہ قول مالک رحمہ اللہ کا ہے کہا کرابیسی نے نہ قضاء کرے قاضی اپنے علم سے واسطے وجود تہمت کے اس واسطے کہ نہیں امن ہے پرہیز گار پر یہ کہ راہ پائے طرف اس کی تہمت یعنی لوگ تہمت کریں کہ کسی لحاظ سے یا کسی لالچ سے حکم کیا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر میں کسی کو حد پر پاؤں تو اس پر حد نہ قائم کروں یہاں تک کہ میرے ساتھ کوئی دوسرا گواہ ہو اور جو جائز رکھتا ہے کہ قاضی اپنے علم سے مطلق حکم کرے اس پر لازم آتا ہے کہ اگر قصد کرے طرف مرد مستور کی جس سے کبھی گناہ معلوم نہ ہو یہ کہ اس کو سنگسار کرے اور دعویٰ کرے کہ اس نے اس کو زنا کرتے دیکھا اور یا اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق کرائے اور گمان کرے کہ اس نے اس کو طلاق دیتے سنا ہے تو اس کو سنگسار کرنا اور اس کی عورت کو اس سے جدا کرنا جائز ہو اور اگر یہ دروازہ کھولا جائے تو ہر قاضی جو چاہے گا کرے گا جو اس کا دشمن ہو گا اس کو قتل کرے گا یا کافر کہے گا وغیرہ وغیرہ اور اسی واسطے شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر بد حاکم نہ ہوتے تو میں کہتا کہ قاضی کو جائز ہے اپنے علم سے حکم کرے اور جب کہ اگلے زمانے کا یہ حال ہے تو پھر پچھلے زمانے کا کیا حال ہو گا پس متعین ہوا کہ جڑ سے اکھاڑا جائے مادہ اس بات کا کہ قاضی کو اپنے علم سے حکم کرنا جائز ہے ان پچھلے زمانوں میں اور کہا ابن تین نے کہ جو ذکر کیا گیا ہے عمر رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے یہ قول مالک رحمہ اللہ اور اس کے اکثر اصحاب کا ہے اور یہ جو کہا کہ بعض اہل عراق نے، الخ تو یہ قول ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے اور جو اس کے تابع ہے اور قول اس کا اور دوسرے لوگوں نے کہا، الخ یہ قول ابو یوسف رحمہ اللہ کا ہے اور جو اس کے تابع ہیں اور یہی قول ہے شافعی رحمہ اللہ کا اور قول اس کا وقال بعضھم ،الخ یعنی اہل عراق نے یہ قول ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ابو یوسف رحمہ اللہ کا ہے۔ (فتح)

٦٦٣٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَتْهُ صَفِيَّةُ بِنْتُ

٦٦٣٦۔ حضرت علی بن حسین سے روایت ہے کہ صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی ملاقات کو آئیں یعنی مسجد میں پھر جب پھریں تو حضرت ﷺ ان کے ساتھ چلتے تو دو انصاری مرد حضرت ﷺ پر گزرے تو حضرت ﷺ نے ان کو بلایا اور

حُيَيٍّ فَلَمَّا رَجَعَتْ انْطَلَقَ مَعَهَا فَمَرَّ بِهِ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَدَعَاهُمَا فَقَالَ إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ قَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنِ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ رَوَاهُ شُعَيْبٌ وَابْنُ مُسَافِرٍ وَابْنُ أَبِيْ عَتِيْقٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيٍّ يَعْنِي ابْنَ حُسَيْنٍ عَنْ صَفِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فرمایا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ صفیہ رضی اللہ عنہا ہے تو انہوں نے کہا سبحان اللہ آپ کی ذات میں بدگمانی کو کیا دخل ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شیطان آدمی کے بدن میں ایسا پھرتا ہے جیسا خون اور روایت کیا ہے اس کو شعیب نے الخ یعنی ان چاروں راویوں نے اس حدیث کو موصول کیا ہے اگر چہ پہلی سند کی صورت مرسل ہے۔

فائدہ: اور وجہ استدلال کی ساتھ حدیث صفیہ رضی اللہ عنہا کے اس کے واسطے جو منع کرتا ہے حکم کرنے کو ساتھ علم کے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے برا جانا کہ شیطان انصاریوں کے دل میں کچھ وسوسہ اور بدگمانی ڈالے سو رعایت نفی تہمت کی اپنے اوپر سے باوجود معصوم ہونے کے تقاضا کرتی ہے رعایت نفی تہمت کی اس شخص سے جو حضرت ﷺ کے سوائے ہے۔ (فتح)

بَابُ أَمْرِ الْوَالِيْ إِذَا وَجَّهَ أَمِيْرَيْنِ إِلٰى مَوْضِعٍ أَنْ يَّتَطَاوَعَا وَلَا يَتَعَاصَيَا

امر حاکم کا جب کہ بھیجے دو امیروں کو ایک جگہ کی طرف یہ کہ ایک دوسرے کی طرف موافقت کریں اور ایک دوسرے کی نافرمانی نہ کریں۔

٦٦٣٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبِيْ وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا فَقَالَ لَهُ أَبُوْ مُوْسٰى إِنَّهُ يُصْنَعُ بِأَرْضِنَا الْبِتْعُ فَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَقَالَ النَّضْرُ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَيَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَوَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٦٣٧ - حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے میرے باپ کو اور معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن میں حاکم بنا کر بھیجا سو فرمایا کہ لوگوں سے آسانی اور نرمی کرنا اور سخت نہ پکڑنا اور دلاسا دینا اور نہ بھڑکانا اور ایک دوسرے کی موافقت کرنا تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے عرض کیا کہ ہماری زمین میں شراب بنائی جاتی ہے جس کا نام بتع ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر نشہ والی چیز حرام ہے اور کہا نضر نے الخ یعنی اس کو موصول کیا ہے۔

فائدہ: قول حضرت ﷺ کا ایک دوسرے کی موافقت کرنا اور نہ اختلاف کرنا اس واسطے کہ یہ نوبت پہنچتا ہے طرف اختلاف اتباع کی پس نوبت پہنچائے گا طرف عداوت کی پھر لڑائی کی اور اختلاف کے وقت مرجع اختلاف کا کتاب اور سنت ہے کما قال تعالیٰ: ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ﴾ الآیۃ کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں رغبت دلانا ہے اتفاق پر اس واسطے کہ اس میں ثبوت محبت اور الفت کا ہے اور باہم مدد کرنے کا حق پر اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے نصب کرنا دو قاضیوں کا ایک شہر میں ایک ایک جانب اور ایک دوسری جانب میں اور حضرت ﷺ نے ہر ایک کو دونوں میں سے یمن کی ایک ایک جانب پر مقرر کیا تھا اور یہی معتمد قول ہے اور احتمال ہے کہ دونوں کو ہر حکم میں شریک کیا ہو اور یہ جو کہا کہ ایک دوسرے سے موافقت کرنا تو یہ محمول ہے اس صورت پر جس میں دونوں کے جمع ہونے کی حاجت پڑے اور اس حدیث میں امر ہے ساتھ آسانی کرنے کے امروں میں اور نرمی کرنے کے ساتھ رعیت کے اور ایمان کو ان کی طرف محبوب کرنا اور شدت نہ کرنا تا کہ ان کے دل نہ بھڑکیں خاص کر جو تازہ اسلام لایا ہو یا حد تکلیف کے قریب ہوا ہو لڑکوں سے تا کہ قرار پکڑے ایمان ان کے دل میں اور خوگیر ہوں اس پر اور اسی طرح آدمی اپنے نفس کو تعلیم کرے اور اس میں مشروع ہونا زیارت کا ہے اور اکرام زائر کا ہے اور افضلیت معاذ رضی اللہ عنہ کی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ پر فقہ میں۔ (فتح)

بَابُ إِجَابَةِ الْحَاكِمِ الدَّعْوَةَ

قبول کرنا حاکم کا دعوت کو

فائدہ: اصل اس میں عموم حدیث کا ہے اور وارد ہونا وعید کا ترک میں حضرت ﷺ کے قول سے من لم یجب الدعوۃ فقد عصی اللہ یعنی جو دعوت قبول نہ کرے اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی کہا علماء نے کہ نہ قبول کرے حاکم دعوت کسی خاص شخص کی سوائے غیر اس کے کے رعیت سے یعنی ایک کی دعوت قبول کرے اور دوسرے کی نہ کرے اس واسطے کہ اس میں دل شکنی ہے جس کی دعوت قبول نہ کرے مگر عذر ہو تو نہ قبول کرے جیسا مثلا کوئی برا کام دیکھے کہ نہ قبول کیا جائے حکم اس کا طرف دور کرنے اس کے کی۔ (فتح)

وَقَدْ أَجَابَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ عَبْدًا لِلْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ

اور البتہ قبول کی عثمان رضی اللہ عنہ نے دعوت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے غلام کی کہ اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی دعوت کی تھی

٦٦٣٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُكُّوا الْعَانِيَ وَأَجِيبُوا الدَّاعِيَ.

٦٦٣٨۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چھوڑاؤ قیدی کو اور دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرو۔

فائدہ: مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نہیں لائق ہے قاضی کو کہ دعوت قبول کرے مگر دعوت ولیمہ خاص پھر اگر چاہے تو

کھائے اور چاہے تو نہ کھائے اور نہ کھانا بہتر ہے ہمارے نزدیک اس واسطے کہ اس میں ستھرائی ہے مگر یہ کہ ہو اس کے واسطے جو اللہ کے لیے بھائی ہو یا قرابتی ہو۔ (فتح)

بَابُ هَدَايَا الْعُمَّالِ

عاملوں کے ہدیوں اور تحفوں کا بیان

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے کہ عاملوں کے تحفے غلول ہیں یعنی خیانت ہیں۔

٦٦٣٩۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيُّ قَالَ اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنْ بَنِي أَسْدٍ يُقَالُ لَهُ ابْنُ الْأُتَبِيَّةِ عَلٰى صَدَقَةٍ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا أُهْدِيَ لِيْ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ سُفْيَانُ أَيْضًا فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ الْعَامِلِ نَبْعَثُهُ فَيَأْتِيْ يَقُوْلُ هٰذَا لَكَ وَهٰذَا لِيْ فَهَلَّا جَلَسَ فِيْ بَيْتِ أَبِيْهِ وَأُمِّهِ فَيَنْظُرُ أَيُهْدٰى لَهُ أَمْ لَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يَأْتِيْ بِشَيْءٍ إِلَّا جَآءَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلٰى رَقَبَتِهٖ إِنْ كَانَ بَعِيْرًا لَهُ رُغَآءٌ أَوْ بَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ أَوْ شَاةً تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَأَيْنَا عُفْرَتَيْ إِبْطَيْهِ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ ثَلَاثًا قَالَ سُفْيَانُ قَصَّهُ عَلَيْنَا الزُّهْرِيُّ وَزَادَ هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعَ أُذُنَايَ وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنِيْ وَسَلُوْا زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَإِنَّهُ سَمِعَهُ مَعِيْ وَلَمْ يَقُلِ الزُّهْرِيُّ سَمِعَ أُذُنِيْ ﴿خُوَارٌ﴾ صَوْتٌ وَالْجُؤَارُ مِنْ ﴿تَجْأَرُوْنَ﴾

٦٦٣٩۔ حضرت عروہ سے روایت ہے کہا خبر دی ہم کو ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اسدی مرد تحصیل زکوٰۃ پر حاکم کیا جس کو ابن لتبیہ کہا جاتا تھا سو جب آیا تو کہنے لگا کہ یہ تمہارا امال ہے اور یہ مجھ کو تحفہ بھیجا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے نیز سفیان نے کہا کہ منبر پر چڑھے سو اللہ کی حمد اور ثنا بیان کی پھر فرمایا کیا حال ہے اس عامل کا کہ ہم اس کو بھیجتے ہیں سو وہ آتا ہے یعنی زکوٰۃ کا مال لے کر تو کہتا ہے کہ یہ مال تمہارا ہے اور یہ میرا سو کیوں نہ بیٹھا اپنے باپ یا اپنی ماں کے گھر میں سو دیکھتا کہ کیا اس کو تحفہ بھیجا جاتا ہے یا نہیں قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے نہ لائے گا کوئی چیز مگر کہ اس کے ساتھ قیامت کے دن آئے گا اس حال میں کہ اس کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوگا اگر اونٹ چرایا ہو گا تو اس کے واسطے آواز ہوگی یا گائے ہوگی تو اس کے واسطے آواز ہوگی یا بکری ہوگی تو اس کے واسطے آواز ہوگی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ ہم نے آپ کی دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھی خبردار ہو کیا میں نے اللہ کا پیغام پہنچایا یہ تین بار فرمایا کہا سفیان نے بیان کیا اس کو زہری نے اور زیادہ کیا ہے ابوحمید سے کہا کہ میرے دونوں کانوں نے سنا اور میری دونوں آنکھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور پوچھو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے اس کو میرے ساتھ سنا ہے اور نہیں کہا زہری نے سنا

كَصَوْتِ الْبَقَرَةِ.

میرے کان نے خوار کے معنی ہیں آواز اور جوار ساتھ جیم کے تجزون (کے باب) سے ہے جیسے گائے کی آواز۔

فائدہ: قول حضرت ﷺ کا نہیں لائے گا کوئی چیز یعنی جو اپنے واسطے خاص رکھی ہو اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں خیانت کرے گا اس میں کچھ اور یہ روایت مفسر ہے واسطے مراد کے اور یہ جو کہا کہ میں نے اللہ کا حکم پہنچایا یعنی واسطے بجا لانے حکم اللہ کے بلغ اور یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ قیامت کے دن واقع ہوگی کہ امتوں سے پوچھا جائے گا کہ ان کے پیغمبروں نے ان کو اللہ کا حکم پہنچایا نہیں اور یہ جو کہا میرے کانوں نے سنا یعنی میں اس کو یقیناً جانتا ہوں اس میں کچھ شک نہیں اور غلول کے معنی ہیں خیانت کرنا مال غنیمت میں پھر استعمال کیا گیا ہے ہر خیانت میں اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں مہم کاموں میں امام خطبہ پڑھے اور استعمال کرنا اما بعد کا خطبے میں اور مشروع ہونا محاسبہ امانت رکھے گئے کا اور منع کرنا عاملوں کا ہدیوں کے قبول کرنے سے ان لوگوں سے جن پر وہ حاکم ہو اور محل اس کا وہ ہے جب کہ امام نے اس کو اجازت نہ دی ہو جیسا کہ ترمذی کی حدیث میں ہے اور اگر امام اجازت دے تو جائز ہے اور جب یہ لیا جائے تو بیت المال میں ڈالا جائے اور نہ خاص ہو عامل مگر ساتھ اس چیز کے کہ امام اس کی اجازت دے اور احتمال ہے کہ بیت المال میں نہ ڈالا جائے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس سے ہدیہ نہ پھیروایا جو اس کو تحفہ دیا گیا تھا اور کہا ابن بطال نے کہ لاحق ہے ساتھ تحفہ عامل کے تحفہ قرض دار کا قرض خواہ کے واسطے لیکن اس کو جائز ہے کہ اس کو قرض میں شمار کرے اور اس میں باطل کرنا ہر طریق کا ہے کہ پہنچے ساتھ اس کے جو مال لیتا ہے طرف محابات ماخوذ منہ کی اور تنہا ہونے کی ساتھ چیز ماخوذ کے کہا ابن منیر نے کہ اگر پہلے سے تحفہ کی عادت ہو تو جائز ہے لیکن محل اس کا یہ ہے کہ عادت سے زیادہ نہ ہو اور اگر دیکھے کہ کسی نے تاویل میں خطا کی کہ ضرر کرے گی جو اس کو لے گا تو جائز ہے کہ اس کو لوگوں میں مشہور کرے اور اس کے ساتھ مغرور ہونے سے ڈرائے اور اس میں جائز ہونا توبیخ مخطی کا اور حاکم کرنا مفضول کا سرداری میں اور امامت میں اور امانت میں باوجود ہونے افضل کے اور اس میں گواہی طلب کرنا راوی اور ناقل کا ہے اس شخص کے قول سے جو اس کے موافق ہو تا کہ سامع کے دل میں خوب جمے۔ (فتح)

بَابُ اسْتِقْضَاءِ الْمَوَالِي وَاسْتِعْمَالِهِمْ

آزاد غلاموں کو قاضی اور حاکم بنانا یعنی شہروں کی حکومت پر لڑائی کے واسطے ہو یا خراج کے واسطے یا نماز کے واسطے۔

٦٦٤٠۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ نَافِعًا أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ قَالَ كَانَ سَالِمٌ مَوْلٰى أَبِي حُذَيْفَةَ

٦٦٤٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سالم ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا غلام آزاد پہلے مہاجرین کی اور حضرت ﷺ کے اصحاب کی مسجد قبا میں امامت کرتا تھا ان میں ابوبکر اور عمر اور ابوسلمہ اور زید اور عامر رضی اللہ عنہم بھی تھے۔

يَؤُمُّ الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ وَأَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسْجِدِ قُبَآءٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَبُو سَلَمَةَ وَزَيْدٌ وَعَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ.

فائدہ: اور یہ امامت کرنا اس کا حضرت ﷺ کی ہجرت کرنے سے پہلے تھا اور اس کا سبب یہ ہے کہ سالم رضی اللہ عنہ ان میں قرآن کا زیادہ تر قاری تھا اور اگر کوئی سوال کرے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تو حضرت ﷺ کے ساتھ ہجرت کی پھر ان کو ان لوگوں میں کیوں شمار کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کی ہجرت کرنے کے بعد بھی مسجا قبا میں سالم رضی اللہ عنہ بدستور امامت کرتا رہا ہو تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسجد قبا میں آتے تھے تو سالم رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور مناسبت حدیث کی واسطے ترجمہ کے سالم رضی اللہ عنہ کے مقدم کرنے کی جہت سے ہے نماز کی امامت میں اور حالانکہ وہ غلام آزاد ہے آزاد لوگوں پر جو مذکور ہوئے اور جو دین کے امر میں پسند ہو وہ دنیا کے کاموں میں بھی پسند ہوتا ہے پس جائز ہے کہ والی کیا جائے قضاء کا اور سرداری کا حرب پر اور تحصیل خراج پر اور بہرحال امام عظمیٰ یعنی خلافت اور بادشاہی سو وہ قریش کا حق ہے کما تقدم بیانہ پس اس کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ خلیفہ وقت قریش میں سے ہو اور داخل ہے اس باب میں جو مسلم نے روایت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن ابزی کو مکے والوں پر حاکم کیا کسی نے کہا کہ یہ غلام آزاد ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ قرآن کا قاری ہے فرائض کا عالم ہے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ چند قوموں کو اس قرآن کے ساتھ اونچا کرے گا اور بعض کو نیچا۔ (فتح)

بَابُ الْعُرَفَآءِ لِلنَّاسِ
لوگوں کے واسطے چوہدری بنانے کا بیان

فائدہ: عریف اس کو کہتے ہیں جو قائم ہو ساتھ کام ایک گروہ آدمیوں کے اور عریف اس کو اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ لوگوں کے حال کو پہنچانتا ہے۔

٦٦٤١ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَمِّهِ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِينَ أَذِنَ لَهُمُ الْمُسْلِمُونَ فِي عِتْقِ سَبْيِ هَوَازِنَ إِنِّي لَا

۶۶۴۱۔ حضرت مروان اور مسور سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جب کہ مسلمانوں نے قوم ہوازن کی لونڈیوں کے آزاد کرنے کی اجازت دی کہ میں نہیں جانتا کہ تم لوگوں سے کس نے اجازت دی اور کس نے نہیں دی سو پلٹ جاؤ یہاں تک کہ تمہارے چوہدری تمہارا حال ہم سے ظاہر کریں سو لوگ پھرے اور ان کے چوہدریوں نے ان سے کلام کیا پھر وہ حضرت ﷺ کی طرف پھرے تو انہوں نے خبر

أَدْرِیْ مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ مِمَّنْ لَّمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتّٰى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَآؤُكُمْ أَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَآؤُهُمْ فَرَجَعُوْا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوْهُ أَنَّ النَّاسَ قَدْ طَيَّبُوْا وَأَذِنُوْا.

دی کہ بے شک لوگ راضی ہوئے لونڈیوں کے پھیر دینے پر اور اجازت دی۔

فائدہ: نسبت اجازت کی ان کی طرف حقیقی ہے لیکن اس کا سبب مختلف ہے بعض نے تو بلاعوض لونڈیوں کو چھوڑ دیا تھا اور بعض نے بشرط عوض اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشروع ہے قائم کرنا چوہدریوں کا اس واسطے کہ یہ ممکن نہیں کہ امام سب کاموں کو اپنے ہاتھ سے کرے سو اس کو حاجت ہے کہ قائم کرے اس کو جو اس کا مددگار ہوتا کہ کفایت کرے اس کو اس کام میں جس میں اس کو قائم کیا کہا ابن بطال نے اور امر اور نہی جب سب کی طرف متوجہ ہو تو واقع ہوتا ہے اس میں توکل بعض سے سو اکثر اوقات واقع ہوتی ہے اس میں تغلیط اور جب ہر قوم پر چوہدری قائم کیا تو نہ گنجائش ہو گی کسی کو مگر ساتھ اس کے کہ حکم کیا گیا ہے ساتھ اس کے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے جائز ہونا حکم کا ساتھ اقرار کے بغیر گواہ کرنے کے اس واسطے کہ چوہدریوں نے ہر فرد پر دو دو گواہ کو قائم نہیں کیا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لوگوں نے ان کے پاس اقرار کیا تھا اور حالانکہ وہ امام کے نائب تھے سو اسی کا یعنی اقرار کا اعتبار کیا گیا اور اس حدیث میں ہے کہ حاکم اپنے حکم کو خود دوسرے حاکم کے پاس لے جائے تو وہ اس کو جاری کرے جب کہ دونوں حاکم ہوں اور جو حدیث میں آیا ہے کہ چوہدری لوگ دوزخ میں ہوں گے تو یہ حدیث اگر ثابت ہو تو محمول ہے اس پر کہ غالب چوہدریوں میں ظلم اور ناانصاف کرنا ہے جو نوبت پہنچاتا ہے طرف واقع ہونے کی گناہ میں سو یہ حدیث چوہدری کے قائم کرنے کو منع نہیں کرتی اور کہا طیبی نے کہ یہ جو آیا ہے کہ چوہدری دوزخ میں ہوں گے تو یہ مشعر ہے کہ جو اس میں پڑے اور چوہدری بنے وہ گناہ میں واقع ہونے سے نڈر نہیں جو انجام کار عذاب کی طرف نوبت پہنچاتا ہے پس لائق ہے عاقل کو کہ اس سے ڈرتا رہے تاکہ نہ ڈوبے اس چیز میں کہ اس کو آگ کی طرف پہنچائے اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چوہدری مقرر کرنا حق ہے تو مراد ساتھ اس کے اصل قائم کرنا ان کا ہے اس واسطے کہ اس کو مصلحت چاہتی ہے کہ امیر کو امداد لینے کے واسطے اس کی حاجت ہوتی ہے اور کفایت کرنا ہے استدلال کے واسطے موجود ہونا ان کا حضرت ﷺ کے زمانے میں کما دل علیه حديث الباب۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ثَنَآءِ السُّلْطَانِ وَإِذَا خَرَجَ قَالَ غَيْرَ ذٰلِكَ

جو مکروہ ہے تعریف بادشاہ کی اس کے سامنے اور جب اس کے پاس سے نکلے تو اس کے خلاف کہے

فائدہ: یعنی اس کے سامنے اس کی تعریف کرے اور پیچھے توہین کرے اور مذمت یعنی یہ دغا بازی اور عہد شکنی ہے۔

٦٦٤٢۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أُنَاسٌ لِابْنِ عُمَرَ إِنَّا نَدْخُلُ عَلٰى سُلْطَانِنَا فَنَقُوْلُ لَهُمْ خِلَافَ مَا نَتَكَلَّمُ إِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ قَالَ كُنَّا نَعُدُّهَا نِفَاقًا.

۶۶۴۲۔ حضرت محمد سے روایت ہے کہ چند لوگوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ ہم اپنے بادشاہوں پر داخل ہوتے ہیں سو ہم ان کی تعریف کرتے ہیں بخلاف اس کے کہ ہم کلام کرتے ہیں جب کہ ان کے پاس سے نکلتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم اس کو نفاق شمار کرتے تھے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ہم اپنے سرداروں کے پاس بیٹھتے ہیں تو وہ کسی چیز میں کلام کرتے ہیں ہم جانتے ہیں کہ حق اس کا غیر ہے یعنی ہم اس کو خلاف حق جانتے ہیں سو ان کی تصدیق کرتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم اس کو نفاق گنتے تھے سو میں نہیں جانتا کہ تمہارے نزدیک کس طرح ہے روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے۔ (فتح)

٦٦٤٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ ذُو الْوَجْهَيْنِ الَّذِيْ يَأْتِيْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ.

۶۶۴۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب لوگوں میں بدتر دو منہ والا آدمی ہے آتا ہے ان لوگوں کے پاس ایک منہ سے اور ان لوگوں کے پاس دوسرے منہ سے یعنی چغل خور یا سامنے کچھ کہے اور پیچھے کچھ کہے۔

بَابُ الْقَضَآءِ عَلَى الْغَآئِبِ

باب ہے قضاء کرنے کا غائب پر یعنی مدعی حاضر ہو اور مدعا علیہ حاضر نہ ہو تو اس صورت میں مدعا علیہ پر یک طرفہ ڈگری کرنا جائز ہے یا نہیں؟

فائدہ: یعنی آدمیوں کے حقوق میں اور اللہ کے حقوق میں بالاتفاق جائز نہیں یہاں تک کہ اگر قائم ہوں گواہ اوپر غائب کے ساتھ چوری کے مثلاً تو حکم کیا جائے گا ساتھ مال کے سوائے ہاتھ کاٹنے کے کہا ابن بطال نے کہ جائز رکھا ہے مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور لیث رحمہ اللہ اور ابو عبید رحمہ اللہ اور ایک جماعت نے حکم کرنا غائب پر اور کہا ابن ماجشون نے کہ غائب پر حکم کرنے کا عمل مدینے میں مطلق ہے یہاں تک کہ اگر غائب ہو بعد اس کے کہ متوجہ ہو اس پر حکم تو حکم کیا جائے اوپر اس کے اور کہا ابن ابی لیلیٰ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہ غائب پر حکم کرنا مطلق جائز نہیں اور بہر حال جو گواہ قائم کرنے کے بعد بھاگ جائے یا روپوش ہو جائے تو قاضی تین بار لوگوں میں پکارے سو اگر آئے تو بہتر نہیں تو اس پر ڈگری کی جائے اور نیز جائز رکھا ہے اس کو ابن شبرمہ اور اوزاعی اور اسحاق نے اور یہ ایک راویت امام احمد کی ہے اور ثوری اور شعبی نے منع کیا ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا لیکن جس کے واسطے وکیل ہو اس پر حکم کرنا جائز ہے بعد دعویٰ کرنے کے اس کے وکیل پر اور جو منع کرتا ہے اس کی حجت یہ حدیث ہے کہ نہ حکم کر جب تک کہ تو دوسرے کا کلام نہ

سنے اور جواب یہ ہے کہ یہ غائب پر حکم کرنے کو منع نہیں کرتا اس واسطے کہ حجت اس کی جب آئے گا قائم ہے سنی جائے گی اور اس کی اپیل منظور ہے اس کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا اگرچہ پہلے حکم کے منسوخ کرنے تک نوبت پہنچے اور حدیث علی رضی اللہ عنہ کی مساوات خصمین میں محمول ہے حاضرین پر جب کہ سماع ممکن ہو اور اگر غائب ہو تو نہیں منع کرتا حکم کو جیسا کہ اغما اور جنون اور حجر اور صغر میں ہے اور البتہ عمل کیا ہے ساتھ اس کے حنفیہ نے شفعہ میں اور حکم کرنے میں اس شخص پر جس کے پاس غائب کا مال ہو کہ لیا جائے اس سے خرچ غائب کی بیوی کا۔ (فتح)

٦٦٤٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ هِنْدًا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ فَأَحْتَاجُ أَنْ آخُذَ مِنْ مَّالِهِ قَالَ خُذِيْ مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ.

۶۶۴۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ بے شک ابوسفیان رضی اللہ عنہ بخیل مرد ہے سو مجھ کو حاجت ہے کہ اس کے مال میں سے لوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے لیا کر جو تجھ کو اور تیری اولاد کو کفایت کرے دستور کے موافق۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النفقات میں گزری اور البتہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے شافعی رحمہ اللہ علیہ اور ایک جماعت نے واسطے جائز ہونے حکم کے غائب پر اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ شہر میں حاضر تھا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قُضِيَ لَهُ بِحَقِّ أَخِيهِ فَلَا يَأْخُذْهُ فَإِنَّ قَضَاءَ الْحَاكِمِ لَا يُحِلُّ حَرَامًا وَلَا يُحَرِّمُ حَلَالًا.

جس کے واسطے اس کے بھائی کے حق کا حکم کیا جائے تو وہ اس کو نہ لے اس واسطے کہ حکم حاکم کا نہیں حلال کرتا حرام کو اور نہ حرام کرتا ہے حلال کو۔

فائدہ: مراد بھائی سے خصم اس کا ہے اس واسطے کہ مسلمان اور ذمی اور معاہد اور مرتد اس حکم میں سب برابر ہیں اور احتمال ہے کہ تخصیص اخوت کی ساتھ ذکر کے ترغیب کے باب سے ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لفظ بھائی کا کہا واسطے رعایت لفظ حدیث کے۔ (فتح)

٦٦٤٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۶۶۴۵۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرے کے دروازے پر جھگڑا سنا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جھگڑنے والوں کی طرف نکلے سو فرمایا کہ میں تو بندہ ہوں اور میرے پاس مدعی اور مدعا علیہ آتے ہیں اور شاید کہ بعض آدمی بعض سے زیادہ گویا اور خوش تقریر ہوتا ہے سو میں گمان کرتا ہوں کہ وہ سچا ہے بظاہر اور حالانکہ وہ باطن میں جھوٹا ہے سو

وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَمِعَ خُصُومَةً بِبَابِ حُجْرَتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّهُ يَأْتِينِي الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَادِقٌ فَأَقْضِيَ لَهُ بِذٰلِكَ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِّنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ لِيَتْرُكْهَا.

میں اس کے واسطے اس کا فیصلہ کر دیتا ہوں سو جس کو میں دھوکے سے کسی مسلمان کا حق ولا دوں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ایک ٹکڑا ہے آگ کا سو چاہے اس کو لے چاہے چھوڑ دے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں بندہ ہوں یعنی شریک ہوں بندوں کو اصل خلقت میں اگر چہ افضل ہیں ان سے ساتھ ان فضیلتوں کے کہ خاص کیے گئے ساتھ اس کے اپنی ذات اور صفات میں اور حصر اس جگہ مجازی ہے اس واسطے کہ وہ خاص ہوتا ہے ساتھ علم باطن کے اور اس کا نام قصر قلب ہے اس واسطے کہ فرمایا ہے اس کو واسطے رد کرنے کے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ جو پیغمبر ہو وہ ہر غیب کو جانتا ہے یہاں تک کہ نہیں پوشیدہ رہتا ہے اس پر مظلوم اور یہ جو فرمایا کہ وہ آگ کا ٹکڑا ہے یعنی جو چیز کہ میں نے اس کو حسب ظاہر دی اگر باطن میں وہ اس کا مستحق نہ ہو تو وہ اس پر حرام ہے اور اس حدیث میں بہت فائدے ہیں گناہ اس کا جو جھوٹا جھگڑے یہاں تک کہ ظاہر میں کسی چیز کا مستحق ہو اور حالانکہ وہ باطن میں اس پر حرام ہو اور اس میں ہے کہ جو دعویٰ کرے کسی مال کا اور اس کے واسطے گواہ نہ ہوں اور مدعا علیہ قسم کھائے اور حکم کرے حاکم ساتھ پاک ہونے حالف کے تو وہ باطن میں بری نہیں ہوتا اور یہ کہ اگر مدعی قائم کرے گواہ اس کے بعد جو اس کے دعویٰ کے منافی ہوں تو ساعت کی جائے اور باطل ہو جائے گا حکم اور یہ کہ جو حیلہ کرے کسی چیز باطل کے واسطے کسی وجہ سے یہاں تک کہ ظاہر میں حق ہو جائے اور اس کے واسطے اس کے ساتھ حکم کیا جائے تو نہیں حلال ہوتا ہے اس کو لینا اس کا باطن میں اور نہیں دور ہوتا ہے اس سے گناہ ساتھ حکم کے اور اس حدیث میں ہے کہ مجتہد کبھی خطا کرتا ہے پس رد کیا جائے گا ساتھ اس کے اس پر جو گمان کرتا ہے کہ ہر مجتہد مصیب ہے اور یہ کہ جب مجتہد چوک جائے تو اس کو گناہ نہیں ہوتا بلکہ اس کو ثواب ملتا ہے اور اس حدیث میں ہے کہ حضرت اجتہاد سے حکم کرتے تھے جس چیز میں وحی نہ اتری ہوتی اور خلاف کیا ہے اس میں ایک قوم نے اور یہ صریح ہے ان کے رد میں اور اس حدیث میں ہے کہ کبھی حضرت ﷺ اجتہاد سے حکم کرتے تھے اور باطن میں امر اس کے برخلاف ہوتا تھا لیکن اگر ایسا واقعہ ہوا تو حضرت ﷺ اس پر برقرار نہیں رہے واسطے ثابت ہونے عصمت کے اور جو اس کو جائز رکھتا ہے اس کے دلائل سے ہے یہ حدیث کہ مجھ کو حکم ہوا لڑنے کا لوگوں سے یہاں تک کہ لا الہ الا اللہ کہیں، الخ سو جو زبان سے کلمہ شہادت پڑھے اس کے اسلام کے ساتھ حکم کیا جائے گا اگر چہ باطن میں اس کے برخلاف اعتقاد رکھتا ہے اور حکمت اس میں باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ کو ہر جھگڑے میں وحی سے اطلاع ہونا ممکن ہے یہ ہے کہ جب حضرت ﷺ شرع

بیان کرنے والے تھے تو حکم کرتے تھے ساتھ اس چیز کے کہ مشروع ہے واسطے مکلفین کے اور اعتماد کریں اس پر حاکم لوگ بعد آپ کے اسی واسطے فرمایا کہ میں تو بندہ ہوں یعنی حکم میں ساتھ مثل اس چیز کے کہ تکلیف دی گئی ان کو ساتھ اس کے اور اسی نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ وارد کرنے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیچ قصے زمعہ رضی اللہ عنہ کی لونڈی کے بیٹے کے کہ حضرت ﷺ نے حکم کیا ساتھ بیٹے کے واسطے عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ کے اور لاحق کیا اس کو ساتھ زمعہ کے پھر جب اس کی مشابہت عتبہ کے ساتھ دیکھی تو حکم کیا سودہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہ اس سے پردہ کرے واسطے احتیاط کے سو اشارہ کیا بخاری رحمہ اللہ نے اس طرف کہ حضرت ﷺ نے حکم کیا زمعہ کی لونڈی کے لڑکے کے حق میں ساتھ ظاہر کے اگرچہ وہ نفس الامر میں زمعہ کا نہ تھا اور نہیں نام رکھا جاتا اس کا خطا اجتہاد میں کہا طحاوی نے کہ ایک قوم کا یہ مذہب ہے کہ حکم ساتھ مالک کرنے مال کے یا دور کرنے ملک کے یا ثابت کرنے نکاح کے یا فرقت کے اور مانند اس کے کی اگر ہو باطن میں جیسے ظاہر میں ہے تو جاری ہوتا ہے جو اس نے حکم کیا اور اگر ہو باطن میں برخلاف اس چیز کے کہ تکیہ کیا ہے حاکم نے طرف اس کی گواہی سے یا غیر اس کے سے تو نہ ہوگا وہ حکم واجب کرنے والا تملیک کو اور نہ اڑانے کو اور نہ نکاح اور نہ طلاق کو اور نہ غیر اس کے کو اور یہ قول جمہور کا ہے اور ابو یوسف رحمہ اللہ بھی ان کے ساتھ ہے اور دوسرے لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ اگر حکم مال میں ہو اور ہو باطن میں برخلاف اس کے کہ تکیہ کیا ہے طرف اس کی حاکم نے ظاہر سے تو نہ ہوگا یہ موجب اس کے حلال ہونے کا واسطے محکوم لہ کے اور اگر نکاح اور طلاق ہیں تو وہ ظاہر باطن جاری ہوتا ہے اور حمل کیا ہے انہوں نے باب کی حدیث کو اپنے مورد پر اور وہ مال ہے یعنی مال میں حکم حاکم کا باطن میں جاری نہیں ہوتا اور اس کے سوائے اور چیز میں جاری ہو جاتا ہے پس حاکم کے حکم سے وہ چیز ظاہر باطن ہیں اس کے واسطے حلال ہو جاتی ہے اور حجت حدیث سے ظاہر ہے یعنی حدیث عام ہے شامل ہے اموال کو اور عقود کو اور فسوخ کو اور اسی واسطے کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ نہیں فرق ہے اس میں کہ دعویٰ کرے بیگانی عورت پر کہ وہ اس کی بیوی ہے اور اس پر جھوٹے گواہ قائم کرے اور درمیان اس کے کہ کسی آزاد مرد پر دعویٰ کرے کہ اس کا غلام ہے اور اس پر جھوٹے گواہ قائم کرے اور حالانکہ اس کو معلوم ہو کہ وہ آزاد ہے سو اگر حاکم اس کو اس کا غلام بنا دے تو اس کے واسطے بالا جماع حلال نہیں کہ اس کو اپنا غلام بنائے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ کہنا کہ حکم حاکم کا ظاہر اور باطن کو حلال کر دیتا ہے مخالف ہے اس حدیث صحیح کو اور اجماع کو جو اس کے قائل سے سابق ہے اور اس قاعدے کو جس پر سب کا اتفاق ہے اور قائل مذکور بھی ان کے موافق ہے کہ شرم گاہ اولیٰ ہے ساتھ احتیاط کے اموال سے اور حجت پکڑی ہے قائل مذکور نے ساتھ حدیث علی رضی اللہ عنہ کے شاهداك زوجاك اور اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس حدیث سے کہ حاکم نہ حکم کرے اپنے علم سے ساتھ دلیل حضرت ﷺ کے اس قول میں انما اقضی الخ اور اس میں رد ہے اس پر جو حکم کرتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہو اس کے دل میں بغیر

سند امر خارجی کے گواہ وغیرہ سے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ گواہ متصل قوی تر ہے گواہ منفصل سے اور وجہ رد کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ اس امر میں اعلیٰ ہیں سب سے مطلق اور باوجود اس کے حضرت ﷺ کی اس حدیث نے دلالت کی اس پر کہ وہ عام کاموں میں صرف ظاہر میں حکم کرتے ہیں سو اگر مدعا صحیح ہو تو حضرت ﷺ زیادہ تر لائق تھے ساتھ اس کے سو بے شک حضرت ﷺ نے معلوم کروایا کہ جاری کیا جائے احکام کو ظاہر پر اگرچہ ممکن تھا کہ اللہ آپ کو ہر مقدمے میں وحی کے ذریعہ سے اطلاع دے دے اور اس کا سبب یہ ہے کہ تشریع احکام کی واقع ہے حضرت ﷺ کے ہاتھ پر سو گویا کہ ارادہ کیا حضرت ﷺ نے تعلیم حکام کا جو آپ کے سوائے ہیں کہ اس پر اعتماد کریں ہاں اگر گواہی دیں گواہ مثلاً برخلاف اس کے کہ معلوم ہو حضرت ﷺ کو حس سے ساتھ مشاہدے کے یا یقین سے ساتھ سماع کے یا گمان راجح کے تو نہیں جائز ہے حضرت ﷺ کے واسطے کہ گواہوں کے موافق حکم کریں اور نقل کیا ہے اس پر بعض نے اتفاق اور نیز حدیث میں نصیحت کرنا امام کا ہے مدعی اور مدعا علیہ کو تا کہ اعتماد کریں حق پر اور عمل کرنا ساتھ نظر راجح کے اور بنا کرنا حکم کا اوپر اس کے اور یہ امر اجماعی ہے مفتی اور حاکم کے واسطے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٦٦٤٦۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلٰى أَخِيْهِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ مِنِّيْ فَاقْبِضْهُ إِلَيْكَ فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ فَقَالَ ابْنُ أَخِيْ قَدْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيْهِ فَقَامَ إِلَيْهِ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ أَخِيْ وَابْنُ وَلِيْدَةِ أَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَتَسَاوَقَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنُ أَخِيْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيْهِ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أَخِيْ وَابْنُ وَلِيْدَةِ أَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ ثُمَّ قَالَ

٦٦٤٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عتبہ نے اپنے بھائی کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا میرا ہے اور میرے نطفے سے سو اپنے قبضے میں کر لینا جب فتح مکہ کا سال ہوا تو اس کو سعد نے لیا اور کہا کہ میرے بھائی نے مجھ کو اس کے حق میں وصیت کی تھی تو عبد زمعہ کا بیٹا اس کی طرف اٹھا سو اس نے کہا کہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا اس کے بستر پر پیدا ہوا دونوں حضرت ﷺ کے پاس جھگڑتے گئے تو سعد نے کہا یا حضرت! میرے بھائی کا بیٹا ہے میرے بھائی نے مجھ کو اس کی وصیت کی تھی اور عبد بن زمعہ نے کہا کہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا اس کے بستر پر پیدا ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ تیرے واسطے ہے اے عبد بن زمعہ! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لڑکا فرش والے کا ہے اور زنا کرنے والا محروم ہے یعنی لڑکے کا مالک وہی ہے جس کے نیچے اس لڑکے کی ماں ہے خواہ نکاح سے ہو یا ملکیت سے پھر حضرت ﷺ نے سودہ رضی اللہ عنہا اپنی بیوی سے فرمایا کہ اس

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ احْتَجِبِيْ مِنْهُ لِمَا رَاٰى مِنْ شَبَهِهٖ بِعُتْبَةَ فَمَا رَآهَا حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى.

سے پردہ کر اس واسطے کہ اس کو عتبہ کے مشابہ دیکھا تو اس نے سودہ رضی اللہ عنہا کو نہ دیکھا یہاں تک کہ اللہ سے ملے۔

بَابُ الْحُكْمِ فِي الْبِئْرِ وَنَحْوِهَا

حکم کرنا بیچ کنویں کے اور مانند اس کی کے

٦٦٤٧۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ مَالًا وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ الْآيَةَ فَجَآءَ الْأَشْعَثُ وَعَبْدُ اللّٰهِ يُحَدِّثُهُمْ فَقَالَ فِيَّ نَزَلَتْ وَفِيْ رَجُلٍ خَاصَمْتُهُ فِيْ بِئْرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَكَ بَيِّنَةٌ قُلْتُ لَا قَالَ فَلْيَحْلِفْ قُلْتُ إِذًا يَحْلِفُ فَنَزَلَتْ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ﴾ الْآيَةَ.

٦٦٤٧۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں قسم کھاتا کوئی کسی چیز پر بند کی گئی پر کہ مال چھین لے اور حالانکہ وہ اس میں جھوٹا ہو مگر کہ ملے گا اللہ سے اور اللہ اس سے غضبناک ہوگا سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا سا مال دنیا لیتے ہیں آخر آیت تک سو اشعث اور عبداللہ ان سے حدیث بیان کرتے تھے تو اس نے کہا کہ یہ آیت میرے اور ایک مرد کے حق میں اتری میں نے اس سے کنویں میں جھگڑا کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس گواہ ہیں؟ میں نے کہا نہیں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو وہ قسم کھائے میں نے کہا اب وہ قسم کھائے گا سو یہ آیت اتری کہ بے شک جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا سا مال دنیا لیتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ایمان والنذور میں گزر چکی ہے اور یہ حدیث حجت ہے اس میں کہ حکم حاکم کا ظاہر میں نہیں حلال کرتا حرام کو اور نہیں مباح کرتا حرام کو اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ڈرایا اس شخص کے عذاب سے جو جھوٹی قسم کھا کر کسی کا مال چھین لے اور آیت مذکورہ سخت وعید ہے جو قرآن میں آئی ہے سو اس سے لیا جاتا ہے کہ جو حیلہ کرے اپنے بھائی پر اور وجہ باطل سے اس کے حق سے کچھ چیز لے تو وہ اس کے واسطے حلال نہیں واسطے سخت ہونے گناہ کے بیچ اس کے۔ (فتح)

بَابُ الْقَضَآءِ فِيْ قَلِيْلِ الْمَالِ وَكَثِيْرِهٖ سَوَآءٌ

حکم کرنا بیچ تھوڑے اور بہت مال کے برابر ہے

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ شاید خوف کیا بخاری رحمہ اللہ نے آفت تخصیص کے سے پہلے ترجمہ میں سو ترجمہ باندھا ساتھ اس کے کہ حکم کرنا عام ہے ہر چیز میں تھوڑی ہو یا بہت۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ الْقَضَآءُ فِيْ قَلِيْلِ الْمَالِ وَكَثِيْرِهٖ سَوَآءٌ

یعنی اور کہا ابن شبرمہ نے کہ حکم کرنا تھوڑے اور بہت مال میں برابر ہے

٦٦٤٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَبَةَ خِصَامٍ عِنْدَ بَابِهٖ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّهٗ يَأْتِيْنِيَ الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضًا أَنْ يَكُوْنَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ أَقْضِيْ لَهٗ بِذٰلِكَ وَأَحْسِبُ أَنَّهٗ صَادِقٌ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِّنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ لِيَدَعْهَا.

۶۶۴۸۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جھگڑے کی آواز سنی اپنے دروازے کے پاس سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان پر نکلے سو فرمایا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں بندہ ہوں اور میرے پاس مدعی اور اور مدعا علیہ آتے ہیں سو شاید کہ بعض بعض سے زیادہ خوش تقریر ہوتا ہے میں اس کا اس کے واسطے حکم کرتا ہوں اور میں گمان کرتا ہوں کہ وہ سچا ہے سو میں جس کو کسی مسلمان کا حق دے دوں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ آگ کا ٹکڑا ہے سو چاہے تو لے اور چاہے تو چھوڑ دے۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور اس میں ہے کہ جس کو میں کسی مسلمان کا حق دے دوں اور وہ عام ہے شامل ہے تھوڑے اور بہت مال کو اور شاید کہ اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس ترجمے کے طرف رد کرنے کے اس شخص پر جو قائم ہے کہ جائز ہے واسطے قاضی کے کہ نائب بنائے بعض کو جس کو چاہے کرے بعض امروں میں سوائے بعض کے بحسب قوت اس کی معرفت کے اور جاری ہونے اس کے کلمے کے بیچ اس کے اور یہ منقول ہے بعض مالکیوں سے یا اس پر جو قائم ہے کہ نہیں واجب ہے قسم مگر قدر معین میں مال سے اور نہیں واجب ہے حقیر چیز میں یا اس پر قاضیوں سے جو نہیں حکم کرتا حقیر چیز میں بلکہ جب اس کی طرف اس کا مقدمہ لے جائیں تو اس کو رد کر دے اور یہ ایک قسم ہے تکبر سے اور پہلا احتمال لائق تر ہے ساتھ مراد بخاری رحمہ اللہ کے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْإِمَامِ عَلَى النَّاسِ أَمْوَالَهُمْ وَضِيَاعَهُمْ

بیچنا امام کا لوگوں پر ان کے مال اور ضیاع کو

فائدہ: منسوب کیا بیع کو طرف امام کی تا کہ اشارہ کرے کہ یہ واقع ہوتا ہے بیوقوف کے مال میں یا غائب کے قرض ادا کرنے میں یا جو باز رہے یا سوائے اس کے تا کہ تحقیق ہو کہ جائز ہے امام کو تصرف کرنا بیچ عقود و مال کے فی الجملہ۔ (فتح)

وَقَدْ بَاعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُدَبَّرًا مِنْ نُعَيْمِ بْنِ النَّحَّامِ

اور البتہ حضرت ﷺ نے نعیم کے مدبر غلام کو بیچا

فائدہ: ذکر کیا ترجمہ میں ضیاع کو اور نہیں ذکر کیا حدیث میں مگر غلام کا بیچنا تو گویا کہ اشارہ کیا ہے اس نے طرف قیاس عقار کی حیوان پر۔

٦٦٤٩۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ أَعْتَقَ غُلَامًا لَّهُ عَنْ دُبُرٍ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَاعَهُ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ ثُمَّ أَرْسَلَ بِثَمَنِهِ إِلَيْهِ.

٦٦٤٩۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کو خبر پہنچی کہ ایک مرد نے آپ کے اصحاب سے غلام کو مدبر کیا ہے یعنی تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے کہ اس کے سوائے اس کے پاس کچھ مال نہ تھا تو حضرت ﷺ نے اس کو آٹھ سو درہم سے بیچا پھر اس کی قیمت اس کو بھیجی۔

فائدہ: کہا مہلب نے کہ امام لوگوں کے مال کو اس وقت بیچے جب کہ ان سے ان کے مال میں بے عقلی دیکھے اور بہر حال جو بے عقل نہ ہو اس کے مال سے کوئی چیز نہ بیچے مگر اس حق میں کہ اس پر ہو اور ادا کرنے سے باز رہے اور یہ ٹھیک ہے لیکن قصد مدبر کا اس پر رد کرتا ہے اور البتہ جواب دیا ہے اس سے کہ مدبر کے سوا اس کے پاس اور کوئی مال نہ تھا اور دیکھا کہ اس نے اپنا سب مال خرچ کر ڈالا اور تعرض کیا واسطے ہلاکت کے تو اس کے فعل کو توڑ ڈالا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ يَكْتَرِثْ بِطَعْنِ مَنْ لَّا يَعْلَمُ فِي الْأُمَرَآءِ حَدِيثًا

جو نہ التفات کرے اور نہ پرواہ کرے واسطے طعن اس شخص کے کہ نہ جانے امیروں میں

فائدہ: کہا مہلب نے کہ اس باب کے معنی یہ ہیں کہ طاعن جب نہ جانتا ہو حال مطعون علیہ کا سو اس پر عیب کرے جو اس میں نہیں تو نہ اعتبار کیا جائے اس طعن کا اور نہ عمل کیا جائے ساتھ اس کے اور قید کیا ہے اس کو ترجمہ میں ساتھ اس کے جو نہ جانتا ہو واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کی کہ جو علم سے طعن کرے اس کے ساتھ عمل کیا جائے اور اگر طعن کرے ساتھ امر محتمل کے تو ہوگا یہ راجع طرف رائے امام کے چاہے قبول کرے چاہے نہ کرے اور اسی پر اتارا گیا ہے فعل عمر رضی اللہ عنہ کا ساتھ سعد رضی اللہ عنہ کے یہاں تک کہ اس کو معزول کیا باوجود بری ہونے اس کے اس چیز سے کہ عیب کیا اس کو اہل کوفہ نے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے نہ معلوم کیا سعد رضی اللہ عنہ کے عیب سے جو حضرت ﷺ نے اُسامہ رضی اللہ عنہ سے معلوم کیا یعنی سو ہوا سبب اس کے معزول کرنے کا اور کہا ابن منیر نے کہ یقین کیا حضرت ﷺ نے ساتھ سلامتی عاقب کے اُسامہ رضی اللہ عنہ کی سرداری میں سو نہ التفات کیا طرف طعن طاعن کی اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے احتیاط کی راہ

اختیار کی واسطے نہ ہونے یقین کے۔ (فتح)

٦٦٥٠۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا وَّأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطُعِنَ فِيْ إِمَارَتِهٖ وَقَالَ إِنْ تَطْعَنُوْا فِيْ إِمَارَتِهٖ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ إِمَارَةِ أَبِيْهِ مِنْ قَبْلِهٖ وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْإِمْرَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهٗ.

٦٦٥٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کو اس پر سردار کیا سو طعن کیا گیا اس کی سرداری میں یعنی غلام آزاد ہے اس کو کیوں سردار کیا؟ اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم طعنہ دیتے ہو اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سرداری میں تو البتہ تم تو اس سے پہلے اس کے باپ یعنی زید رضی اللہ عنہ کی سرداری میں بھی طعنہ دیتے تھے اور قسم ہے اللہ کی زید رضی اللہ عنہ سرداری کے لائق تھا اور بے شک وہ سب لوگوں سے مجھ کو زیادہ تر پیارا تھا اور البتہ یہ اُسامہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد میرے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ تر پیارا ہے۔

فائدہ: اور تقدیر یہ ہے کہ اگر تم نے طعن کیا ہے اس کی سرداری میں تو تم اس سے گنہگار ہوئے اس واسطے کہ تمہارا طعن حق نہیں جیسا کہ تم اس کے باپ کی سرداری میں طعن کرتے تھے اور حالانکہ ظاہر ہوا کافی ہونا اور لائق ہونا اس کا واسطے سرداری کے اور یہ کہ وہ سرداری کا مستحق تھا اور تمہارے طعن کی کوئی دلیل نہ تھی اس واسطے نہیں اعتبار ہے تمہارے طعن کا اس کے بیٹے کی سرداری میں اور نہیں ہے کوئی پرواہ تمہارے طعن کی اور بعض نے کہا طعن اس واسطے کیا تھا کہ زید رضی اللہ عنہ غلام آزاد تھے۔ (فتح)

بَابُ الْأَلَدِّ الْخَصِمِ وَهُوَ الدَّآئِمُ فِي الْخُصُوْمَةِ ﴿لُدًّا﴾ عُوْجًا

باب ہے الالد الخصم کا اور اس کے معنی ہیں ہمیشہ جھگڑنے والا بڑا لڑاکا اور لدا کے معنی ہیں ٹیڑے یعنی اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا﴾

فائدہ: اور حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس کے معنی ہیں سخت جھگڑالو اور یہ تفسیر ہے ساتھ لازم کے اس واسطے کہ جو حق سے ٹیڑھا ہو گویا اس نے نہ سنا۔

٦٦٥١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِيْ مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ

٦٦٥١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب لوگوں میں سے زیادہ تر دشمن بڑا لڑاکا جھگڑالو ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْغَضُ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ.

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ ابغض سے مراد یہاں کافر ہے سو حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ تر دشمن کافر لوگ ہیں جو عناد رکھتے ہیں یا ابغض جھگڑالو مراد ہیں میں کہتا ہوں دوسرا احتمال معتمد ہے اور وہ عام تر ہے اس سے کہ کافر ہو یا مسلمان سو اگر کافر ہو تو صیغہ افعل التفضیل کا اس کے حق میں اپنی حقیقت پر ہے عموم میں اور اگر مسلمان ہو تو سبب بغض کا یہ ہے کہ بہت جھگڑنا نوبت پہنچاتا ہے غالبًا طرف اس چیز کی کہ اس سے اس کے صاحب کی مذمت کی جائے یا خاص ہوگا مسلمانوں کے حق میں ساتھ اس شخص کے جو جھگڑے باطل میں اور شاہد ہے اول کے واسطے یہ حدیث کہ کفایت کرتا ہے تجھ کو یہ گناہ کہ تو ہمیشہ جھگڑنے والا روایت کیا ہے اس کو طحاوی نے ساتھ سند ضعیف کے اور وارد ہوئی ہے ترغیب بیچ ترک کرنے جھگڑے کے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے کہ میں ضامن ہوں ایک گھر کا درمیان بہشت کے اس کے واسطے جو جھگڑا چھوڑ دے اگرچہ حق پر ہو۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا قَضَى الْحَاكِمُ بِجَوْرٍ أَوْ خِلَافِ أَهْلِ الْعِلْمِ فَهُوَ رَدٌّ

جب حاکم حکم کرے ساتھ ظلم کے یا خلاف اہل علم کے تو وہ رد ہے یعنی مردود ہے

٦٦٥٢ـ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدًا ح و حَدَّثَنِيْ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ إِلٰى بَنِيْ جَذِيْمَةَ فَلَمْ يُحْسِنُوْا أَنْ يَقُوْلُوْا أَسْلَمْنَا فَقَالُوْا صَبَأْنَا صَبَأْنَا فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ وَيَأْسِرُ وَدَفَعَ إِلٰى كُلِّ رَجُلٍ مِّنَّا أَسِيْرَهُ فَأَمَرَ كُلَّ رَجُلٍ مِّنَّا أَنْ يَقْتُلَ أَسِيْرَهُ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا أَقْتُلُ أَسِيْرِيْ وَلَا يَقْتُلُ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِيْ أَسِيْرَهُ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى

٦٦٥٢۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو قوم بنی جذیمہ کی طرف بھیجا سو وہ بخوبی یہ بات نہ کر سکے کہ ہم اسلام لائے سو انہوں نے یوں کہا کہ ہم بے دین ہوئے سو خالد رضی اللہ عنہ نے ان کا قتل کرنا اور قید کرنا شروع کیا اور ہر ایک مسلمان کو ایک قیدی دیا اور ہر ایک کو حکم دیا کہ اپنے قیدی کو قتل کرے تو میں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں تو اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور نہ کوئی میرا ساتھی اپنے قیدی کو قتل کرے پھر جب ہم پلٹے تو یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی! میں تیرے سامنے بیزاری ظاہر کرتا ہوں خالد رضی اللہ عنہ کے کام سے جو اس نے کیا یہ دو بار فرمایا یعنی میں اس میں شریک نہیں۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ مَرَّتَيْنِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ الٰہی! میں تیرے سامنے بیزاری ظاہر کرتا ہوں خالد رضی اللہ عنہ کے کام سے یعنی قتل کرنے خالد رضی اللہ عنہ کے سے ان لوگوں کو جنہوں نے کہا تھا کہ ہم بے دین ہوئے پہلے اس سے کہ ان کا مطلب بوجھے کہ اس کہنے سے ان کی کیا مراد تھی؟ اور اس میں اشارہ ہے طرف تصویب فعل ابن عمر رضی اللہ عنہما اور اس کے ساتھیوں کے کہ انہوں نے خالد رضی اللہ عنہ کی متابعت نہ کی ان کے قتل کرنے میں جن کے قتل کرنے کا اس نے حکم کیا کہا خطابی نے کہ حضرت ﷺ جو خالد رضی اللہ عنہ کے فعل سے بیزار ہوئے باوجود اس کے کہ اس کو اس پر سزا نہ دی اس واسطے کہ وہ مجتہد تھے تو اس میں حکمت یہ ہے کہ تا کہ پہچانا جائے کہ حضرت ﷺ نے خالد رضی اللہ عنہ کو اس کی اجازت نہیں دی تھی واسطے اس خوف کے کہ کوئی اعتقاد کرے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اجازت دی تھی اور تا کہ اور کوئی ایسا کام نہ کرے اور کہا ابن بطال نے کہ گناہ اگرچہ ساقط ہے مجتہد سے حکم میں جب کہ ظاہر ہو جائے کہ وہ برخلاف جماعت اہل علم کے ہے لیکن ضمان یعنی اس کا بدلہ لازم ہے واسطے مخطی کے نزدیک اکثر کے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ کیا یہ ضمان حاکم کے عاقلہ پر ہے یا بیت المال میں اور ظاہر یہ ہے کہ فعل سے بری ہونا نہیں مستلزم ہے اس کو کہ اس کا فاعل گنہگار ہو اور نہ یہ کہ اس کو چٹی لازم ہے اس واسطے کہ مخطی کا گناہ مرفوع ہے اگرچہ اس کا فعل خوب نہیں۔ (فتح)

بَابُ الْإِمَامِ يَأْتِيْ قَوْمًا فَيُصْلِحُ بَيْنَهُمْ

امام کسی قوم کے پاس آئے اور ان کے درمیان صلح کروائے

٦٦٥٣ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَازِمِ الْمَدَنِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ كَانَ قِتَالٌ بَيْنَ بَنِيْ عَمْرٍو فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَتَاهُمْ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَأَذَّنَ بِلَالٌ وَأَقَامَ وَأَمَرَ أَبَا بَكْرٍ فَتَقَدَّمَ وَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ فِي الصَّلَاةِ فَشَقَّ النَّاسَ حَتّٰى قَامَ خَلْفَ أَبِيْ

٦٦٥٣ـ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم بنی عمرو کے درمیان لڑائی ہوئی یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی سو حضرت ﷺ ظہر کی نماز پڑھ کے ان کے پاس گئے تا کہ ان کے درمیان صلح کروا دیں سو فرمایا کہ اے بلال! اگر نماز کا وقت آئے اور میں نہ آؤں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم کرنا کہ لوگوں کو نماز پڑھائے سو جب عصر کی نماز کا وقت ہوا تو بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور تکبیر کہی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ امام بنے پھر حضرت ﷺ تشریف لائے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں تھے سو حضرت ﷺ لوگوں کو چیر کر آگے بڑھے اگلی صف میں جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے

بَكْرٍ فَتَقَدَّمَ فِي الصَّفِّ الَّذِيْ يَلِيْهِ قَالَ وَصَفَّحَ الْقَوْمُ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ لَمْ يَلْتَفِتْ حَتّٰى يَفْرُغَ فَلَمَّا رَأَى التَّصْفِيْحَ لَا يُمْسَكُ عَلَيْهِ الْتَفَتَ فَرَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهٗ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ أَنِ امْضِهْ وَأَوْمَأَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَلَبِثَ أَبُوْ بَكْرٍ هُنَيَّةً يَحْمَدُ اللّٰهَ عَلٰى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَشَى الْقَهْقَرٰى فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ تَقَدَّمَ فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ قَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ إِذْ أَوْمَأْتُ إِلَيْكَ أَنْ لَّا تَكُوْنَ مَضَيْتَ قَالَ لَمْ يَكُنْ لِابْنِ أَبِيْ قُحَافَةَ أَنْ يَّؤُمَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لِلْقَوْمِ إِذَا رَابَكُمْ أَمْرٌ فَلْيُسَبِّحِ الرِّجَالُ وَلْيُصَفِّحِ النِّسَآءُ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَمْ يَقُلْ هٰذَا الْحَرْفَ غَيْرُ حَمَّادٍ يَا بِلَالُ مُرْ أَبَا بَكْرٍ.

متصل تھی یہاں تک کہ نیت کر کے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور لوگوں نے تالی بجائی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب نماز میں داخل ہوتے تو کسی کی طرف نہ دیکھتے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوتے پھر جب دیکھا کہ تالی اس پر بند نہیں ہوتی تو مڑ کر نظر کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پیچھے دیکھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اشارہ کیا کہ وہیں ٹھہرے رہو اور اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے اس طرح پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تھوڑی دیر اللہ کا شکر ادا کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو امامت کرنے کو فرمایا پھر پیچھے ہٹے بغیر اس کے کہ قبلے کی طرف منہ پھیریں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی پھر جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا اے ابوبکر! کس چیز نے تجھ کو منع کیا وہیں کھڑے رہنے سے جب کہ میں نے تجھ کو اشارہ کیا؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن قحافہ کے بیٹے کو یہ لائق نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے امام بنے اور لوگوں سے فرمایا کہ جب تم کو نماز میں کوئی ضرورت ظاہر ہو یعنی ایسی ضرورت جس میں امام کو خبردار کرنا پڑے تو چاہیے کہ مرد بلند آواز سے سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی بجائیں کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ نہیں کہا یہ صرف کسی نے سوائے حماد کے اے بلال! ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم کرنا۔

فائدہ: ابن ابی قحافہ کے بیٹے کو یہ لائق نہیں تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تواضع کی راہ سے اپنا نام نہ لیا کہا ابن منیر نے فقہ ترجمہ کی تنبیہ کرنا ہے اوپر جواز مباشرت حاکم کے صلح کو درمیان مدعی اور مدعا علیہ کے اور نہیں شمار کی جاتی ہے یہ تضحیف حکم میں اور یہ کہ جائز ہے جانا حاکم کو مدعی اور مدعا علیہ کی جگہ میں واسطے فیصل کرنے جھگڑنے کے درمیان ان کے یا واسطے بڑے ہونے جھگڑے کے اور یا اس واسطے تا کہ کھولیں اس چیز کو کہ نہیں معلوم ہو سکتی ہے مگر معائنہ سے اور نہیں شمار کی جاتی ہے یہ تخصیص اور نہ تمیز اور نہ ذلت۔ (فتح)

بَابُ يُسْتَحَبُّ لِلْكَاتِبِ أَنْ يَّكُوْنَ أَمِيْنًا

جو مستحب ہے کاتب کے واسطے کہ امین اور عاقل ہو یعنی

عَاقِلًا.

لکھنے والا الحکم کا اور اس کے غیر کا۔

٦٦٥٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ أَبُوْ ثَابِتٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ بَعَثَ إِلَيَّ أَبُوْ بَكْرٍ لِمَقْتَلِ أَهْلِ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهُ عُمَرُ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ إِنَّ عُمَرَ أَتَانِيْ فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّآءِ الْقُرْآنِ وَإِنِّيْ أَخْشٰى أَنْ يَّسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِقُرَّآءِ الْقُرْآنِ فِي الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا فَيَذْهَبَ قُرْآنٌ كَثِيْرٌ وَإِنِّيْ أَرٰى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ وَاللهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِيْ فِيْ ذٰلِكَ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِلَّذِيْ شَرَحَ لَهٗ صَدْرَ عُمَرَ وَرَأَيْتُ فِيْ ذٰلِكَ الَّذِيْ رَاٰى عُمَرُ قَالَ زَيْدٌ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ وَإِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا نَتَّهِمُكَ قَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ قَالَ زَيْدٌ فَوَاللهِ لَوْ كَلَّفَنِيْ نَقْلَ جَبَلٍ مِّنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ بِأَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا كَلَّفَنِيْ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ هُوَ وَاللهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ يَحُثُّ مُرَاجَعَتِيْ حَتّٰى شَرَحَ

۶۶۵۴۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بلا بھیجا وقت لڑائی اہل یمامہ کے اور ان کے پاس عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر میرے پاس آیا تو اس نے کہا کہ البتہ سخت ہوا قتل ہونا قرآن کے حافظوں کا یمامہ کی لڑائی کے دن یعنی اس میں بہت حافظ قرآن مارے گئے اور میں ڈرتا ہوں کہ سخت ہو قتل ہونا قرآن کے حافظوں کا سب لڑائیوں میں یعنی کہیں ایسا نہ ہو اور لڑائیوں میں بھی اسی طرح بہت حافظ قرآن مارے جائیں اور بہت قرآن جاتا رہے اور میری رائے یہ ہے کہ تو قرآن کو جمع کرنے کا حکم کرے میں نے کہا کہ کس طرح کروں میں وہ چیز جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کی تو کہا عمر رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ کی کہ قرآن کا جمع کرنا بہتر ہے سو ہمیشہ رہا عمر رضی اللہ عنہ تکرار کرتا مجھ سے بیچ اس کے یہاں تک کہ اللہ نے میرا سینہ کھولا جس کے واسطے عمر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھولا اور میں نے اس میں مناسب دیکھا جو عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہا زید رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ تو جوان مرد ہے عاقل ہے ہم تجھ کو تہمت نہیں کرتے کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے وحی کو لکھا کرتا تھا سو قرآن کو تلاش کر کے اور ڈھونڈھ کے جمع کر، کہا زید رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ کی اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مجھ کو پہاڑ کے اٹھانے کی تکلیف دیتے تو نہ ہوتا مجھ پر زیادہ تر بھاری اس چیز سے جس کی انہوں نے مجھ کو تکلیف دی قرآن کے جمع کرنے سے میں نے کہا تم کس طرح کرتے ہو وہ چیز جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کی؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی وہ بہتر ہے سو ہمیشہ رہے چاہتے مجھ سے تکرار کرنے کو یہاں تک کہ اللہ نے

اللّٰهُ صَدْرِیْ لِلَّذِیْ شَرَحَ اللّٰهُ لَهٗ صَدْرَ أَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَرَأَیْتُ فِیْ ذٰلِكَ الَّذِیْ رَأَیَا فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهٗ مِنَ الْعُسُبِ وَالرِّقَاعِ وَاللِّخَافِ وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ فَوَجَدْتُ فِیْ آخِرِ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ ﴿لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِکُمْ﴾ إِلٰی آخِرِهَا مَعَ خُزَیْمَةَ أَوْ أَبِیْ خُزَیْمَةَ فَأَلْحَقْتُهَا فِیْ سُوْرَتِهَا وَکَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِیْ بَکْرٍ حَیَاتَهٗ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَیَاتَهٗ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدِ اللّٰهِ اللِّخَافُ یَعْنِی الْخَزَفَ.

میرا سینہ کھولا جس کے واسطے اللہ نے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا سینہ کھولا تو میں نے اس میں دیکھا جو انہوں نے دیکھا سو میں نے تلاش کیا قرآن کو جمع کرتا تھا میں اس کو کھجور کی چھڑیوں سے اور کپڑے کے ٹکڑوں سے اور ٹھیکریوں سے اور مردوں کے سینوں سے سو پایا میں نے اخیر سورۂ توبہ کا ﴿لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ﴾ الخ پاس خزیمہ یا ابوخزیمہ رضی اللہ عنہ کے تو میں نے اس کو اس کی سورت میں ملایا سو وہ کاغذ جن میں قرآن لکھا گیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تھے ان کی زندگی میں یہاں تک کہ اللہ نے ان کی روح قبض کی پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس تھے ان کی زندگی میں یہاں تک کہ اللہ نے ان کی روح قبض کی پھر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے کہا محمد بن عبیداللہ نے لخاف کے معنی ٹھیکری ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں گزری اور غرض اس سے یہ قول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے زید رضی اللہ عنہ سے کہ تو جوان مرد ہے عاقل ہے ہم تجھ کو تہمت نہیں کرتے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بادشاہ اور قاضی کو رکھنا کاتب کا اور یہ کہ جس کو پہلے سے کسی کام کا علم ہو وہ لائق تر ہے ساتھ اس کے غیر اس کے سے جب کہ واقع ہو اور بیہقی میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ارقم کو کاتب رکھا وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بادشاہوں کی طرف خط لکھتا تھا سو اس کی امانت کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کا خط لکھا سنتے نہ تھے پھر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو کاتب بنایا اور اسی طرح ایک جماعت اصحاب کو۔ (فتح)

بَابُ کِتَابِ الْحَاکِمِ إِلٰی عُمَّالِهٖ وَالْقَاضِیْ إِلٰی أُمَنَآئِهٖ

خط لکھنا حاکم کا اپنے عاملوں کو اور قاضی کا امینوں کو

فائدہ: عامل کہتے ہیں اس کو جو مثلاً کسی شہر پر حاکم ہو اس کے خراج جمع کرنے کے واسطے یا تحصیل زکوۃ کے واسطے یا امامت نماز کے واسطے یا امیر ہو اس کے دشمن کے جہاد کرنے پر اور امین وہ لوگ ہیں جن کو قائم کرے بیچ ضبط کرنے امور لوگوں کے۔ (فتح)

٦٦٥٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِیْ لَیْلٰی ح حَدَّثَنَا

۶۶۵۵۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ دونوں خیبر کی طرف نکلے مشقت سے جو ان کو پہنچی سو

إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِيْ لَيْلَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِيْ حَثْمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ هُوَ وَرِجَالٌ مِّنْ كُبَرَآءِ قَوْمِهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ خَرَجَا إِلٰى خَيْبَرَ مِنْ جَهْدٍ أَصَابَهُمْ فَأُخْبِرَ مُحَيِّصَةُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ قُتِلَ وَطُرِحَ فِيْ فَقِيْرٍ أَوْ عَيْنٍ فَأَتٰى يَهُوْدَ فَقَالَ أَنْتُمْ وَاللّٰهِ قَتَلْتُمُوْهُ قَالُوْا مَا قَتَلْنَاهُ وَاللّٰهِ ثُمَّ أَقْبَلَ حَتّٰى قَدِمَ عَلٰى قَوْمِهِ فَذَكَرَ لَهُمْ وَأَقْبَلَ هُوَ وَأَخُوْهُ حُوَيِّصَةُ وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ فَذَهَبَ لِيَتَكَلَّمَ وَهُوَ الَّذِيْ كَانَ بِخَيْبَرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُحَيِّصَةَ كَبِّرْ كَبِّرْ يُرِيْدُ السِّنَّ فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِمَّا أَنْ يَّدُوْا صَاحِبَكُمْ وَإِمَّا أَنْ يُّؤْذِنُوْا بِحَرْبٍ فَكَتَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ بِهِ فَكُتِبَ مَا قَتَلْنَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَتَحْلِفُوْنَ وَتَسْتَحِقُّوْنَ دَمَ صَاحِبِكُمْ قَالُوْا لَا قَالَ أَفَتَحْلِفُ لَكُمْ يَهُوْدُ قَالُوْا لَيْسُوْا بِمُسْلِمِيْنَ فَوَدَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ مِائَةَ نَاقَةٍ حَتّٰى أُدْخِلَتِ الدَّارَ قَالَ سَهْلٌ فَرَكَضَتْنِيْ مِنْهَا نَاقَةٌ.

محیصہ کو خبر ہوئی کہ عبداللہ مارا گیا اور کاریز یا نہر میں ڈالا گیا سو وہ یہود کے پاس آیا اور کہا قسم ہے اللہ کی تم ہی نے اس کو قتل کیا ہے انہوں نے کہا قسم ہے اللہ کی ہم نے اس کو نہیں مارا پھر محیصہ متوجہ ہوا یہاں تک کہ اپنی قوم کے پاس آیا اور ان سے یہ ذکر کیا سو محیصہ اور اس کا بڑا بھائی حویصہ اور عبدالرحمٰن بن سہل حضرت ﷺ کے پاس آئے سو شروع ہوا کہ کلام کرے اور وہی خیبر میں تھا تو محیصہ سے کہا کہ اول بڑے کو بات کرنے دے اول بڑے کو بات کرنے دے یعنی جو عمر میں بڑا ہے سو کلام کیا حویصہ نے پھر کلام کیا محیصہ نے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یا تو تمہارے ساتھی کی دیت دیں اور یا لڑائی کے ساتھ خبردار ہو جائیں سو لکھا حضرت ﷺ نے خیبر والوں کو ساتھ اس کے یعنی ساتھ اس خبر کے جو آپ کی طرف منقول ہوئی تو ان کے کاتب نے لکھا کہ ہم نے اس کو نہیں مارا تو حضرت ﷺ نے حویصہ اور محیصہ اور عبدالرحمٰن سے فرمایا کہ کیا تم قسم کھاتے ہو اور اپنے ساتھی کے قصاص کے مستحق ہوتے ہو انہوں نے کہا کہ نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا پس تمہارے واسطے یہود قسم کھائیں انہوں نے کہا کہ وہ مسلمان نہیں ہیں ان کی قسم کا کچھ اعتبار نہیں سو حضرت ﷺ نے اپنے پاس سے اس کی دیت دی سو اونٹنی یہاں تک کہ گھر میں داخل کی گئیں سو ان میں سے ایک اونٹنی نے مجھ کو لات ماری۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح قسامت میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ قول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو لکھا اور کہا ابن منیر نے کہ نہیں ہے حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے اپنے نائب یا امین کی طرف لکھا بلکہ خود مدعیوں کو لکھا لیکن اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب کی طرف لکھنا جائز ہے اور لکھنا ان کے غیر کی طرف ثابت ہے بطریق اولیٰ۔ (فتح)

بَابٌ هَلْ يَجُوْزُ لِلْحَاكِمِ أَنْ يَّبْعَثَ رَجُلًا وَحْدَهُ لِلنَّظَرِ فِي الْأُمُوْرِ

کیا جائز ہے واسطے حاکم کے کہ بھیجے تنہا آدمی کو واسطے نظر کرنے کے امروں میں

٦٦٥٦۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ قَالَا جَآءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ صَدَقَ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ إِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَأَتِهٖ فَقَالُوْا لِيْ عَلٰى ابْنِكَ الرَّجْمُ فَفَدَيْتُ ابْنِيْ مِنْهُ بِمِائَةٍ مِّنَ الْغَنَمِ وَوَلِيْدَةٍ ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَقَالُوْا إِنَّمَا عَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ أَمَّا الْوَلِيْدَةُ وَالْغَنَمُ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ لِرَجُلٍ فَاغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا أُنَيْسٌ فَرَجَمَهَا.

٦٦٥٦۔ حضرت ابو ہریرہ اور زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت! حکم کرو ہمارے درمیان اللہ کی کتاب سے پھر مدعی اس کا کھڑا ہوا تو اس نے کہا کہ یہ سچ کہتا ہے کہ حکم کرو ہمارے درمیان اللہ کی کتاب سے تو اس گنوار نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا سو اس نے اس کی عورت سے زنا کیا تو لوگوں نے مجھ سے کہا کہ واجب ہے تیرے بیٹے پر سنگسار کرنا تو میں نے اپنے بیٹے کی طرف سے اس کا بدلہ سو بکری اور ایک لونڈی دی پھر میں اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ واجب تیرے بیٹے پر تو سو کوڑا اور سال بھر جلا وطن کرنا ہے پس فرمایا حضرت ﷺ نے البتہ حکم کرتا ہوں میں درمیان تمہارے اللہ کی کتاب سے بہرحال لونڈی اور بکریاں پس وہ رد ہیں تجھ پر اور تیرے بیٹے پر سو کوڑا اور جلا وطن کرنا ایک برس اور بہرحال تو اے انیس! ایک مرد سے کہا سو صبح کو اس کی عورت پر جانا اور اس کو سنگسار کرنا تو انیس رضی اللہ عنہ صبح کو اس پر گیا اور اس کو سنگسار کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ اے انیس! صبح کو اس عورت پر جانا اور اس میں اختلاف ہے کہ انیس رضی اللہ عنہ حاکم تھا یا خبر تلاش کرنے والا اور ترجمہ میں استفہام کیا واسطے اشارہ کرنے کے طرف خلاف محمد بن حسن کی کہ اس نے کہا کہ نہیں جائز ہے قاضی کو کہ کہے کہ میرے پاس فلانے نے

اقرار کیا اس طرح واسطے کسی چیز کے کہ حکم کیا جائے ساتھ اس کے اوپر اس کے مال سے یا عتق سے یا طلاق سے یہاں تک کہ اپنے ساتھ کسی غیر کو اس پر گواہ کر لے اور دعویٰ کیا ہے کہ حدیث باب کا حکم خاص ہے ساتھ حضرت ﷺ کے اور کہا اس نے کہ ہمیشہ قاضی کی مجلس میں دو گواہ عادل رہیں کہ دونوں سنتے رہیں جو اقرار کرے اور اس پر گواہ ہوں پس جاری ہو حکم ان کی گواہی سے کہا مہلب نے اور اس میں حجت ہے مالک رحمہ اللہ کے واسطے بیچ جواز نافذ کرنے حاکم کے ایک مرد کو عذروں میں اور یہ کہ رکھے ایک معتمد کو جو پوشیدہ طور سے گواہوں کا حال معلوم کرے جیسے کہ جائز ہے قبول کرنا خبر واحد کا نہ شہادت کا۔ (فتح)

بَابُ تَرْجَمَةِ الْحُكَّامِ وَهَلْ يَجُوْزُ تَرْجُمَانٌ وَاحِدٌ

جائز ہے ترجمہ کرنا کلام غیر کا حاکموں کے واسطے یا بالعکس اور کیا جائز ہے ایک ترجمان؟

فائدہ: ترجمان اس کو کہتے ہیں جو ایک زبان کا مطلب دوسری زبان میں کہے جیسے مثلاً عبرانی کا عربی زبان میں وبالعکس یہ اشارہ ہے طرف اختلاف کی اور حنفیہ کا قول یہ ہے کہ ایک ترجمان کافی ہے اور یہ ایک روایت ہے امام احمد رحمہ اللہ سے اور اختیار کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے اور ابن منذر اور ایک گروہ نے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ اگر حاکم مدعی اور مدعا علیہ کی زبان نہ پہچانتا ہو تو نہ قبول کیا جائے اس میں ایک ترجمان بلکہ ضروری ہے اس میں ہونا دو ترجمانوں کا جو عادل ہوں اس واسطے کہ وہ نقل کرتا ہے وہ چیز جو پوشیدہ ہے حاکم پر طرف اس کی اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ حکومت کے پس شرط ہے اس میں ہونا عادل کا مانند شہادت کی اور اس واسطے کہ اس نے خبر دی ہے حاکم کو جو نہیں سمجھتا تو ہوگا مانند نقل کرنے اقرار کے اس کی طرف غیر مجلس اس کی سے۔ (فتح)

وَقَالَ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يَتَعَلَّمَ كِتَابَ الْيَهُوْدِ حَتّٰى كَتَبْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُتُبَهُ وَأَقْرَأْتُهُ كُتُبَهُمْ إِذَا كَتَبُوْا إِلَيْهِ.

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو حکم کیا کہ یہودیوں کا خط لکھنا پڑھنا سیکھے یہاں تک کہ میں نے حضرت ﷺ کے خط لکھے یعنی یہود کی طرف اور ان کے خطوط حضرت ﷺ پر پڑھے جب کہ انہوں نے حضرت ﷺ کو لکھا۔

فائدہ: مدینے کے گرد یہودی بہت رہتے تھے حضرت ﷺ کی ان سے خط وکتابت اکثر رہتی تھی حضرت ﷺ یہودیوں کو بلا کر لکھاتے پڑھاتے تھے سو حضرت ﷺ کو خوف آیا کہ کہیں یہ لوگ عداوت کے سبب سے خط لکھنے پڑھنے میں تفاوت نہ کریں سو فرمایا کہ واللہ مجھ کو اپنے خط لکھانے پڑھانے میں یہودیوں پر اعتماد نہیں تب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم ان کا خط لکھنا پڑھنا سیکھ لو انہوں نے پندرہ دن میں سب سیکھ لیا پھر وہی لکھا پڑھا کرتے تھے اور یہودیوں کی زبان عبرانی تھی۔ (فتح)

وَقَالَ عُمَرُ وَعِنْدَهُ عَلِيٌّ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَعُثْمَانُ مَاذَا تَقُوْلُ هٰذِهٖ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حَاطِبٍ فَقُلْتُ تُخْبِرُكَ بِصَاحِبِهَا الَّذِيْ صَنَعَ بِهَا.

اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے اور ان کے پاس علی رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ تھے یہ عورت کیا کہتی ہے؟ کہا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے میں نے کہا کہ تجھ کو خبر دیتی ہے اپنے ساتھی سے جس نے اس کے ساتھ زنا کیا یعنی وہ عورت حاملہ تھی۔

وَقَالَ أَبُوْ جَمْرَةَ كُنْتُ أُتَرْجِمُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَا بُدَّ لِلْحَاكِمِ مِنْ مُتَرْجِمَيْنِ.

اور کہا ابو جمرہ نے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور اور لوگوں کے درمیان مترجم تھا کہا بعض لوگوں نے کہ ضروری ہے حاکم کے واسطے ہونا دو مترجموں کا۔

فائدہ: اور مراد ساتھ بعض ناس کے محمد بن حسن ہے کہ اس نے شرط کی ہے کہ ضروری ہے ترجمہ میں ہونا دو آدمیوں کا اس نے اس کو بجائے شہادت کے اتارا ہے اور مخالفت کی ہے اپنے ساتھیوں کوفے والوں کی اور موافق ہوا ہے اس کو شافعی رحمہ اللہ۔ (فتح)

٦٦٥٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِيْ رَكْبٍ مِّنْ قُرَيْشٍ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ قُلْ لَهُمْ إِنِّيْ سَائِلٌ هٰذَا فَإِنْ كَذَبَنِيْ فَكَذِّبُوْهُ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ فَقَالَ لِلتُّرْجُمَانِ قُلْ لَهٗ إِنْ كَانَ مَا تَقُوْلُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ.

٦٦٥٧۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہرقل نے اس کو بھیجا مع چند سواروں قریش کے پھر اپنے ترجمان سے کہا ان سے کہہ کہ میں اس سے پوچھتا ہوں سو اگر یہ جھوٹ بولے تو اس کو جھٹلا دینا پھر ذکر کی حدیث پھر اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے کہہ کہ اگر ہو سچ جو تو کہتا ہے تو اس کی سلطنت میرے قدموں کے نیچے تک پہنچے گی۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کئی بار گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ پھر اس نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے کہہ اور کہا ابن بطال نے کہ نہیں داخل کی بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ہرقل کی حجت اوپر جواز ترجمان مشترک کے اس واسطے کہ ہرقل کا ترجمان اپنی قوم کے دین پر تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ داخل کیا ہے اس کو تا کہ دلالت کرے اس پر کہ ترجمان جاری ہوتا تھا نزدیک امتوں کے بجائے خبر کے نہ بجائے شہادت کے کہا ابن منیر نے وجہ دلیل کی ہرقل کے قصے سے باوجود اس کے کہ نہیں حجت ہے فعل اس کا یہ ہے کہ مثل اس کی صواب ہے اس کی رائے

سے اس واسطے کہ اکثر جو اس قصے میں اس نے وارد کیا ہے صواب ہے موافق ہے واسطے حق کے پس جگہ دلیل کی تصویب عاملوں شریعت کی ہے اس کے واسطے اور امثال اس کی کے رائے اس کی سے اور خوب سمجھ اس کی سے اور مناسبت استدلال اس کی سے اگرچہ غالب ہوئی اس پر شقاوت اور تکملہ اس کا یہ ہے کہ کہا جائے کہ لیا جاتا ہے صحت استدلال اس کی سے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ پیغمبری کے کہ اس کو پیغمبروں کی شریعتوں پر اطلاع تھی سو محمول ہیں تصرفات اس کے اوپر موافق ہونے شریعت کے جس کے ساتھ اس کا تمسک تھا اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ ہے کہ سند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے اور وہ اماموں سے ہے جن کی پیروی کی جاتی ہے اوپر اس کے اور اسی واسطے حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ کفایت کرنے اس کے ابو جمرہ کے ترجمہ سے سو دونوں اثر راجع ہیں طرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک اس کے تصرف سے اور ایک اس کی تقریر سے اور جب جوڑا جائے ساتھ اس کے فعل عمر کا اور جو ان کے ساتھ ہیں اصحاب سے اور نہیں منقول ہے ان کے غیر سے خلاف اس کا تو قوی ہوگی حجت کہا ابن بطال نے کہ جائز رکھا ہے اکثر نے ترجمہ ایک کا اور کہا محمد بن حسن نے کہ ضروری ہے ہونا دو آدمیوں کا اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ مانند گواہ کی ہے اور حجت اکثر کی ترجمہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ہے تنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اور ترجمہ ابو جمرہ کا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطے اور ترجمان کو اس کی حاجت نہیں کہ کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں بلکہ کفایت کرتا ہے محض خبر دینا اور ہو تفسیر ہے مترجم عنہ کی کلام کی اور نقل کیا ہے قرابیسی نے مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کفایت کرنا ساتھ ایک مترجم کے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے دو کی روایت ہے اور حاصل یہ ہے کہ اگر ترجمہ بطریق اخبار کے ہو تو اس میں ایک مترجم کفایت کرتا ہے اور اگر بطور شہادت کے ہو تو ضروری ہے اس میں ہونا دو آدمیوں کا۔ (فتح)

بَابُ مُحَاسَبَةِ الْإِمَامِ عُمَّالَهُ

حساب کرنا امام کا اپنے عاملوں سے

٦٦٥٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ ابْنَ الْأُتَبِيَّةِ عَلٰى صَدَقَاتِ بَنِيْ سُلَيْمٍ فَلَمَّا جَآءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَاسَبَهُ قَالَ هٰذَا الَّذِيْ لَكُمْ وَهٰذِهٖ هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلَّا جَلَسْتَ

۶۶۵۸۔ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن لتبیہ کو قوم بنی سلیم کے صدقات کی تحصیل کرنے پر حاکم کیا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے اس سے حساب کیا یعنی جو اس نے قبض کیا اور خرچ کیا اس نے کہا کہ یہ مال تمہارا ہے اور یہ ہدیہ ہے جو مجھ کو تحفہ بھیجا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو کیوں نہ بیٹھا اپنے ماں باپ کے گھر میں تا کہ تیرا تحفہ تیرے پاس آتا اگر تو سچا ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے سو لوگوں پر خطبہ

فِیْ بَیْتِ أَبِیْكَ وَبَیْتِ أُمِّكَ حَتّٰی تَأْتِیَكَ هَدِیَّتُكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ النَّاسَ وَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّیْ أَسْتَعْمِلُ رِجَالًا مِنْكُمْ عَلٰی أُمُوْرٍ مِمَّا وَلَّانِیَ اللّٰهُ فَیَأْتِیْ أَحَدُكُمْ فَیَقُوْلُ هٰذَا لَكُمْ وَهٰذِهٖ هَدِیَّةٌ أُهْدِیَتْ لِیْ فَهَلَّا جَلَسَ فِیْ بَیْتِ أَبِیْهِ وَبَیْتِ أُمِّهٖ حَتّٰی تَأْتِیَهٗ هَدِیَّتُهٗ إِنْ كَانَ صَادِقًا فَوَاللّٰهِ لَا یَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مِنْهَا شَیْئًا قَالَ هِشَامٌ بِغَیْرِ حَقِّهٖ إِلَّا جَآءَ اللّٰهَ یَحْمِلُهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ أَلَا فَلَأَعْرِفَنَّ مَا جَآءَ اللّٰهَ رَجُلٌ بِبَعِیْرٍ لَهٗ رُغَآءٌ أَوْ بِبَقَرَةٍ لَهَا خُوَارٌ أَوْ شَاةٍ تَیْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰی رَأَیْتُ بَیَاضَ إِبْطَیْهِ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ.

پڑھا سو اللہ کی تعریف کی اور اس پر ثنا کہی پھر فرمایا کہ بہر حال بعد حمد اور صلوٰۃ کے بات تو یوں ہے کہ میں تم سے بعض مردوں کو بعض کاموں پر حاکم کرتا ہوں اس چیز سے کہ اللہ نے مجھ کو حاکم کیا ہے تو ان میں سے کوئی آتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ تمہارا مال ہے اور یہ ہدیہ ہے جو مجھ کو تحفہ بھیجا گیا سو کیوں نہ بیٹھا اپنے ماں باپ کے گھر میں تا کہ اس کا تحفہ اس کے پاس آتا اگر سچا ہے سو قسم ہے اللہ کی نہیں لے گا کوئی اس میں سے کچھ ناحق مگر کہ قیامت کے دن اللہ کے پاس آئے گا اس حال میں کہ اس کو اٹھائے ہو گا خبردار ہو سو میں نہیں پہچانتا کہ آئے کوئی مرد پاس اللہ کے ساتھ اونٹ کے اس کے واسطے آواز ہو یا ساتھ گائے کے کہ اس کے واسطے آواز ہو یا بکری کے کہ آواز کرتی ہو پھر حضرت ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے یہاں تک کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی خبردار ہو کیا میں نے اللہ کا حکم پہنچایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ بِطَانَةِ الْإِمَامِ وَأَهْلِ مَشُوْرَتِهٖ الْبِطَانَةُ الدُّخَلَاءُ

امام کا خاصہ رفیق اور مشورہ والا یعنی جس سے صلاح اور مشورہ لے کاموں میں اور بطانہ کے معنی ہیں دخیل

فائدہ: دخیل اس کو کہتے ہیں جو داخل ہو رئیس پر اس کی تنہائی کے مکان میں اور اس کو اپنا راز بتلا دے اور رعیت کے کام میں اس کے مشورے پر عمل کرے۔

٦٦٥٩ـ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَّبِیٍّ وَلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِیْفَةٍ إِلَّا كَانَتْ لَهٗ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَأْمُرُهٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَحُضُّهٗ

٦٦٥٩ـ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا اور نہ کوئی خلیفہ مقرر کیا مگر کہ اس کے دو خاصے رفیق ہوتے ہیں ایک رفیق تو اس کو نیک کام بتلاتا ہے اور اس پر رغبت دلاتا ہے اور دوسرا رفیق بد کام سکھلاتا ہے اور اس پر رغبت دلاتا ہے اور گناہ سے وہی معصوم ہے جس کو اللہ بچائے اور کہا

عَلَيْهِ وَبِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ فَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيٰى أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ بِهٰذَا وَعَنِ ابْنِ أَبِيْ عَتِيْقٍ وَمُوْسٰى عَنِ ابْنِ شِهَابٍ مِّثْلَهُ وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَوْلَهُ وَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ حُسَيْنٍ وَسَعِيْدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَوْلَهُ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ جَعْفَرٍ حَدَّثَنِيْ صَفْوَانُ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سلیمان نے یحییٰ سے خبر دی مجھ کو ابن شہاب نے الخ یعنی اختلاف کیا گیا ہے تابعی پر اس کے صحابی میں سو صفوان نے تو جزم کیا ہے کہ وہ ایوب کی روایت سے ہے اور بہر حال زہری سو اختلاف کیا گیا ہے اوپر اس کے کہ کیا وہ ابو سعید رضی اللہ عنہ ہے یا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔

فائدہ: مراد بطانہ سے احتمال ہے کہ فرشتہ اور شیطان ہو اور احتمال ہے کہ دو وزیر مراد ہوں اور احتمال ہے کہ نفس امارہ اور نفس لوامہ مراد ہو اس واسطے کہ ہر ایک کے واسطے دونوں میں سے قوت ملکی ہے اور قوت حیوانی اور حمل کرنا سب پر اولیٰ ہے مگر جائز ہے کہ نہ ہو بعض کے واسطے مگر بعض اور مشکل ہے یہ تقسیم بہ نسبت پیغمبر کے اس واسطے کہ پیغمبر تو معصوم ہیں نہیں متصور ہے کہ وہ برے رفیق کا کہا مانے اور جواب یہ ہے کہ باقی حدیث میں اشارہ ہے اس طرف کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے سلامت ہیں ساتھ قول اس کے **فالمعصوم من عصم اللّٰہ** اور گناہوں سے معصوم تو وہی ہے جس کو اللہ بچائے اور بد مشورہ دینے والے کے وجود سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کا مشورہ قبول کریں اور احتمال ہے کہ مراد بطانہ سے پیغمبر کے حق میں فرشتہ اور شیطان ہو اور اسی کی طرف اشارہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں کہ میرا شیطان میرے تابع ہو گیا ہے مجھ کو بد کام کا وسوسہ نہیں دیتا اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف قسم ثالث کی اور وہ یہ ہے کہ ہمیشہ نیک رفیق کے قول کو قبول کرتا ہے بد رفیق کے قول کو قبول نہیں کرتا اور یہ لائق ہے ساتھ پیغمبر کے اور کبھی رفیق بد کا قول قبول کرتا ہے نیک کا قول قبول نہیں کرتا اور یہ کبھی پایا جاتا ہے خاص کر کافر سے اور اگر دونوں کا قول برابر قبول کرے تو اس کا حدیث میں ذکر نہیں واسطے واضح ہونے حال کے اور اگر ایک سے قبول

غالب ہو تو وہ ملحق ہے ساتھ اس کے نیک ہو تو نیک اور بد ہو تو بد اور لائق ہے امام کو کہ کوئی آدمی مقرر کرے جو پوشیدہ طور سے لوگوں کا حال معلوم کرے لیکن ضروری ہے کہ ہو ثقہ ماموں عاقل دانا اور مراد اس حدیث میں ثابت کرنا سب امروں کا ہے اللہ تعالیٰ کے واسطے سو وہی بچاتا ہے جس کو چاہے۔ (فتح)

بَابٌ كَيْفَ يُبَايِعُ الْإِمَامُ النَّاسَ — کس طرح بیعت کرے امام لوگوں سے؟

فائدہ: مراد ساتھ کیفیت کے صیغے قولی ہیں نہ فعلی بدلیل اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے اس کو چھ حدیثوں سے اور وہ بیعت ہے سمع پر اور اطاعت پر اور ہجرت پر اور جہاد پر اور صبر پر اور نہ بھاگنے پر اگرچہ واقع ہو موت اور پر بیعت عورتوں کے اور اسلام پر اور یہ سب واقع ہوا ہے نزدیک بیعت کے درمیان ان کے بیچ اس کے ساتھ قول کے۔ (فتح)

٦٦٦٠۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَأَنْ لَّا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ وَأَنْ نَّقُومَ أَوْ نَقُولَ بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ.

٦٦٦٠۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی امام کی بات سننے اور فرمانبرداری کرنے پر خوشی ناخوشی میں اور یہ کہ ہم نہ جھگڑیں حاکموں سے حکومت میں اور یہ کہ ہم قائم رہیں یا کہیں حق جہاں کہیں ہوں نہ ڈریں اللہ کے حکم میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح فتن میں گزر چکی ہے۔

٦٦٦١۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ وَالْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ الْخَنْدَقَ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْآخِرَهْ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ فَأَجَابُوا نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدَا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدَا.

٦٦٦١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے سردی کی صبح میں اور مہاجرین اور انصار خندق کھودتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی! نہیں ہے کوئی بہتری مگر آخرت کی بہتری سو بخش دے انصار اور مہاجرین کو تو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیا ہم لوگوں نے بیعت کی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد پر جب تک ہم زندہ ہیں ہمیشہ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں گزر چکی ہے۔

٦٦٦٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُوْلُ لَنَا فِيْمَا اسْتَطَعْتُمْ.

٦٦٦٢۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرتے تھے سمع اور طاعت کرنے پر تو ہم سے فرماتے اس چیز میں جو ہو سکے۔

٦٦٦٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ شَهِدْتُ ابْنَ عُمَرَ حَيْثُ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلٰى عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ كَتَبَ إِنِّيْ أُقِرُّ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِعَبْدِ اللّٰهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ مَا اسْتَطَعْتُ وَإِنَّ بَنِيَّ قَدْ أَقَرُّوْا بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

٦٦٦٣۔ حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر تھا جس جگہ جمع ہوئے لوگ عبدالملک کی بیعت پر تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے لکھا کہ میں اقرار کرتا ہوں ساتھ بات سننے اور کہا ماننے کے عبداللہ عبدالملک امیر المومنین کے واسطے اوپر سنت اللہ کے اور سنت اس کے رسول کی کے اور البتہ اقرار کیا میری اولاد نے مثل اس کی۔

٦٦٦٤۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَلَقَّنَنِيْ فِيْمَا اسْتَطَعْتُ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

٦٦٦٤۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ بیعت کی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سمع اور طاعت پر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو تعلیم کیا جس میں تجھ سے ہو سکے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر۔

فائدہ: جس جگہ لوگ عبدالملک پر جمع ہوئے یعنی مروان کے بیٹے پر اور مراد اجتماع سے جمع ہونا کل کا ہے اور اس سے پہلے تفرقہ تھا اور اس سے پہلے زمین میں دو آدمی تھے جو خلافت کا دعویٰ کرتے تھے عبدالملک اور عبداللہ بن زبیر بہرحال ابن زبیر سو وہ تو مکے میں ٹھہرا اور بیت اللہ سے پناہ لی بعد مرنے معاویہ کے اور باز رہا یزید کی بیعت سے اور یزید نے کئی بار ابن زبیر کی طرف لشکر بھیجا اور عبداللہ بن زبیر نے یزید کی زندگی میں خلافت کا دعویٰ نہیں کیا تھا پھر یزید کے مرنے کے بعد ابن زبیر نے خلافت کا دعویٰ کیا سو بیعت کی اس کی یمن اور مصر اور عراق اور شام نے اور نہ پیچھے رہا اس کی بیعت سے مگر بنی امیہ اور جو ان کے موافق تھا سو بنی امیہ نے مروان کی بیعت کی خلافت پر پھر رفتہ رفتہ مروان سب شام پر غالب ہوا پھر مصر پر پھر مر گیا اور اس کا بیٹا عبدالملک اس کا جانشین ہوا اس نے حجاج کو لشکر دیکھے مکے میں بھیجا ابن زبیر کے مارنے کو سو حجاج نے مکے کا محاصرہ کیا یہاں تک کہ ابن زبیر مارا گیا اور منتظم ہوا سب

ملک عبدالملک کے واسطے سو اس وقت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کی بیعت کی اور یہی مطلب ہے اس کے قول کا کہ جب لوگ عبدالملک پر جمع ہوئے اور اختلاف کی مدت میں اس سے پہلے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نہ عبدالملک سے بیعت کی تھی نہ ابن زبیر سے جیسے پہلے نہ علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی تھی نہ معاویہ سے پھر جب معاویہ کی حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے صلح ہوئی تو بیعت کی معاویہ سے اور اس کے مرنے کے بعد یزید سے بیعت کی واسطے جمع ہونے لوگوں کے اوپر اس کے پھر یزید کے مرنے کے بعد بیعت سے باز رہے یہاں تک کہ عبداللہ بن زبیر قتل ہوا۔ (فتح)

٦٦٦٥۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ لَمَّا بَايَعَ النَّاسُ عَبْدَ الْمَلِكِ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنِّيْ أُقِرُّ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِعَبْدِ اللّٰهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ فِيْمَا اسْتَطَعْتُ وَإِنَّ بَنِيَّ قَدْ أَقَرُّوْا بِذٰلِكَ.

٦٦٦٥۔ حضرت عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب لوگوں نے عبدالملک سے بیعت کی تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو لکھا یہ خط ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عبداللہ عبدالملک امیر المؤمنین کی طرف بے شک میں اقرار کرتا ہوں ساتھ سمع اور طاعت کے عبداللہ عبدالملک امیر المؤمنین کے واسطے اللہ اور اس کے رسول کی سنت پر اس میں جو مجھ سے ہو سکے اور میری اولاد نے بھی اس کا اقرار کیا۔

٦٦٦٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ قُلْتُ لِسَلَمَةَ عَلٰى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ.

٦٦٦٦۔ حضرت یزید بن ابی عبید سے روایت ہے کہ میں نے سلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کس چیز پر تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی حدیبیہ کے دن؟ اس نے کہا کہ مرنے پر یعنی مرنے تک پیچھے نہ ہٹیں گے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزری۔

٦٦٦٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهٗ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهٗ أَنَّ الرَّهْطَ الَّذِيْنَ وَلَّاهُمْ عُمَرُ اجْتَمَعُوْا فَتَشَاوَرُوْا فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لَسْتُ بِالَّذِيْ أُنَافِسُكُمْ عَلٰى هٰذَا الْأَمْرِ وَلٰكِنَّكُمْ إِنْ

٦٦٦٧۔ حضرت مسور سے روایت ہے کہ جس جماعت کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے والی کیا یعنی ان کو معین کیا اور ٹھہرایا خلافت کو شوریٰ درمیان ان کے یعنی جس کو چاہیں اپنے میں سے مشورہ کر کے خلیفہ بنا دیں اور وہ چھ آدمی تھے علی اور عثمان اور زبیر اور طلحہ اور سعد اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم سو وہ جمع ہوئے اور انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ان چھ میں سے کون خلیفہ بنے سو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ نہیں ہوں میں کہ تنازع

شِئْتُمْ اخْتَرْتُ لَكُمْ مِنكُمْ فَجَعَلُوْا ذٰلِكَ إِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَلَمَّا وَلَّوْا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ أَمْرَهُمْ فَمَالَ النَّاسُ عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَتّٰى مَا أَرٰى أَحَدًا مِنَ النَّاسِ يَتْبَعُ أُولٰئِكَ الرَّهْطَ وَلَا يَطَأُ عَقِبَهُ وَمَالَ النَّاسُ عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُشَاوِرُوْنَهُ تِلْكَ اللَّيَالِيْ حَتّٰى إِذَا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الَّتِيْ أَصْبَحْنَا مِنْهَا فَبَايَعْنَا عُثْمَانَ قَالَ الْمِسْوَرُ طَرَقَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بَعْدَ هَجْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ فَضَرَبَ الْبَابَ حَتّٰى اسْتَيْقَظْتُ فَقَالَ أَرَاكَ نَائِمًا فَوَاللّٰهِ مَا اكْتَحَلْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ بِكَبِيْرِ نَوْمٍ انْطَلِقْ فَادْعُ الزُّبَيْرَ وَسَعْدًا فَدَعَوْتُهُمَا لَهُ فَشَاوَرَهُمَا ثُمَّ دَعَانِيْ فَقَالَ ادْعُ لِيْ عَلِيًّا فَدَعَوْتُهُ فَنَاجَاهُ حَتّٰى ابْهَارَّ اللَّيْلُ ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ مِّنْ عِنْدِهٖ وَهُوَ عَلٰى طَمَعٍ وَقَدْ كَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَخْشٰى مِنْ عَلِيٍّ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِيْ عُثْمَانَ فَدَعَوْتُهُ فَنَاجَاهُ حَتّٰى فَرَّقَ بَيْنَهُمَا الْمُؤَذِّنُ بِالصُّبْحِ فَلَمَّا صَلّٰى لِلنَّاسِ الصُّبْحَ وَاجْتَمَعَ أُولٰئِكَ الرَّهْطُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ فَأَرْسَلَ إِلٰى مَنْ كَانَ حَاضِرًا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَأَرْسَلَ إِلٰى أُمَرَاءِ الْأَجْنَادِ وَكَانُوْا وَافَوْا تِلْكَ الْحَجَّةَ مَعَ عُمَرَ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا تَشَهَّدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ يَا عَلِيُّ إِنِّيْ قَدْ نَظَرْتُ فِيْ أَمْرِ النَّاسِ فَلَمْ أَرَهُمْ يَعْدِلُوْنَ بِعُثْمَانَ فَلَا

کروں تم سے حکومت پر یعنی اس کے سبب سے یعنی اس واسطے کہ مجھ کو مستقل خلیفہ ہونے کی کچھ رغبت نہیں لیکن اگر تم چاہو تو میں تمہارے واسطے تم میں سے کسی کو اختیار کرتا ہوں تو پانچوں نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو اس کا اختیار دیا یعنی وہ جس کو ان چھ میں سے اختیار کریں وہی خلیفہ ہو سو جب انہوں نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو اپنے کام کا مختار کیا تو لوگوں نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی طرف قصد کیا یہاں تک کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس جماعت کی پیروی کرے اور نہ اس کے پیچھے چلے اور جھکے لوگ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی طرف مشورہ کرتے تھے ان سے ان راتوں میں یعنی لوگ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی طرف مشورہ کرنے کو جھکے تھے نہ کسی اور کام کے واسطے یہاں تک کہ جب وہ رات ہوئی جس کی صبح کو ہم نے عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کی کہا مسور نے کہ کچھ رات گئی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے تو انہوں نے دروازے کو دستک دی یہاں تک کہ میں جاگا تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھ کو سوتا دیکھتا ہوں سو قسم ہے اللہ کی کہ میں نے ان تین راتوں میں نیند کا بہت سرمہ نہیں ڈالا یعنی نہیں سویا ہوں لیکن تھوڑا سو بلا زبیر اور سعد رضی اللہ عنہما کو سو میں نے ان کو بلایا تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ کیا پھر مجھ کو بلایا سو کہا کہ میرے واسطے علی رضی اللہ عنہ کو بلا میں نے ان کو بلایا سو اس سے سرگوشی کی یہاں تک کہ آدھی رات گزری پھر علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے اٹھے اور وہ امیدوار تھے کہ ان کو خلیفہ بنائیں اور البتہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ سے کچھ ڈرتے تھے پھر مجھ سے کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو میرے واسطے بلا سو ان سے کان میں بات کی یہاں تک کہ جدا کیا ان کو صبح کی اذان دینے والے نے یعنی صبح تک مشورہ کرتے تھے پھر

تَجْعَلَنَّ عَلٰى نَفْسِكَ سَبِيْلًا فَقَالَ أُبَايِعُكَ عَلٰى سُنَّةِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْخَلِيْفَتَيْنِ مِنْ بَعْدِهٖ فَبَايَعَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَبَايَعَهُ النَّاسُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ وَأُمَرَآءُ الْأَجْنَادِ وَالْمُسْلِمُوْنَ.

جب لوگوں نے صبح کی نماز پڑھی اور یہ جماعت منبر کے پاس جمع ہوئی تو عبدالرحمٰن نے بلا بھیجا جو حاضر تھا مہاجرین اور انصار سے اور بلا بھیجا لشکروں کے سرداروں کو یعنی معاویہ کو جو شام کا امیر تھا اور مغیرہ رضی اللہ عنہ کو جو کوفے کا امیر تھا اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ وغیرہ کو اور انہوں نے یہ حج عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا تھا پھر مدینے تک اس کی رفاقت کی سو جب لوگ جمع ہوئے تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے تشہد پڑھا یعنی اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد عبدہ ورسولہ کہا پھر کہا حمد اور صلوٰۃ کے بعد اے علی! میں نے نظر کی لوگوں کے کام میں یعنی ان سے مشورہ کیا اور ان کی رائے لی سو نہیں دیکھا میں نے ان کو کہ کسی کو عثمان رضی اللہ عنہ کے برابر کرتے ہوں یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہیں ٹھہراتے بلکہ اس کو سب پر ترجیح دیتے ہیں سو نہ ٹھہرا اپنی جان پر کوئی راہ یعنی ملامت سے جب کہ تو جماعت کے موافق نہیں پھر عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں تجھ سے بیعت کرتا ہوں اللہ اور اس کے رسول کی سنت پر اور دونوں خلیفوں کی سنت پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہیں یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سنت پر تو عثمان رضی اللہ عنہ نے قبول کیا سو بیعت کی ان سے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اور لوگوں نے مہاجرین اور انصار اور لشکروں کے سرداروں نے اور سب مسلمانوں نے۔

فائدہ: اور خاص کیا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کو اس واسطے کہ علی رضی اللہ عنہ کے سوائے خلافت کا کوئی امیدوار نہ تھا مع موجود ہونے عثمان رضی اللہ عنہ کے اور موجود ہونا عثمان رضی اللہ عنہ کا اور سکوت اہل شوریٰ اور مہاجرین اور انصار اور لشکروں کے امیروں وغیرہ حاضرین کا دلیل ہے اس پر کہ انہوں نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے قول کی تصدیق کی اور عثمان رضی اللہ عنہ پر راضی ہوئے کہا طبری نے کہ نہ تھا اہل اسلام میں کوئی کہ اس کے واسطے رتبہ ہو دین میں اور ہجرت میں اور مسابقت میں اور عقل میں اور علم میں اور معرفت سیاست میں جو ان چھ آدمیوں کے واسطے تھے جن کے درمیان عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کو

شوریٰ ٹھہرایا اور اگر کہا جائے کہ بعض ان چھ میں بعض سے افضل تھے اور عمر رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ لائق خلافت کے وہ ہے جو دین میں پسند ہو اور نہیں صحیح ہے حاکم بنانا مفضول کا وقت موجود ہونے افضل کے سو جواب یہ ہے کہ اگر ان میں سے کسی کے افضل ہونے کا نام لیتے تو یہ نص ہوتی اس کے خلیفہ بنانے پر اور اس نے قصد کیا کہ خلافت میں تقلید نہ کی جائے سو اس کو چھ آدمیوں میں ٹھہرایا جو فضیلت میں قریب قریب تھے اس واسطے کہ یہ امر تحقیق ہے کہ وہ مفضول کے حاکم بنانے پر جمع نہیں ہوں گے اور مسلمانوں کی خیر خواہی میں قصور نہ کریں گے اور یہ کہ جو ان میں مفضول ہے وہ مقدم نہ ہوگا فاضل پر اور نہ کلام کرے گا خلافت میں اور حالانکہ اس کا غیر لائق تر ہو ساتھ اس کے اور معلوم ہوئی رضا امت کی ساتھ اس کے جس پر چھ آدمیوں نے اتفاق کیا اور اس سے معلوم ہوا کہ رافضیوں کا قول باطل ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت کو خاص معین شخصوں میں معین کر دیا تھا نام لے کر اس واسطے کہ اگر ایسا ہوتا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اطاعت نہ کرتے اس میں کہ انہوں نے خلافت کو ان کے درمیان شوریٰ ٹھہرایا اور البتہ کہنے والا کہتا کہ نہیں کوئی وجہ مشورہ کرنے کی اس امر میں کہ اللہ نے اس کو اپنے پیغمبر کی زبان پر بیان کر دیا ہے اور سب لوگ جو عمر رضی اللہ عنہ کی اس بات پر راضی ہوئے تو یہ دلیل ہے اس پر کہ ان کے پاس اس امر میں کوئی نص نہ تھی بلکہ ان کے پاس خلافت کی اوصاف تھی کہ جس میں وہ پائی جائیں وہ خلافت کا مستحق ہے اور ان کا پایا جانا اجتہاد سے واقع ہوگا اور اس حدیث میں ہے کہ اگر ایسی جماعت جن کی دیانت پر سب کا اعتماد ہو کسی کے واسطے عقد خلافت کریں تو ان کے غیروں کو جائز نہیں کہ ان کے عقد خلافت کو کھولیں اس واسطے کہ اگر عقد صحیح نہ ہوتا مگر ساتھ سب لوگوں کے تو کہنے والا کہتا کہ ان چھ کے خاص کرنے کی کیا وجہ ہے اور جب کسی نے اعتراض نہ کیا تو معلوم کیا کہ خلافت صحیح ہے اور اس حدیث میں ہے کہ جب چند آدمی کسی چیز میں شریک ہوں اور ان میں جھگڑا پڑے کسی بات میں تو ایک کو اپنا مختار بنا دیں تا کہ وہ ان کے واسطے اختیار کرے بعد اس کے کہ اپنے آپ کو اس امر سے نکالے اور وہ مختار حتی المقدور اس امر میں کوشش کرے اور اپنے گھر والوں سے جدا رہے یہاں تک کہ اس کو کامل کرے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ وکیل مفوض کو جائز ہے کہ وکیل کرے اگرچہ نہ نص کی گئی ہو اس کے واسطے اس کے اس واسطے کہ ان پانچوں نے اس امر میں تنہا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو مختار کیا اور مستقل ہوا باوجود اس کے کہ نہیں نص کی تھی عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے واسطے تنہا ہونے پر اور اس میں ہے کہ احداث قول زائد کا اجماع پر نہیں جائز ہے اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے پہلے علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا پھر ان کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ سے تو اس میں دور کرنا ہے تہمت کا اپنے نفس سے اور چھپانا اپنے دل کے ارادے کو اس واسطے کہ اس نے مناسب جانا کہ تا کہ اس کے کا ارادہ معلوم نہ ہو کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ کو اختیار کرتا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ بَایَعَ مَرَّتَیْنِ

جو دو بار بیعت کیا جائے یعنی ایک حالت میں

۶۶۶۸۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ یَّزِیْدَ بْنِ

۶۶۶۸۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے

أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ بَايَعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَقَالَ لِيْ يَا سَلَمَةُ أَلَا تُبَايِعُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ بَايَعْتُ فِي الْأَوَّلِ قَالَ وَفِي الثَّانِيْ.

حضرت ﷺ سے بیعت کی درخواست کی درخت کے نیچے تو حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے سلمہ! کیا تو بیعت نہیں کرتا؟ میں نے کہا یا حضرت! میں بیعت کر چکا ہوں اول بار فرمایا اور دوسرے وقت میں بھی بیعت کر۔

فائدہ: حضرت ﷺ نے فراست سے معلوم کیا کہ یہ بڑا دلاور ہوگا تو اس سے دو بار بیعت کی اور اشارہ کیا ساتھ اس کے اس طرف کہ وہ لڑائی میں دو آدمیوں کے قائم مقام ہوگا سو اسی طرح ہوا اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اعادہ لفظ عقد کا نکاح وغیرہ میں اول عقد کے واسطے نسخ نہیں اور یہی ہے قول جمہور کا۔ (فتح)

بَابُ بَيْعَةِ الْأَعْرَابِ

گنواروں اور جنگلیوں کی بیعت کا بیان یعنی بیعت کرنا ان کا اسلام اور جہاد پر

٦٦٦٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَصَابَهٗ وَعْكٌ فَقَالَ أَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَأَبٰى ثُمَّ جَآءَهٗ فَقَالَ أَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَأَبٰى فَخَرَجَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِيْ خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيْبُهَا.

٦٦٦٩۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جنگلی مرد نے حضرت ﷺ سے بیعت کی اسلام پر تو اس کو بخار پہنچا تو اس نے کہا کہ میری بیعت مجھ کو پھیر دو حضرت ﷺ نے نہ مانا پھر حضرت ﷺ کے پاس آیا حضرت ﷺ نے نہ مانا پھر حضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میری بیعت مجھ کو پھیر دو حضرت ﷺ نے نہ مانا سو وہ نکلا یعنی مدینے سے جنگل کی طرف تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ بھٹی کی مثل ہے پلید کو نکال ڈالتا ہے اور ستھرے کو نکھارتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضل مدینہ میں گزر چکی ہے اور حضرت ﷺ نے اس کو اس کی بیعت اس واسطے نہ پھیر دی کہ حضرت ﷺ گناہ پر مدد نہیں کرتے تھے اور اس نے بیعت کی تھی کہ وہ بغیر اجازت کے مدینے سے نہ نکلے گا اور اس کا نکلنا گناہ تھا اور فتح مکہ سے پہلے مدینہ کی طرف ہجرت کرنا فرض تھا اس پر جو مسلمان ہو اور مدینے سے نکلنا اس وقت برا ہے جب کہ مدینہ میں رہنے کو برا جانے اور اس سے منہ پھیر کے نکلے جیسا کہ اس گنوار نے کیا اور بہر حال اگر کسی صحیح مقصد کے واسطے نکلے جیسے علم کا پھیلانا اور شرک کے شہروں کو فتح کرنا یا اسلام کی سرحد پر چوکیداری کرنا مع اعتقاد فضل مدینے کے تو یہ منع نہیں بلکہ یہ اکثر اصحاب سے واقع ہوا ہے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعَةِ الصَّغِيْرِ

چھوٹے لڑکے کا بیعت کرنا

فائدہ: یعنی کیا مشروع ہے یا نہیں؟ کہا ابن منیر نے کہ ترجمہ میں وہم ہے اور حدیث اس وہم کو دور کرتی ہے سو وہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ چھوٹے لڑکے کی بیعت منعقد نہیں ہوتی۔

٦٦٧٠۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ هُوَ ابْنُ أَبِي أَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ عَقِيْلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هِشَامٍ وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ بِنْتُ حُمَيْدٍ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَايِعْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَغِيْرٌ فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَدَعَا لَهُ وَكَانَ يُضَحِّي بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ عَنْ جَمِيْعِ أَهْلِهِ.

٦٦٧٠۔ حضرت عبداللہ بن ہشامؓ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ کا زمانہ پایا تھا اور اس کی ماں زینب رضی اللہ عنہا اس کو حضرت ﷺ کے پاس لے گئی تو اس نے کہا یا حضرت! اس سے بیعت کیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا وہ چھوٹا ہے تو حضرت ﷺ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے واسطے برکت کی دعا کی اور حضرت ﷺ قربانی کرتے تھے ایک بکری اپنے سب گھر والوں کی طرف سے۔

فائدہ: اور اس میں اشارہ ہے کہ عبداللہ بن ہشام حضرت ﷺ کی دعا کی برکت سے بہت زمانہ آپ کے بعد زندہ رہا۔

بَابُ مَنْ بَايَعَ ثُمَّ اسْتَقَالَ الْبَيْعَةَ

جو بیعت کرے پھر بیعت کو پھیرنا چاہے

٦٦٧١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَأَتَى الْأَعْرَابِيُّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَآءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى ثُمَّ جَآءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْمَدِيْنَةُ

٦٦٧١۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے حضرت ﷺ سے اسلام پر بیعت کی تو اس دیہاتی کو مدینے میں بخار چڑھا تو وہ حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت! میری بیعت مجھ کو پھیر دو حضرت ﷺ نے نہ مانا پھر حضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میری بیعت مجھ کو پھیر دو حضرت ﷺ نے نہ مانا پھر وہ حضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا مجھ کو میری بیعت پھیر دیجیے حضرت ﷺ نے نہ مانا تو وہ دیہاتی مدینے سے مرتد ہو کر نکل گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ تو لوہار کی بھٹی کی طرح ہے اپنی میل کو چھانٹتا ہے اور ستھرے کو نکھارتا ہے۔

كَالْكِيْرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيْبُهَا.

بَابُ مَنْ بَايَعَ رَجُلًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِلدُّنْيَا

جو کسی مرد سے صرف دنیا کے واسطے بیعت کرے

فائدہ: یعنی نہ مقصود ہو فرمانبرداری اللہ کی بیعت کرنے میں اس کے ہاتھ پر جو خلافت کا مستحق ہوا۔ (فتح)

٦٦٧٢ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ رَجُلٌ عَلَى فَضْلِ مَاءٍ بِالطَّرِيْقِ يَمْنَعُ مِنْهُ ابْنَ السَّبِيْلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَاهُ إِنْ أَعْطَاهُ مَا يُرِيْدُ وَفَى لَهُ وَإِلَّا لَمْ يَفِ لَهُ وَرَجُلٌ يُبَايِعُ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ بِاللهِ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ فَأَخَذَهَا وَلَمْ يُعْطَ بِهَا.

۶۶۷۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن سے اللہ قیامت میں نہ بولے گا اور نہ ان کو گناہ سے پاک کرے گا اور ان کے واسطے عذاب ہے درد ناک ایک تو وہ مرد جو بیابان میں حاجت سے زیادہ پانی پر ہو اور مسافر کو اس پانی سے روکے دوسرا وہ مرد ہے جس نے ایک امام سے بیعت کی اور اس سے بیعت نہیں کی مگر دنیا ہی کے واسطے سو اگر امام نے اس کو دیا جو چاہتا ہے تو اس نے عہد پورا کیا اور اگر اس نے اس کو کچھ نہ دیا تو اس نے عہد کو پورا نہ کیا تیسرا وہ مرد ہے جس نے کسی مرد سے ایک جنس کو بیچا عصر کی نماز کے بعد پھر اس نے اللہ کی قسم کھائی کہ میں نے اس جنس کو اتنی اور اتنی قیمت سے خریدا ہے سو خریدنے والے نے اس کو سچا جانا اور اس کو خرید لیا اور حالانکہ نہیں دی تھی اس نے اس کے بدلے اتنی قیمت جس پر اس نے قسم کھائی کہ اس نے اس کے عوض دیا ہے۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں تین آدمی اور ہیں ایک بوڑھا حرام کار دوسرا جھوٹا بادشاہ تیسرا فقیر مغرور اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے ایک ازار کا لٹکانے والا یعنی ٹخنے سے نیچے دوسرا خیرات کر کے احسان جتلانے والا تیسرا بیچنے والا جو اپنی چیز کی گرم بازاری کرے جھوٹی قسم کھا کر اور ایک روایت میں ایک قسم کھا کر مسلمان کا مال ناحق چھیننے والا پس یہ نو خصلتیں ہیں کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ جو کہا کہ اللہ ان سے کلام نہیں کرے گا تو اس کے معنی ہیں کہ نہ کلام کرے گا ان سے جیسے کلام کرے گا اس سے جس سے راضی ہو ساتھ ظاہر کرنے رضا کے بلکہ ساتھ کلام کے کہ دلالت کرے غصے پر یا مراد یہ ہے کہ اللہ ان سے اعراض کرے گا یا وہ کلام جس سے وہ خوش ہوں یعنی ایسا کلام نہیں کرے گا یا مراد یہ ہے کہ نہ بھیجے گا ان کی طرف فرشتوں کو ساتھ تحفہ کے اور مراد نظر سے نظر رحمت ہے یعنی رحمت کی نظر سے ان کو نہ دیکھے گا اور مراد ابن سبیل سے مسافر ہے جس کو پانی کی حاجت ہو لیکن مستثنیٰ ہے اس سے حربی اور مرتد جب کہ اصرار

کریں کفر پر کہ ان کو پانی دینا واجب نہیں اور جھوٹی قسم کھانا ہر وقت حرام ہے لیکن عصر کو اس واسطے خاص کیا کہ اس وقت میں زیادہ تر گناہ ہے اس واسطے کہ اللہ نے اس وقت کا بڑا شان کیا ہے اس وقت میں دن رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں اور وہ وقت ہے اعمال کے ختم ہونے کا اور عملوں کا اعتبار خاتمہ پر ہے سو اس وقت قسم کھانے کا بڑا گناہ ہوا تا کہ کوئی اس پر جرأت نہ کرے اور سلف کا دستور تھا کہ عصر کے بعد قسم کھاتے تھے اور اس حدیث میں وعید شدید ہے بیچ توڑنے بیعت کے اور خروج کرنے کے امام پر اس واسطے کہ اس میں تفرقہ ہے خلق کا اور عہد پورا کرنے میں جان مال اور شرم گاہوں کا بچانا ہے اور اصل بیعت کا یہ ہے کہ بیعت کرے امام سے اس پر کہ عمل کرے ساتھ حق کے اور قائم کرے حدوں کو اور حکم کرے نیک بات کا اور منع کرے برے کام سے اور جس نے مال کے واسطے بیعت کی سوائے ملاحظہ اس چیز کے کہ در اصل مقصود ہے تو اس کو صریح خسارا پڑا اور داخل ہوا وعید مذکور میں اگر نہ معاف کرے اس سے اللہ اور اس حدیث میں ہے کہ جس عمل سے اللہ کی رضا مندی مقصود نہ ہو بلکہ اس سے دنیا کا مال غرض ہو تو وہ عمل فاسد ہے اور اس کا کرنے والا گنہگار ہے۔ (فتح)

بَابُ بَیْعَةِ النِّسَآءِ رَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

عورتوں کی بیعت کا بیان روایت کیا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

٦٦٧٣۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ ح وَقَالَ اللَّیْثُ حَدَّثَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ اِدْرِیْسَ الْخَوْلَانِیُّ اَنَّهٗ سَمِعَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ یَقُوْلُ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِیْ مَجْلِسٍ تُبَایِعُوْنِیْ عَلٰی اَنْ لَّا تُشْرِکُوْا بِاللّٰهِ شَیْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ وَلَا تَاْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ وَاَرْجُلِکُمْ وَلَا تَعْصُوْا فِیْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَّفٰی مِنْکُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِکَ شَیْئًا فَعُوْقِبَ فِی الدُّنْیَا فَهُوَ کَفَّارَةٌ لَّهٗ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِکَ

٦٦٧٣۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا اور ہم مجلس میں بیٹھے تھے کہ مجھ سے بیعت کرو اس پر کہ نہ شریک کرو ساتھ اللہ کے کسی چیز کو اور نہ چوری کرو اور نہ زنا کرو اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو اور نہ لاؤ طوفان باندھ کر اپنے ہاتھ پاؤں کے درمیان یعنی جھوٹی قسم نہ کھاؤ اپنی عقل سے بنا کر اور میری نا فرمانی نہ کرو نیک بات میں سو جس نے تم میں سے اپنا عہد پورا کیا تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے اور جو ان گناہوں میں سے کسی چیز کو پہنچا پھر اس نے اس کے بدلے دنیا میں سزا پائی یعنی حد مارا گیا تو وہ اس کے واسطے کفارہ ہے اور جو اس سے کسی چیز کو پہنچا اور اللہ نے اس کا عیب چھپایا یعنی دنیا میں تو اس کا امر اللہ کی مشیت میں ہے چاہے تو اس کو عذاب کرے چاہے معاف کرے سو ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پر بیعت کی۔

شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ فَأَمْرُهُ إِلَى اللّٰهِ إِنْ شَآءَ عَاقَبَهُ وَإِنْ شَآءَ عَفَا عَنْهُ فَبَايَعْنَاهُ عَلٰى ذٰلِكَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم سے عہدو پیمان لیا جیسا عورتوں سے لیا کہ ہم کسی کو اللہ کا شریک نہ کریں، الخ روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور اسی طریق کی طرف اشارہ کیا ہے ترجمہ میں اور کہا ابن منیر نے کہ داخل کیا ہے عورتوں کے ترجمہ میں عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو اس واسطے کہ قرآن میں بیعت عورتوں کے حق میں وارد ہوئی ہے پس پہچانی گئی ساتھ ان کے پھر استعمال کی گئی مردوں کے حق میں۔ (فتح)

٦٦٧٤- حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُ النِّسَآءَ بِالْكَلَامِ بِهٰذِهِ الْآيَةِ ﴿لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا﴾ قَالَتْ وَمَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَأَةٍ إِلَّا امْرَأَةً يَمْلِكُهَا.

٦٦٧٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ عورتوں سے کلام کے ساتھ بیعت کرتے تھے اس آیت سے کہ نہ شریک ٹھہراؤ اللہ کا کسی کو کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور حضرت ﷺ کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ سے نہیں لگا مگر اس عورت سے جس کے مالک تھے۔

٦٦٧٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ بَايَعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيْنَا ﴿أَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا﴾ وَنَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ فَقَبَضَتِ امْرَأَةٌ مِّنَّا يَدَهَا فَقَالَتْ فُلَانَةُ أَسْعَدَتْنِيْ وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أَجْزِيَهَا فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا فَذَهَبَتْ ثُمَّ رَجَعَتْ فَمَا وَفَتِ امْرَأَةٌ إِلَّا أُمُّ سُلَيْمٍ وَأُمُّ الْعَلَاءِ وَابْنَةُ أَبِيْ سَبْرَةَ امْرَأَةُ مُعَاذٍ أَوِ ابْنَةُ أَبِيْ سَبْرَةَ وَامْرَأَةُ مُعَاذٍ.

٦٦٧٥۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ سے بیعت کی سو حضرت ﷺ نے مجھ پر یہ آیت پڑھی یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم کو منع کیا مردے پر نوحہ اور بین کرنے سے تو ہم میں سے ایک عورت نے اپنا ہاتھ بند کیا یعنی اس نے بیعت نہ کی اور کہا کہ فلانی عورت نے میری مدد کی تھی یعنی نوحہ کرنے پر اور میں ارادہ کرتی ہوں کہ اس کو بدلا دوں تو حضرت ﷺ نے اس کو کچھ نہ کہا سو وہ گئی پھر پلٹ آئی سو نہ عہد پورا کیا کسی عورت نے مگر ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ام علاء رضی اللہ عنہا اور ابو سبرہ کی بیٹی معاذ رضی اللہ عنہ کی بیوی یا یوں کہا کہ ابو سبرہ کی بیٹی اور معاذ رضی اللہ عنہ

کی عورت نے۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اجنبی عورت کا کلام سننا مباح ہے اور اس کی آواز ستر نہیں اور منع ہے اس کے بدن کو ہاتھ لگانا بغیر ضرورت کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ نَكَثَ بَيْعَةً

جو بیعت توڑے

وَقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ أَوْفٰى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ أَجْرًا عَظِيْمًا﴾.

اور قول اللہ تعالیٰ کا کہ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں تو وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اور جو بیعت توڑے تو وہ اپنے نفس پر توڑتا ہے اور وارد ہوئی ہے بیعت توڑنے کی وعید میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کہ نہیں جانتا میں کوئی دغا بازی زیادہ تر اس سے کہ بیعت کی جائے کسی مرد سے موافق حکم اللہ اور اس کے رسول کے پھر اس کے واسطے لڑائی کی جائے۔

٦٦٧٦۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعْتُ جَابِرًا قَالَ جَآءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَايِعْنِيْ عَلَى الْإِسْلَامِ فَبَايَعَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ ثُمَّ جَآءَ الْغَدَ مَحْمُوْمًا فَقَالَ أَقِلْنِيْ فَأَبٰى فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِيْ خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيْبُهَا.

٦٦٧٦۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ مجھ سے بیعت کیجیے اسلام پر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اسلام پر بیعت کی پھر اگلے روز آیا اور اس کو بخار چڑھ گیا تھا تو اس نے کہا کہ میری بیعت مجھ سے توڑیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ مانا پھر جب اس نے پیٹھ پھیری تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ لوہار کی بھٹی کی طرح ہے اپنی میل کچیل کو نکال دیتا ہے اور ستھرے کو نکھارتا ہے۔

بَابُ الْإِسْتِخْلَافِ

باب ہے بیچ بیان خلیفہ مقرر کرنے کے

فائدہ: یعنی معین کرنا خلیفے کا وقت مرنے اپنے کے دوسرے خلیفے کو بعد اپنے یا معین کرے جماعت تا کہ اختیار کریں اپنے میں سے کسی کو۔

٦٦٧٧۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَارَأْسَاهُ فَقَالَ

٦٦٧٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ ہائے میرا سر درد کرتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تیرا انتقال ہوا اور میں زندہ رہا تو تیرے واسطے مغفرت مانگوں گا اور تیرے حق میں دعا کروں گا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہائے مصیبت قسم ہے

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكِ لَوْ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ فَأَسْتَغْفِرُ لَكِ وَأَدْعُوْ لَكِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَا ثُكْلِيَاهُ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِيْ وَلَوْ كَانَ ذَاكَ لَظَلَلْتَ آخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ أَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ أَنَا وَارَأْسَاهُ لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ أَرَدْتُّ أَنْ أُرْسِلَ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ وَابْنِهِ فَأَعْهَدَ أَنْ يَّقُوْلَ الْقَآئِلُوْنَ أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّوْنَ ثُمَّ قُلْتُ يَأْبَى اللّٰهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ أَوْ يَدْفَعُ اللّٰهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُوْنَ.

اللہ کی بے شک میں آپ کو گمان کرتی ہوں آپ میرا مرنا چاہتے ہیں اور اگر میں مرگئی تو البتہ آپ اخیر دن میں اپنی کسی بیوی سے صحبت کرنے والے ہوں گے تو حضرت ﷺ نے فرمایا بلکہ میں کہتا ہوں ہائے میرا سر البتہ میں نے ارادہ کیا کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اس کے بیٹے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجوں اور اس کو اپنا خلیفہ اور ولی عہد مقرر کر دوں کہیں ایسا نہ ہو کہ کہنے والے کوئی اور بات کہیں یا آرزو کرنے والے خلافت کی آرزو کریں اور کہیں کہ ہم لائق تر ہیں خلافت کے پھر میں نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا اللہ کسی کی خلافت نہ مانے گا اور مؤمنین بھی دفع کریں گے یا یوں فرمایا کہ دفع کرے گا اللہ اور نہ مانیں گے مومن۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ فاعهد یعنی اپنے بعد خلیفہ کو معین کروں اور یہی ہے جو بخاری رحمہ اللہ نے سمجھا پس باندھا ترجمہ ساتھ اس کے اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا اے عائشہ! اپنے باپ اور بھائی کو بلا کہ میں ان کو نوشتہ لکھ دوں اور اس کے اخیر میں ہے کہ اللہ اور مؤمنین ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوائے کسی کی خلافت نہ مانیں گے پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد خلافت ہے۔

٦٦٧٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قِيْلَ لِعُمَرَ أَلَا تَسْتَخْلِفُ قَالَ إِنْ أَسْتَخْلِفْ فَقَدِ اسْتَخْلَفَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ أَبُوْ بَكْرٍ وَإِنْ أَتْرُكْ فَقَدْ تَرَكَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَثْنَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ رَاغِبٌ رَاهِبٌ وَدِدْتُّ أَنِّيْ نَجَوْتُ مِنْهَا كَفَافًا لَا لِيْ وَلَا عَلَيَّ لَا أَتَحَمَّلُهَا حَيًّا وَّلَا مَيِّتًا.

٦٦٧٨۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا آپ کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کرتے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں خلیفہ مقرر کروں تو البتہ خلیفہ مقرر کیا اس نے جو مجھ سے بہتر تھا یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور اگر میں خلیفہ مقرر نہ کروں تو البتہ خلیفہ نہ مقرر کیا اس نے جو مجھ سے بہتر ہے یعنی حضرت ﷺ نے تو لوگوں نے اس کو نیک کہا سو کہا کہ بعض رغبت کرنے والا ہے اور بعض ڈرنے والا میں دوست رکھتا ہوں کہ نجات پاؤں خلافت سے برابر برابر نہ مجھ کو اس کا ثواب ہو اور نہ عذاب نہیں اٹھاتا میں خلافت کو زندہ اور مردہ۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ تیرا باپ کسی کو خلیفہ نہیں بنانے والا سو میں نے قسم کھائی کہ اس سے اس امر میں کلام کروں گا سو اس نے کہا کہ اگر تیرے واسطے کوئی بکریوں کا چرانے والا ہو اور وہ ان کو چھوڑ کے تیرے پاس چلا آئے تو البتہ بکریاں ضائع ہو جائیں گے سو آدمیوں کی رعایت سخت تر ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ اپنے دین کو نگاہ رکھے گا اور ظاہر یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک نہ خلیفہ کرنا راجح تھا اس واسطے کہ یہی فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے واقع ہوا ہے اور یہ جو کہا کہ راغب یا راہب تو اس کے کئی معنی ہیں ایک یہ کہ جن لوگوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نیک کہا بعض ان میں راغب ہے میری نیک رائے میں اور یا ڈرنے والا ہے ظاہر کرنے اس چیز کے سے جو اس کے دل میں اس کی کراہت سے ہے یا راغب ہے اس میں جو میرے نزدیک ہے اور ڈرانے والا ہے مجھ سے یا مراد یہ ہے کہ بعض آدمی خلافت میں راغب ہے اور بعض اس سے ڈرنے والا یا میں راغب ہوں اس میں جو اللہ کے پاس ہے اور ڈرنے والا ہوں اس کے عذاب سے سو نہیں اعتماد کرتا میں تمہاری تعریف پر اور اسی خیال نے مجھ کو خلیفہ کرنے سے باز رکھا اور اس قصے میں دلیل ہے اوپر جواز عقد خلافت کے امام والی سے اپنے غیر کے واسطے اور یہ کہ امر اس کا اس میں جائز ہے عام مسلمانوں پر واسطے اتفاق کرنے اصحاب کے اوپر عمل کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے عہد کیا اور اسی طرح بیچ قبول کرنے عہد عمر رضی اللہ عنہ کے طرف چھ آدمیوں کے اور چھ کو اس واسطے خاص کیا کہ ان میں سے ہر ایک میں دو امر جمع تھے ایک بدری ہونا اور ایک راضی ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے مرتے دم تک اور اس میں رد ہے طبری وغیرہ پر کہ اس نے جزم کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کیا اور وجہ رد کی یہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جزم کیا ہے ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ نہیں کیا لیکن طبری نے تمسک کیا ہے ساتھ اس کے کہ لوگوں کا اتفاق ہے اس پر کہ انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ نام رکھا ہے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ کیا تو جواب یہ ہے کہ ان کے خلیفہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کے ساتھ قائم ہوئے یا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ان معنوں سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے کہ بغل گیر ہے اس کو حدیث باب کی اور سوائے اس کے دلائل سے اگرچہ نہیں ہے کسی حدیث میں ان میں سے تصریح لیکن مجموع حدیثوں سے لیا جاتا ہے اور اسی طرح اس میں رد ہے اس پر جو گمان کرتا ہے راوندیہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کیا اور اسی طرح سب رافضیوں پر کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کیا تھا اور وجہ رد کی ان پر اتفاق اصحاب کا ہے اوپر متابعت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پھر ان کی بات ماننے پر عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے میں پھر عمل کرنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں شوریٰ پر اور نہ دعویٰ کیا عباس رضی اللہ عنہ نے اور نہ علی رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عہدہ خلافت کا ان کو دیا تھا اور کہا نووی رحمہ اللہ وغیرہ نے کہ اجماع ہے اوپر منعقد ہونے خلافت کے ساتھ خلیفہ مقرر کرنے کے اور اوپر صحیح

ہونے اس کے ساتھ عہد اہل حق اور عقد کے واسطے کسی آدمی کے جس جگہ نہ ہو خلیفہ بنانا اس کے غیر کا اور یہ کہ جائز ہے ٹھہرانا خلیفہ کا امر کو شوریٰ درمیان عدد محصور کے یا غیر محصور کے اور اجماع ہے اس پر کہ وہ واجب ہے ساتھ شرع کے نہ ساتھ عقل کے اور بعض خارجیوں نے اس میں خلاف کیا ہے سو کہا انہوں نے کہ نہیں واجب ہے قائم کرنا خلیفہ کا اور خلاف کیا ہے بعض معتزلہ نے سو کہا کہ واجب ہے ساتھ عقل کے نہ ساتھ شرع کے اور یہ قول دونوں باطل ہیں پہلا قول اجماع سابق کے مخالف ہے اور معتزلہ کا قول بھی ظاہر فساد ہے اس واسطے کہ نہیں دخل ہے عقل کے واسطے واجب کرنے اور حرام کرنے میں اور نہ تحسین اور تقبیح میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتا ہے یہ باعتبار عادت کے۔ (فتح)

٦٦٧٩۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ خُطْبَةَ عُمَرَ الْآخِرَةَ حِيْنَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَذٰلِكَ الْغَدَ مِنْ يَّوْمٍ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَشَهَّدَ وَأَبُوْ بَكْرٍ صَامِتٌ لَا يَتَكَلَّمُ قَالَ كُنْتُ أَرْجُوْ أَنْ يَّعِيْشَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يَدْبُرَنَا يُرِيْدُ بِذٰلِكَ أَنْ يَّكُوْنَ آخِرَهُمْ فَإِنْ يَّكُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ جَعَلَ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ نُوْرًا تَهْتَدُوْنَ بِهٖ هَدَى اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَانِيَ اثْنَيْنِ فَإِنَّهٗ أَوْلَى الْمُسْلِمِيْنَ بِأُمُوْرِكُمْ فَقُوْمُوْا فَبَايِعُوْهُ وَكَانَتْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ قَدْ بَايَعُوْهُ قَبْلَ ذٰلِكَ فِيْ سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الْعَامَّةِ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ سَمِعْتُ

٦٦٧٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اخیر خطبہ سنا جب کہ منبر پر بیٹھے اور یہ خطبہ اگلے دن تھا اس دن سے جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چپ تھے نہ بولتے تھے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ مجھ کو امید تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہیں گے یہاں تک کہ ہم سب لوگوں سے پیچھے رہیں گے سو اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو بے شک اللہ نے تمہارے درمیان نور ٹھہرایا ہے جس کے ساتھ تم راہ پاؤ جس سے اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو راہ دکھلائی یعنی قرآن اور یہ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں اور دوسرے ہیں دو کے یعنی غار میں اور یہ کہ وہ لائق تر سب مسلمانوں میں ساتھ تمہارے کاموں کے یعنی لائق ہے خلافت کے سو اٹھ کر ان کی بیعت کرو اور ان میں سے ایک گروہ اس سے پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر چکے تھے قوم بنی ساعدہ کی چوپال میں اور عام لوگوں کی بیعت منبر پر تھی کہا زہری نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ سنا میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ اس دن ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے کہ منبر پر چڑھ سو ہمیشہ رہے کہتے ان کو یہاں تک کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور عام لوگوں نے ان سے بیعت خلافت کی۔

عُمَرَ يَقُوْلُ لِأَبِيْ بَكْرٍ يَوْمَئِذٍ اصْعَدِ الْمِنْبَرَ فَلَمْ يَزَلْ بِهٖ حَتّٰى صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَبَايَعَهُ النَّاسُ عَامَّةً.

فائدہ: یہ جو انس رضی اللہ عنہ نے حکایت کی کہ انہوں نے سنا تو یہ سننا بعد عقد بیعت کے تھا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بنی ساعدہ کے چوپال میں یعنی پھر ذکر کیا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے واسطے جو اس بیعت میں حاضر نہ تھا جو واقع ہوا اس جگہ پھر بلایا باقی لوگوں کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی طرف سو بیعت کی ان سے ان لوگوں نے جو وہاں حاضر نہ تھے اور یہ سب معاملہ ایک ہی دن میں واقع ہوا اور یہ بیعت منبر کی بسبب ان لوگوں کے تھی جو بنی ساعدہ کے چوپال میں حاضر نہ تھے ورنہ اس کی کچھ حاجت نہ تھی اور ثانی اثنین ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس واسطے ذکر کیا کہ یہ صفت ان کے ساتھ خاص ہے کسی اور میں نہیں پائی جاتی اور یہ فضیلت ان کی سب فضیلتوں میں بڑی ہے جس کے ساتھ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مستحق خلافت کے ہوئے اور یہ جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو منبر پر چڑھا تو یہ اس واسطے تھا کہ تا کہ پہچانے ان کو واقف اور ناواقف اور یہ جو کہ عام لوگوں نے ان سے بیعت کی یعنی دوسری بیعت عام تر اور مشہور تھی پہلی بیعت سے جو سقیفہ بنی ساعدہ میں واقع ہوئی تھی۔ (فتح)

٦٦٨٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ فَكَلَّمَتْهُ فِيْ شَيْءٍ فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ كَأَنَّهَا تُرِيْدُ الْمَوْتَ قَالَ إِنْ لَّمْ تَجِدِيْنِيْ فَأْتِيْ أَبَا بَكْرٍ.

٦٦٨٠۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو آپ سے کسی چیز میں کلام کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم کیا کہ ہمارے پاس پھر آنا سو اس نے کہا یا حضرت! خبر دو مجھ کو کہ اگر میں آؤں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پاؤں یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا ہو تو کس کے پاس جاؤں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو مجھ کو نہ پائے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا جو میں کرتا ہوں سو وہ کرے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب ابوبکر رضی اللہ عنہ میں گزر چکی ہے۔

٦٦٨١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِيْ قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِوَفْدِ بُزَاخَةَ تَتْبَعُوْنَ أَذْنَابَ الْإِبِلِ

٦٦٨١۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بزاخہ کے ایلچیوں سے کہا کہ تم اونٹوں کے پیچھے پیچھے پھرو یعنی اونٹ چراؤ اور ان کا منافعہ کھاؤ یہاں تک کہ اللہ اپنے پیغمبر کے خلیفے کو اور مہاجرین کو کوئی امر دکھلائے یعنی کوئی امر ان کے

حَتّٰى يُرِيَ اللّٰهُ خَلِيفَةَ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ أَمْرًا يَعْذِرُوْنَكُمْ بِهٖ.

دل میں آئے جس سے تم کو معذور رکھیں۔

فائدہ: اور ظاہر یہ ہے کہ مراد غایب سے جہاں تک ان کو مہلت دی یہ ہے کہ ظاہر ہوتو بہ ان کی اور اصلاح ان کی خوبی اسلام ان کے سے اور یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث دراز کا اور غرض اس سے یہ قول ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ خلیفہ اس کے پیغمبر کا اور یہ حدیث پوری یہ ہے کہ ایلچی بزاخہ کی قوم اسد اور غطفان سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ان سے صلح طلب کرتے تھے تو اختیار دی اان کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے درمیان لڑائی کھلی کے اور درمیان صلح ذلیل کرنے والی کے سوانہوں نے کہا کہ لڑائی کھلی کو تو ہم پہچانتے ہیں لیکن صلح ذلیل کرنے والے کیا ہے کہا کہ تم سے ہتھیار اور گھوڑے چھین لیے جائیں گے یعنی تا کہ شوکت نہ رہے اور تمہاری طرف سے امن رہے اور ہم لوٹیں گے جو تم سے پائیں گے یعنی اس کو آپس میں بانٹ لیں گے اور تم کو نہیں پھیر دیں گے اور پھیر دو تم ہم کو جو ہم سے لوٹو یعنی لڑائی کی حالت میں اور تم ہمارے مقتولوں کی دیت دو گے اور تمہارے مقتول آگ میں ہیں یعنی ان کی دیت دنیا میں نہیں اس واسطے کہ وہ مشرک تھے باحق مارے گئے تھے پس ان کی کوئی دیت نہیں اور تم چھوڑے جاؤ گے اونٹوں کے پیچھے پیچھے پھرو گے یہاں تک کہ اللہ، الخ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے مقتول اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کا اجر اللہ پر ہے ان کے واسطے کوئی دیت نہیں تو لوگوں نے عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کی پیروی کی۔ (فتح)

بَابٌ

یہ باب ہے

٦٦٨٢۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَكُوْنُ اثْنَا عَشَرَ أَمِيْرًا فَقَالَ كَلِمَةً لَمْ أَسْمَعْهَا فَقَالَ أَبِيْ إِنَّهٗ قَالَ كُلُّهُمْ مِّنْ قُرَيْشٍ.

٦٦٨٢۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ میرے بعد بارہ سردار ہوں گے کہا جابر رضی اللہ عنہ نے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لفظ فرمایا کہ میں نے نہیں سنا میرے باپ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لفظ فرمایا کہ وہ سب سردار قریش کی قوم سے ہوں گے۔

فائدہ: ہر چند حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہت سردار ہوئے لیکن مراد یہ ہے کہ بارہ سردار ایسے ہوں گے ان کی خلافت کی صفت یہ ہے کہ اس وقت اسلام کی قوت اور عزت ہوگی اور دوسری صفت ان کی خلافت کی یہ ہے کہ ہر ایک پر ان میں سے سب امت جمع ہوگی اور کہا قاضی عیاض نے کہ وارد ہوتے ہیں اس عدد پر دو سوال ایک سوال یہ کہ معارض ہے اس کو ظاہر اس حدیث کا کہ میرے بعد خلافت تیس برس ہوگی پھر بادشاہ اس واسطے کہ ان تیس سالوں میں نہ تھے مگر چاروں خلیفے اور امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما اور دوسرا سوال یہ ہے کہ اس عدد سے زیادہ سردار ہو چکے ہیں اور جواب پہلے

سوال کا یہ ہے کہ مراد تیس سال کی حدیث میں خلافت نبوت کی ہے اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ قید نہیں اور دوسرے سوال کا یہ جواب ہے کہ یہ نہیں کہا کہ بارہ سے زیادہ نہیں ہوں گے صرف یہ کہا کہ بارہ ہیں اور اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ بارہ سے زیادہ نہ ہوں گے اور یہ اس وقت ہے کہ ٹھہرایا جائے یہ لفظ ہر حاکم پر ورنہ احتمال ہے کہ مراد وہ لوگ ہوں جو خلافت کے مستحق ہوں عادل اماموں سے اور چار خلیفے ان میں سے گزر چکے ہیں اور ضروری ہے کہ باقی تعداد قیامت سے پہلے تک پوری ہو اور احتمال ہے کہ ہو مراد یہ کہ ہوں گے بارہ خلیفے بیچ مدت عزت خلافت کے اور قوت اسلام کے اور استقامت امور اس کے اور جمع ہونے لوگوں کے خلیفے پر اور تائید کرتی ہے اس کی یہ حدیث کہ ہر ایک پر سب امت جمع ہوگی اور یہ عدد پایا گیا ہے جن پر لوگ جمع ہوئے یہاں تک کہ بنی امیہ کا کام بگڑا اور واقع ہوا فتنہ ولید بن یزید کے زمانے میں یہاں تک کہ قائم ہوئی حکومت عباسیوں کی اور یہ عدد موجود صحیح ہے جب کہ اعتبار کیا جائے اور احتمال ہے کہ یہ بارہ سردار فتنے فساد کے زمانے میں ہوں اور اللہ جانتا ہے اپنے پیغمبر کی مراد کو اور یہ اخیر احتمال مردود ہے اور کہا ابن جوزی نے کہ مراد موجود ہونا بارہ خلیفوں کا ہے بیچ جمیع مدت اسلام کے قیامت تک عمل کرنے کے ساتھ دین حق کے اگرچہ نہیں متصل ہوگا زمانہ ان کا اور مراد لوگوں کے جمع ہونے سے یہ ہے کہ ان کی بیعت کے واسطے سب لوگ فرمانبردار ہوں گے اور سب لوگ ان کی بیعت کریں گے اور جو واقع ہوا ہے یہ ہے کہ لوگ جمع ہوئے ابوبکر رضی اللہ عنہ پر پھر عمر رضی اللہ عنہ پر پھر عثمان رضی اللہ عنہ پر پھر علی رضی اللہ عنہ پر جمع ہوئے لوگ معاویہ پر وقت صلح کرنے حسن رضی اللہ عنہ کے اس سے پھر جمع ہوئے سب لوگ اس کے بیٹے یزید پر اور امام حسین رضی اللہ عنہ کا کچھ انتظام نہ ہوا بلکہ اس سے پہلے شہید ہوئے پھر جمع ہوئے عبدالملک پر بعد قتل ہونے ابن زبیر کے پھر جمع ہوئے اس کے چاروں بیٹوں پر یعنی ولید پر پھر سلیمان پر پھر یزید پر پھر ہشام پر اور سلیمان اور یزید کے درمیان عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ پر جمع ہوئے پھر ان کے بعد فتنے فساد پھیلے اور پھر اس دن کے بعد کسی پر سب لوگ جمع نہیں ہوئے یا مراد تمام وہ لوگ ہیں جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی خلافت تک حاکم ہوئے کہ وہ چودہ امیر ہیں ان میں سے دو آدمیوں کی سرداری تو صحیح نہیں ہوئی اور نہ ان کی مدت حکومت دراز ہوئی اور وہ معاویہ بن یزید اور مروان ہیں اور باقی بارہ سردار ہیں جیسے کہ حضرت ﷺ نے خبر دی اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی وفات ایک سو ایک سال ہجری میں تھی اور اس کے بعد حالات متغیر ہوئے اور گزر گیا وہ زمانہ جو سب زمانوں میں بہتر ہے اور نہیں قدح کرتا ہے اس میں یہ قول حضرت ﷺ کا کہ سب لوگ ان پر جمع ہوں گے اور ان کی بیعت کریں گے اس واسطے کہ وہ محمول ہے اکثر اور اغلب اوقات پر اس واسطے کہ یہ صفت نہیں گم ہوئی ہے مگر حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ میں باوجود صحیح ہونے ان کی حکومت کے اور حکم کرنے کے ساتھ اس بات کے کہ جو ان دونوں کا مخالف تھا نہیں ثابت ہوا استحقاق اس کا مگر بعد تسلیم حسن رضی اللہ عنہ کے اور بعد قتل ہونے ابن زبیر کے اور اکثر ان بارہ امیروں کے زمانوں میں امور ملک کا

انتظام رہا اگرچہ ان کی بعض مدت میں ملک کے انتظام میں کچھ قصور واقع ہوا اور یہ نسبت استقامت کی نہایت قلیل اور نادر ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ إِخْرَاجِ الْخُصُوْمِ وَأَهْلِ الرِّيَبِ مِنَ الْبُيُوْتِ بَعْدَ الْمَعْرِفَةِ وَقَدْ أَخْرَجَ عُمَرُ أُخْتَ أَبِيْ بَكْرٍ حِيْنَ نَاحَتْ.

نکالنا جھگڑنے والوں اور شک والوں کا گھروں سے بعد معرفت کے اور البتہ نکالا عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بہن کو جب کہ اس نے نوحہ کیا۔

فائدہ: یہ باب اور اثر اور حدیث کتاب الاشخاص میں گزر چکے ہیں۔

٦٦٨٣۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ يُحْتَطَبُ ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ أُخَالِفَ إِلٰى رِجَالٍ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُكُمْ أَنَّهٗ يَجِدُ عَرْقًا سَمِيْنًا أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَآءَ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ يُوْنُسُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مِرْمَاةٌ مَا بَيْنَ ظِلْفِ الشَّاةِ مِنَ اللَّحْمِ مِثْلَ مِنْسَاةٍ وَمِيْضَاةٍ الْمِيْمُ مَخْفُوْضَةٌ.

٦٦٨٣۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں نے ارادہ کیا کہ حکم کروں لکڑیوں کا کہ جمع کی جائیں پھر حکم کروں نماز کا اس کے واسطے اذان دی جائے پھر حکم کروں کسی مرد کو کہ لوگوں کو جماعت سے نماز پڑھائے پھر میں ان مردوں کی طرف جاؤں جو جماعت میں نہیں آتے سو ان کے گھر ان پر جلا دوں اور قسم ہے اللہ کی جس کے قابو میں میری جان ہے اگر کوئی جانے کہ وہ پائے گا موٹی ہڈی یا دو کھر بکری کے عمدہ تو البتہ حاضر ہو عشاء کی نماز میں، کہا ابو عبداللہ رحمہ اللہ نے مرماۃ وہ گوشت ہے جو بکری کے کھر کے درمیان ہو مثل وزن منساۃ کی اور میضاۃ کی ساتھ زیر میم کے۔

فائدہ: اور جب جماعت کے تارک کو گھر سے نکالنا اور اس کا گھر جلانا جائز ہے تو خصوم وغیرہ کا گھر سے نکالنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔

بَابٌ هَلْ لِلْإِمَامِ أَنْ يَّمْنَعَ الْمُجْرِمِيْنَ وَأَهْلَ الْمَعْصِيَةِ مِنَ الْكَلَامِ مَعَهٗ وَالزِّيَارَةِ وَنَحْوِهٖ.

کیا جائز ہے امام کے واسطے یہ کہ منع کرے گنہگاروں کو اور نافرمانی کرنے والوں کو اپنے ساتھ کلام کرنے سے اور زیارت اور مانند اس کی سے۔

فائدہ: اہل المعصیۃ عطف عام کا ہے خاص پر۔

٦٦٨٤۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِّنْ بَنِيهِ حِيْنَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا تَخَلَّفَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَذَكَرَ حَدِيْثَهٗ وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ كَلَامِنَا فَلَبِثْنَا عَلٰى ذٰلِكَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً وَآذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا.

٦٦٨٤۔ حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کعب رضی اللہ عنہ کا کھینچنے والا تھا ان کی اولاد سے جب کہ وہ اندھے ہو گئے کہا سنا میں نے کعب رضی اللہ عنہ سے کہا جب کہ جنگ تبوک میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہا پھر ذکر کی حدیث اپنی اور منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہماری کلام سے سو ٹھہرے ہم اسی حال پر پچاس راتیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ساتھ توبہ قبول کرنے اللہ کے اوپر ہمارے۔

فائدہ: اور مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ التَّمَنِّيْ

کتاب ہے بیچ بیان تمنا اور آرزو کرنے کے

فائدہ: تمنی ایک ارادہ ہے جو متعلق ہوتا ہے ساتھ آئندہ زمانے کے سو اگر خیر میں ہو بغیر اس کے کہ متعلق ہو جسم سے تو وہ مطلوب ہے ورنہ مذموم ہے اور بعضوں نے کہا کہ تمنی اور ترجی میں عموم خصوص ہے کہ ترجی ممکن چیز میں ہے اور تمنی عام تر ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّمَنِّيْ وَمَنْ تَمَنَّى الشَّهَادَةَ

جو آیا ہے تمنی میں اور جو آرزو کرتا ہے شہادت کی

٦٦٨٥ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْلَا أَنَّ رِجَالًا يَكْرَهُوْنَ أَنْ يَّتَخَلَّفُوْا بَعْدِيْ وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ مَا تَخَلَّفْتُ لَوَدِدْتُ أَنِّيْ أُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ.

٦٦٨٥ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ لوگ مجھ سے پیچھے رہنے کو برا جانتے ہیں اور میرے پاس سواری موجود نہیں جس پر ان کو سوار کروں تو میں کسی لشکر کا ساتھ نہ چھوڑتا البتہ دوست رکھتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں چار بار۔

فائدہ: اور مقصود حدیث سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں اور وددت وداد سے ہے اور اس کے معنی ہیں ارادہ وقوع شے کا اوپر وجہ مخصوص کے اور راغب نے کہا کہ ود محبت شے کی ہے اور اس کے حاصل ہونے کی آرزو کرنا۔ (فتح)

٦٦٨٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

٦٦٨٦ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ وَدِدْتُ أَنِّیْ أُقَاتِلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ فَكَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُهُنَّ ثَلَاثًا أَشْهَدُ بِاللّٰهِ.

میں دوست رکھتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں لڑوں سو مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں سو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا میں اللہ کے واسطے گواہی دیتا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے۔

بَابُ تَمَنِّی الْخَيْرِ

باب ہے بیچ بیان آرزو کرنے خیر کے

فائدہ: یہ باب عام تر ہے پہلے باب سے اس واسطے کہ اللہ کی راہ میں لڑنا منجملہ خیر سے ہے اور اشارہ کیا ساتھ اس کے اس طرف کہ تمنا مطلوب نہیں بند کی گئی ہے طلب شہادت میں۔

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ لِیْ أُحُدٌ ذَهَبًا

اور بیچ فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اگر میرے واسطے اُحد کا پہاڑ سونا ہوتا

۶۶۸۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كَانَ عِنْدِیْ أُحُدٌ ذَهَبًا لَأَحْبَبْتُ أَنْ لَا يَأْتِیَ عَلَیَّ ثَلَاثٌ وَعِنْدِیْ مِنْهُ دِيْنَارٌ لَيْسَ شَیْءٌ أَرْصُدُهٗ فِیْ دَيْنٍ عَلَیَّ أَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهٗ.

۶۶۸۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے پاس اُحد کا پہاڑ سونا ہوتا تو البتہ میں چاہتا کہ تین راتیں نہ گزریں اور میرے پاس اس میں سے ایک اشرفی ہوتی کہ پاؤں میں جو اس کو قبول کرے مگر وہ چیز جو قرض ادا کرنے کے واسطے رکھوں جو مجھ پر ہو۔

فائدہ: اور مقصود حدیث سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے احببت۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ

باب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے بیان میں کہ اگر میں اپنا حال آگے سے جانتا جو پیچھے جانا

۶۶۸۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِیْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا سُقْتُ الْهَدْیَ

۶۶۸۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اپنا حال آگے سے جانتا جو پیچھے جانا تو قربانی کو اپنے ساتھ نہ ہانک لاتا اور لوگوں کے ساتھ احرام اتارتا جب کہ انہوں نے احرام اتارا۔

وَلَحَلَلْتُ مَعَ النَّاسِ حِيْنَ حَلُّوْا.

٦٦٨٩۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَبَّيْنَا بِالْحَجِّ وَقَدِمْنَا مَكَّةَ لِأَرْبَعٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَطُوْفَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَأَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً وَنَحِلَّ إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ قَالَ وَلَمْ يَكُنْ مَعَ أَحَدٍ مِّنَّا هَدْيٌ غَيْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلْحَةَ وَجَآءَ عَلِيٌّ مِّنَ الْيَمَنِ مَعَهُ الْهَدْيُ فَقَالَ أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا نَنْطَلِقُ إِلٰى مِنًى وَذَكَرُ أَحَدِنَا يَقْطُرُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ وَلَوْلَا أَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَحَلَلْتُ قَالَ وَلَقِيَهُ سُرَاقَةُ وَهُوَ يَرْمِيْ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَنَا هٰذِهٖ خَاصَّةً قَالَ لَا بَلْ لِأَبَدٍ قَالَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ قَدِمَتْ مَعَهُ مَكَّةَ وَهِيَ حَائِضٌ فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَنْسُكَ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنَّهَا لَا تَطُوْفُ وَلَا تُصَلِّيْ حَتّٰى تَطْهُرَ فَلَمَّا نَزَلُوا الْبَطْحَآءَ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَنْطَلِقُوْنَ بِحَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ وَأَنْطَلِقُ بِحَجَّةٍ قَالَ

٦٦٨٩۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے یعنی حجۃ الوداع میں سو ہم نے حج کا احرام باندھا اور لبیک کہی اور ہم ذی حج کے چوتھی تاریخ کو مکے میں پہنچے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم کیا کہ خانے کعبے اور صفا مروہ کا طواف کر کے احرام اتار ڈالیں اور اس کو عمرہ ٹھہرائیں مگر جس کے ساتھ قربانی ہو وہ احرام نہ اتارے اور ہم میں سے کسی کے ساتھ قربانی نہ تھی سوائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اور طلحہ رضی اللہ عنہ کے اور علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے اور ان کے ساتھ بھی قربانی تھی سو کہا کہ میں نے احرام باندھا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا تو اصحاب نے کہا کہ ہم منیٰ کو چلیں گے اور ہمارے ذکر کی منی ٹپکتی ہو گی یعنی تازہ جماع کر کے احرام باندھیں گے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اپنا حال آگے سے جانتا جو پیچھے جانا تو قربانی کو اپنے ساتھ نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو میں احرام اتار ڈالتا کہا اور سراقہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور حالانکہ آپ جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارتے تھے تو اس نے کہا یا حضرت! کیا یہ ہمارے ہی واسطے خاص ہے یعنی حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا یا حج کو عمرہ کے ساتھ فسخ کرنا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ ہمیشہ کے واسطے یہی حکم ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا مکے میں آئیں اور ان کو حیض ہوا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم کیا کہ حج کی سب عبادتیں ادا کریں لیکن خانے کعبے کا طواف نہ کریں اور نہ نماز پڑھیں یہاں تک کہ حیض سے پاک ہوں سو جب بطحاء میں اترے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت! کیا تم چلتے ہو حج اور عمرے دونوں کے ساتھ اور میں فقط حج کے ساتھ جاؤں گی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ثُمَّ أَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنْ يَنْطَلِقَ مَعَهَا إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرَتْ عُمْرَةً فِي ذِي الْحَجَّةِ بَعْدَ أَيَّامِ الْحَجِّ.

نے ان کے بھائی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تنعیم کی طرف جائے جو حرم مکہ سے باہر ہے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرہ ادا کیا ذی الحجہ میں بعد حج کے دنوں سے۔

فائدہ: اور مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْتَ كَذَا وَكَذَا

باب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے بیان میں کاش کہ ایسا ہوتا اور ایسا ہوتا

فائدہ: لیت تمنی کا حرف ہے اکثر محال چیز کے ساتھ متعلق ہوتا ہے اور ممکن کے ساتھ کم۔ (فتح)

٦٦٩٠۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ أَرِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ السِّلَاحِ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ جِئْتُ أَحْرُسُكَ فَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى سَمِعْنَا غَطِيطَهُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ بِلَالٌ أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلٌ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٦٩٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے خواب رہے سونے کا موقع نہ ملا پھر فرمایا کہ کاش کوئی نیک مرد میرے اصحاب میں سے آج کی رات میری نگہبانی کرے کہ اچانک ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے کہا سعد ہے یا حضرت! میں آپ کی نگہبانی کے واسطے آیا ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوئے یہاں تک کہ ہم نے آپ کے خراٹے سنے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کاش مجھ کو علم ہوتا کہ کیا میں رات کاٹوں گا اس میدان میں کہ اور میرے گرد اذخر اور جلیل ہو یعنی مکے میں تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔

فائدہ: ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نگہبانی کرواتے تھے پھر جبکہ یہ آیت اتری ﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نگہبانی کروانی چھوڑ دی اور موضع دلالت کی قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔

بَابُ تَمَنِّي الْقُرْآنِ وَالْعِلْمِ

قرآن اور علم کی آرزو کرنا

٦٦٩١۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا

٦٦٩١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَاسُدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوْهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ يَقُوْلُ لَوْ أُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا أُوْتِيَ هٰذَا لَفَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا يُنْفِقُهُ فِيْ حَقِّهٖ فَيَقُوْلُ لَوْ أُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا أُوْتِيَ لَفَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ بِهٰذَا.

نے فرمایا کہ حسد کرنا لائق نہیں مگر دو آدمیوں میں ایک تو وہ مرد جس کو اللہ نے قرآن دیا ہے سو وہ اس کو رات اور دن کی ساعتوں میں پڑھا کرتا ہے تو وہ کہے کہ اگر مجھ کو بھی قرآن آتا یا توفیق ہوتی جیسے اس کو ہے تو میں بھی کرتا جیسے یہ کرتا ہے دوسرا وہ مرد جس کو اللہ نے مال دیا ہے اور وہ اس کو بجا خرچ کیا کرتا ہے تو وہ یوں کہے کہ اگر مجھ کو مال دیا جاتا جیسا اس کو دیا گیا تو میں بھی کرتا جیسا یہ کرتا ہے۔

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے بیچ تمنی کرنے قرآن کے اور علم بھی حکم میں اس کے ساتھ ملحق ہے اور جائز ہے آرزو کرنا اس چیز کی جو غیر کے ساتھ متعلق نہ ہو یعنی اس قسم سے کہ مباح ہے بنا بر اس کی پس نہ تمنی کرنے سے مخصوص ہے ساتھ اس کے کہ حسد اور بغض کا باعث ہو۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمَنِّيْ

جو مکروہ ہے تمنی کرنا

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾.

اور اللہ نے فرمایا کہ نہ آرزو کرو جو فضیلت دی اللہ نے ساتھ اس کے بعضوں کو بعض پر آخر آیت تک

٦٦٩٢۔ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ قَالَ أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَوْلَا أَنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ لَتَمَنَّيْتُ.

٦٦٩٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنا ہوتا فرماتے تھے کہ نہ آرزو کیا کرو مرنے کی تو البتہ میں مرنے کی آرزو کرتا۔

٦٦٩٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ قَالَ أَتَيْنَا خَبَّابَ بْنَ الْأَرَتِّ نَعُوْدُهٗ وَقَدِ اكْتَوٰى سَبْعًا فَقَالَ

٦٦٩٣۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم خباب رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کو گئے اور اس نے اپنے بدن پر سات داغ لگوائے تھے سو اس نے کہا کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو موت

لَوْلَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَّدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهٖ.

کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں موت کی دعا کرتا۔

٦٦٩٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ عُبَيْدٍ اسْمُهٗ سَعْدُ بْنُ عُبَيْدٍ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَزْهَرَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَمَنّٰى أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهٗ يَزْدَادُ وَإِمَّا مُسِيْئًا فَلَعَلَّهٗ يَسْتَعْتِبُ. قَالَ أَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ أَبُوْ عُبَيْدٍ اِسْمُهٗ سَعْدُ بْنُ عُبَيْدٍ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَزْهَرَ.

۶۶۹۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ آرزو کرے تم میں سے کوئی موت کی اگر نیک ہے تو شاید نیک عمل زیادہ کرے اور اگر بد ہے تو شاید توبہ کرے۔

فائدہ: ان سب حدیثوں میں زجر ہے موت کی آرزو کرنے سے اور حدیثوں اور آیت کے درمیان مناسبت میں خفا ہے مگر یہ کہ ارادہ کیا ہو کہ مکروہ تمنا سے وہ جنس اس چیز کی ہے کہ دلالت کرتی ہے اس پر یہ آیت اور جس پر دلالت کرتی ہے حدیث اور حاصل آیت کا زجر ہے حسد سے اور حاصل حدیث اول کا ترغیب ہے صبر پر سو جب تمنی موت سے منع کیا گیا تو ہو گا امر ساتھ صبر کے مصیبت پر جو اس پر اترے اور جمع کرتا ہے آیت اور حدیث کو رغبت دلانا رضا پر اور ماننا اللہ کے حکم کو اور حکمت بیچ منع ہونے آرزو موت کے یہ ہے کہ موت مانگنا اپنے وقت سے پہلے ایک قسم اعتراض ہے اور مقابلہ ہے تقدیر کا اگرچہ عمر نہ کم ہوتی ہے نہ زیادہ سو موت کی آرزو کرنا نہیں تاثیر کرتا اس کے زیادہ ہونے میں اور نہ کم ہونے میں لیکن وہ ایک امر ہے کہ اس سے پوشیدہ کیا گیا ہے اور ایک حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر موت مانگنے کی ضرورت ہو تو یوں مانگے کہ الٰہی! مجھ کو زندہ رکھ جب تک زندگی میرے حق میں بہتر ہو اور موت دے جب میرے حق میں موت بہتر ہو اور یہ جو فرمایا کہ اگر نیک ہو تو نیک عمل زیادہ کرے گا الخ تو ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ مکلّف کا حال ان دونوں حالتوں میں بند ہے اور تیسری قسم باقی ہے اور وہ یہ کہ اس کے نیک اور بد عمل ملے ہوئے ہوں پس یا تو بدستور رہے گا اوپر اس کے اور یا نیکی زیادہ کرے گا یا بدی زیادہ کرے گا یا نیک ہو گا تو بد ہو جائے گا یا بد ہو گا تو زیادہ بدی کرے گا اور جواب یہ ہے کہ حدیث محمول ہے اکثر اوقات پر یعنی غالب حال مسلمانوں کا یہی ہوتا ہے خاص کر مخاطب اس کے ساتھ اصحاب تھے اور البتہ میرے دل میں گزرا کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اس میں اشارہ ہے طرف رشک کرنے محسن کے اپنے احسان سے اور ڈرانا ہے بد کا اس کی بدی سے یعنی جو نیک ہو وہ

موت کی آرزو نہ کرے اور بدستور رہے اپنی نیکی پر اور زیادہ کرے نیک عمل اور جو بدکار ہو وہ بھی موت کی آرزو نہ کرے اور باز رہے بدی سے تاکہ اپنی بدی پر نہ مرے پس ہوگا خطرے پر اور باقی تقسیم بھی اس میں داخل ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا

کہنا مرد کا کہ اگر اللہ کی رحمت نہ ہوتی تو ہم دین کی راہ نہ پاتے

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف روایت مختصر کی جو روایت کی ہے خندق کھودنے کے باب میں۔

٦٦٩٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ مَعَنَا التُّرَابَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ وَارَى التُّرَابُ بَيَاضَ بَطْنِهِ يَقُوْلُ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا نَحْنُ وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا إِنَّ الْأُلٰى وَرُبَّمَا قَالَ الْمَلَا قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا إِذَا أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا أَبَيْنَا يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ.

٦٦٩٥۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ خندق کے دن ہمارے ساتھ مٹی اٹھاتے تھے اور البتہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ مٹی نے آپ کا پیٹ چھپایا تھا فرماتے تھے کہ اگر اللہ کی رحمت نہ ہوتی تو ہم دین کی راہ نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے سو اتار دے تسکین کو ہم پر اور مشرکوں نے البتہ ہم پر زیادتی کی ہے اور جب وہ فساد کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم ان کی بات کو نہیں مانتے اپنی آواز کو اس کے ساتھ بلند کرتے تھے۔

فائدہ: اور یہ کلمہ لولا کا عرب کے نزدیک منع ہوتی ہے اس کے ساتھ ایک چیز واسطے وجود غیر کے پس معنی لولا اللہ ما اھتدینا کے کہ ہماری ہدایت اللہ کی طرف سے ہے اور مناسبت حدیث کی باب سے یہ ہے کہ جب معلق کیا جائے ساتھ اس صیغے کے قول حق تو نہیں منع ہوتا ہے برخلاف اس کے کہ معلق کیا جائے ساتھ اس کے جو حق نہ ہو مثلا کوئی شخص کوئی چیز کرے پس واقع ہو گناہ میں سو کہے کہ اگر میں ایسا نہ کرتا تو ایسا نہ ہوتا پس اگر اس کو تحقیق معلوم ہو کہ جو اللہ نے اس کی تقدیر میں لکھا ہے وہ ضرور ہونے والا ہے برابر ہے کہ کرتا یا نہ کرتا تو اس کا قول اور اعتقاد نوبت پہنچاتا ہے طرف تکذیب تقدیر کی۔ (فتح)

بَابُ كَرَاهِيَةِ تَمَنِّيْ لِقَآءِ الْعَدُوِّ وَرَوَاهُ الْأَعْرَجُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

دشمن کے ملنے کی آرزو کرنا مکروہ ہے روایت کیا ہے اس کو اعرج نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے کہ شہادت کی آرزو کرنا جائز ہے اور ظاہر ان دونوں کے درمیان تعارض ہے اس واسطے کہ شہید ہونے کی آرزو محبوب ہے پس کیوں منع کیا گیا ہے دشمن کے ملنے سے اور حالانکہ وہ پہنچاتا ہے طرف محبوب کی

اور جواب یہ ہے کہ حاصل ہونا شہادت کا خاص تر ہے ملنے سے واسطے امکان تحصیل کرنے شہادت کے باوجود نصرت اسلام کے حاصل دوام عزت اس کی کے ساتھ توڑنے کفار کے اور دشمن سے ملنا کبھی پہنچاتا ہے طرف عکس اس کے کی پس منع کیا گیا اس کی آرزو کرنے سے اور نہیں مخالف ہے شہادت کی آرزو کرنے کو اور یا شاید کراہت خاص ہے ساتھ اس کے جس کو اعتماد ہو اپنی قوت پر اور خود پسند ہو۔ (فتح)

٦٦٩٦ـ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ وَكَانَ كَاتِبًا لَهُ قَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى فَقَرَأْتُهُ فَإِذَا فِيهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَآءَ الْعَدُوِّ وَسَلُوا اللهَ الْعَافِيَةَ.

٦٦٩٦ـ حضرت سالم رضی اللہ عنہ غلام آزاد عمر بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ عمر رضی اللہ عنہ کا کاتب تھا کہ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف لکھا تو میں نے اس کو پڑھا سو اچانک اس میں لکھا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ آرزو کیا کرو دشمن سے ملنے کی یعنی لڑائی کے وقت اور اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ سے عافیت مانگو تو اس واسطے کہ دعا کرنا ساتھ تحصیل کرنے امور اخروی کے بغل گیر ہے ایمان بالغیب کو باوجود اس کے کہ اس میں ظاہر کرنا محتاجی کا طرف اللہ کی اور اس کے آگے ذلیل ہونا اور دعا کرنا ساتھ تحصیل امور دنیاوی کے واسطے محتاج ہونے داعی کے ہے طرف ان کی سو کبھی وہ مقدر ہوتی ہے ساتھ دعا کرنے کے سو ہر سبب اور مسبب مقدر ہے بخلاف دعا موت کے کہ نہیں ہے اس میں کوئی مصلحت ظاہرہ بلکہ اس میں مفسدہ ہے اور وہ طلب کرنا نعمت زندگی دور کرنے کو اور جو اس پر مرتب ہوتا ہے فوائد سے خاص کر جب کہ مومن ہو اس واسطے کہ بدستور رہنا ایمان کا افضل عملوں سے ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ اللَّوْ — جو جائز ہے لو سے

فائدہ: مراد یہ ہے کہ جو جائز ہے قول اس شخص کے سے جو راضی ہو ساتھ قضاء اللہ کے اگر یوں ہوتا تو البتہ یوں ہوتا یعنی لو کا کلمہ کسی امر میں کہنا جائز ہے یا نہیں کلمہ لو کا واسطے معلق کرنے دوسری چیز کے ہے ساتھ اول کے زمانہ ماضی میں سو دلالت کرے گا اوپر انتفاء اول کے اس واسطے کہ اگر ثابت ہوتا تو لازم آتا ثبوت ثانی کا اس واسطے کہ وہ واسطے ثبوت ثانی کے ہے برتقدیر اول کے سو جب ہوا اول لازم واسطے ثانی کے تو دلالت کرے گا اوپر منع ہونے ثانی کے واسطے منع ہونے اول کے واسطے ضرورت منفی ہونے ملزوم کے اور اگر اول دوسرے کو لازم نہ ہو تو نہ دلالت کرے گا مگر مجرد شرط پر۔ (فتح)

وَقَوْلِهِ تَعَالٰی ﴿لَوْ أَنَّ لِیْ بِکُمْ قُوَّۃً﴾ اور قول اللہ تعالیٰ کا کہ لوط علیہ السلام نے کہا کہ اگر مجھ کو تمہارے مقابلے کی قوت ہوتی تو البتہ میں تم کو منع کرتا اس فساد سے جو تم لائے ہو۔

فائدہ: اور مراد لوط علیہ السلام کی قوت آدمیوں کی تھی ورنہ وہ جانتے تھے کہ ان کے واسطے اللہ سے رکن سخت ہے لیکن وہ چلے ظاہر پر اور یہ آیت بغل گیر ہے اس کو کہ جب مومن بد کام دیکھے جس کے دور کرنے پر قادر نہ ہو تو افسوس کرے اور پر گم ہونے اس شخص کے جو اس کے دفع پر اس کی مدد کرے اور تمنا کرے اس کے وجود کے واسطے حرص کرنے کے اپنے رب کی طاعت پر اور گھبرانے کے بدستور رہنے گناہ کے اسے اور اسی واسطے واجب ہے کہ اپنی زبان سے انکار کرے پھر دل سے جب کہ طاقت دفع کی نہ ہو اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ قول اپنے کے **مایجوز من اللو** طرف اس کی کہ دراصل وہ جائز نہیں مگر جو اس سے مستثنیٰ ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس قول کے بخاری رحمہ اللہ نے طرف اس حدیث کے جو مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن قوی اللہ کے نزدیک بہتر اور پیارا ہے مومن ضعیف اور سست سے اور ہر ایماندار میں بہتری ہے اور حرص کرتا رہ اس کام پر جو تجھ کو فائدے دے اور نہ تھک اور اگر تجھ کو کوئی مصیبت پہنچے تو یوں کہہ کہ یہ اللہ نے مقدر کیا تھا اور جو اللہ نے چاہا سو کیا اور بچ اگر کہنے سے اس واسطے کہ اگر کہنا شیطانی کام کا دروازہ کھولتا ہے یعنی یوں نہ کہو کہ اگر میں ایسا ایسا کام کرتا تو ایسا ایسا ہوتا اور کہا طبری نے کہ تطبیق درمیان اس نہی کے اور ان حدیثوں کے جو جواز پر دلالت کرتی ہیں یہ ہے کہ نہی مخصوص ہے ساتھ جزم کرنے کے فعل سے جو نہیں واقع ہوا یعنی نہ کہہ کسی چیز کے واسطے کہ اگر میں یوں کرتا تو البتہ ضرور ہوتی بغیر اس کے کہ تیرے دل میں مشیت الٰہی کی شرط ہو اور جو وارد ہوا ہے قول لو سے محمول ہے اس پر جب کہ اس کا قائل یقین کرنے والا ہو ساتھ شرط مذکور کے اور وہ شرط اللہ کی مشیت کی ہے کہ اگر اللہ چاہتا تو واقع ہوتی اور یہ کہ نہیں واقع ہوتی ہے کوئی چیز مگر اللہ کی مشیت اور اس کے ارادے سے اور وہ مانند قول ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کی ہے غار میں کہ اگر کوئی ان میں اپنا قدم اٹھائے تو ہم کو دیکھ پائے باوجود یقین اس بات کے کہ اللہ ان کی آنکھوں کو ان دونوں سے بند کرنے پر قادر ہے لیکن وہ چلے بحکم عادت ظاہر کے اور ان کو یقین تھا کہ اگر انہوں نے قدم اٹھایا تو نہ دیکھ سکیں گے ان دونوں کو مگر اللہ کی مشیت سے اور کہا عیاض نے کہ جو سمجھا جاتا ہے بخاری رحمہ اللہ کے ترجمہ سے اور ان حدیثوں سے جو باب میں ذکر کیں یہ ہے کہ جائز ہے استعمال کرنا لو اور لولا کا اس چیز میں کہ ہو استقبال کے واسطے اس چیز سے کہ اس کا فعل وجود غیر کے واسطے ہے اور وہ باب لو سے ہے اس واسطے کہ نہیں داخل کی اس نے باب میں مگر وہ چیز جو استقبال کے واسطے ہے اور جو حق صحیح یقینی ہے برخلاف ماضی کے یا جس میں اعتراض ہے غیب پر اور تقدیر سابق پر اور نہی تو صرف اس جگہ ہے کہ کہے اس کو اعتقاد کر کے لازم طور سے اور یہ کہ

اگر ہو کرتا اس کو قطعًا وہ مصیبت نہ پہنچتی جو پہنچی اور بہرحال جو اللہ کی مشیت کی شرط کرے اور یہ کہ اگر اللہ کا ارادہ نہ ہوتا تو وہ چیز واقع نہ ہوتی تو یہ اس قسم سے نہیں ہے اور میرے نزدیک معنی حدیث کے یہ ہیں کہ نہی اپنے ظاہر اور عموم پر ہے لیکن وہ نہی تنزیہی ہے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول حضرت ﷺ کا کہ لو شیطان کے کام کی چابی ہے یعنی ڈالتا ہے دل میں معارضہ تقدیر کا اور تعاقب کیا ہے اس کا نووی رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے کہ لو کا استعمال ماضی میں بھی آیا ہے مثل قول اس کے کی کہ اگر گھر میں اپنا حال آگے سے جانتا، الخ پس ظاہر یہ ہے کہ نہی اس کے اطلاق سے ہے اس چیز میں کہ اس میں فائدہ نہ ہو اور بہرحال اگر کہے اس کو بطور افسوس کرنے کے اس چیز پر جو اس سے فوت ہوئی اللہ کی بندگی سے یا اس پر جو دشوار ہو اوپر اس کے تو اس کا کوئی ڈر نہیں اور اسی پر محمول ہے اکثر استعمال اس کا جو موجود ہے حدیثوں میں کہا قرطبی نے مفہم میں کہ مراد مسلم کی حدیث سے یہ ہے کہ مقدر چیز کے واقع ہونے کے بعد متعین یہ ہے کہ اس کو قبول کرے اور مقدر کے ساتھ راضی ہو اور جو چیز فوت ہو چکی ہو اور واقع ہو چکی ہو اس کی طرف التفات نہ کرے اور اگر فوت شدہ چیز میں فکر کرے اور کہے کہ اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ہوتا تو شیطان کے وسوسے اس کے دل میں آتے ہیں سو ہمیشہ اس کے دل میں وسوسے آیا کرتے ہیں یہاں تک کہ نوبت پہنچاتے ہیں اس کو طرف صریح خسارے کی پس معارضہ کرتا ہے تو ہم تدبیر سے سابق تقدیر کا اور یہ عمل شیطان کا ہے جس کے اسباب لانے سے منع کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ نہ کہو لو اس واسطے کہ لو شیطان کے کام کی چابی ہے اور یہ مراد نہیں کہ لو کا کلمہ مطلق زبان سے نہ بولے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو چند حدیثوں میں بولا ہے لیکن محل نہی کا اس کے اطلاق سے تو فقط اس چیز میں ہے کہ بطور مقابلے تقدیر کے بولا جائے باوجود اس اعتقاد کے کہ اگر یہ مانع اٹھ جاتا تو البتہ واقع ہوتا برخلاف مقدور کے نہ جب کہ خبر دے ساتھ مانع کے اس جہت سے کہ متعلق ہے ساتھ اس کے فائدہ مستقبل میں اس واسطے کہ ایسے اگر کے جائز ہونے میں کچھ اختلاف نہیں اور نہیں ہے اس میں شیطان کے کام کی چابی اور نہ وہ تحریم کی طرف نوبت پہنچاتا ہے اور بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں نو حدیثیں ذکر کی ہیں بعض میں بولنا ہے ساتھ لو کے اور بعض میں ساتھ لولا کے سو پہلی اور دوسری اور تیسری اور چھٹی اور آٹھویں اور نویں حدیث میں تو لو ہے اور باقی حدیثوں میں لولا ہے۔ (فتح)

٦٦٩٧۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ أَهِيَ الَّتِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ

٦٦٩٧۔ حضرت قاسم سے روایت ہے کہ ذکر کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دو لعان کرنے والوں کو تو عبداللہ بن شداد نے کہا کہ کیا وہ عورت وہی ہے جس کے حق میں حضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر ہوتا میں سنگسار کرنے والا کسی عورت کو بغیر گواہوں کے؟ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نہیں بلکہ یہ وہ عورت ہے کہ ظاہر کیا تھا

رَاجِمًا امْرَأَةً مِنْ غَيْرِ بَيِّنَةٍ قَالَ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ أَعْلَنَتْ.

اس نے اس بدی کو اسلام میں اور خوف نہ کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لعان میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول ہے کہ اگر میں ہوتا سنگسار کرنے والا کسی کو بغیر گواہوں کے۔ (فتح)

۶۶۹۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا عَطَآءٌ قَالَ أَعْتَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعِشَآءِ فَخَرَجَ عُمَرُ فَقَالَ الصَّلَاةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَقَدَ النِّسَآءُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ وَرَأْسُهٗ يَقْطُرُ يَقُوْلُ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ أَوْ عَلَى النَّاسِ وَقَالَ سُفْيَانُ أَيْضًا عَلٰى أُمَّتِيْ لَأَمَرْتُهُمْ بِالصَّلَاةِ هٰذِهِ السَّاعَةَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الصَّلَاةَ فَجَآءَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَقَدَ النِّسَآءُ وَالْوِلْدَانُ فَخَرَجَ وَهُوَ يَمْسَحُ الْمَآءَ عَنْ شِقِّهٖ يَقُوْلُ إِنَّهٗ لَلْوَقْتُ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ وَقَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا عَطَآءٌ لَيْسَ فِيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَّا عَمْرٌو فَقَالَ رَأْسُهٗ يَقْطُرُ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ يَمْسَحُ الْمَآءَ عَنْ شِقِّهٖ وَقَالَ عَمْرٌو لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ إِنَّهٗ لَلْوَقْتُ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۶۹۸۔ حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک رات عشاء کی نماز میں دیر کی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نکلے تو کہا یا حضرت! نماز پڑھیے عورتیں اور لڑکے سو گئے سو حضرت ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ کے سر سے پانی ٹپکتا تھا فرماتے تھے کہ اگر میں اپنی امت پر یا یوں فرمایا کہ لوگوں پر اور سفیان نے بھی کہا اپنی امت پر مشکل نہ جانتا تو البتہ ان کو واجب کر کے حکم کرتا کہ عشاء کی نماز اسی وقت میں پڑھا کریں، کہا ابن جریج نے عطاء سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت ﷺ نے عشاء کی نماز میں ایک رات دیر کی سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے ار کہا یا حضرت! عورتیں اور لڑکے سو گئے سو حضرت ﷺ باہر تشریف لائے اور حالانکہ اپنے سر کی ایک طرف سے پانی نچوڑتے تھے فرماتے تھے بے شک یہ وقت ہے فضیلت کا اور اگر میں اپنی امت پر دشوار نہ جانتا اور کہا عمرو نے کہ حدیث بیان کی ہم سے عطاء نے نہیں ہے اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عمرو نے تو کہا کہ حضرت ﷺ کے سر سے پانی ٹپکتا تھا اور ابن جریج نے کہا کہ سر سے پانی نچوڑتے تھے اور کہا عمرو نے اگر میری امت پر دشوار نہ ہوتا اور کہا ابن جریج نے البتہ وہ وقت ہے اگر میں اپنی امت پر مشکل نہ جانتا اور کہا ابن ابراہیم نے یعنی روایت کیا ہے اس کو محمد بن مسلم نے عمرو سے عطاء سے موصول ساتھ ذکر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بیچ اس کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔

٦٦٩٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ.

٦٦٩٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت پر دشوار اور کٹھن نہ جانتا تو البتہ میں ان کو واجب کر کے مسواک کا حکم کرتا یعنی نماز پنجگانہ میں۔

٦٧٠٠۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وَاصَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرَ الشَّهْرِ وَوَاصَلَ أُنَاسٌ مِّنَ النَّاسِ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ مُدَّ بِيَ الشَّهْرُ لَوَاصَلْتُ وِصَالًا يَدَعُ الْمُتَعَمِّقُوْنَ تَعَمُّقَهُمْ إِنِّيْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّيْ أَظَلُّ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِ. تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ مُغِيْرَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٧٠٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر ماہ رمضان میں وصال کے روزے رکھے اور بعض اصحاب نے بھی آپ کے ساتھ وصال کے روزے رکھے یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر رمضان کا مہینہ مجھ پر دراز ہو جاتا تو میں برابر وصال کے روزے اتنے رکھتا جاتا کہ چھوڑ دیتے شدت سے عبادت کرنے والے اپنی شدت کو یعنی لوگ عاجز ہو کر وصال کرنا چھوڑ دیتے بے شک میں تمہاری طرح نہیں ہوں بے شک میرا رب مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔

فائدہ: وصال کا روزہ یہ ہے کہ دو روز یا زیادہ برابر روزہ رکھے اور رات کو بھی نہ کھائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو اس روزے سے منع کیا اصحاب نے کہا کہ آپ جو وصال کا روزہ رکھتے ہیں اس کا کیا سبب ہے؟ تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی یعنی مجھ کو اپنی طرح نہ سمجھو مجھ کو اللہ کھلاتا پلاتا ہے اور اس حدیث کی شرح روزے میں گزر چکی ہے۔

٦٧٠١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٦٧٠١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے روزے سے منع فرمایا تو اصحاب نے کہا کہ آپ وصال کا روزہ رکھتے ہیں؟ یعنی اس کا کیا سبب ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کون میرے برابر ہے؟ میں رات کاٹتا ہوں میرا رب مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے سو جب

وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ قَالُوْا فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ أَيُّكُمْ مِثْلِيْ إِنِّيْ أَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِ فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَّنْتَهُوْا وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُّكُمْ كَالْمُنَكِّلِ لَهُمْ.

انہوں نے باز رہنے سے انکار کیا تو حضرت ﷺ نے ان کے ساتھ وصال کا روزہ رکھا پھر ایک روزہ رکھا یعنی دو روز برابر وصال کا روزہ رکھا پھر لوگوں نے ہلال کو دیکھا سو فرمایا کہ اگر رمضان کا مہینہ زیادہ ہو جاتا تو میں وصال کا روزہ زیادہ کرتا جیسے ان کو سزا دینے والے تھے۔

٦٧٠٢۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَدْرِ أَمِنَ الْبَيْتِ هُوَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَمَا لَهُمْ لَمْ يُدْخِلُوْهُ فِي الْبَيْتِ قَالَ إِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ قُلْتُ فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا قَالَ فَعَلَ ذَاكِ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوْا مَنْ شَآءُ وْا وَيَمْنَعُوْا مَنْ شَآءُ وْا وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوْبُهُمْ أَنْ أُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ وَأَنْ أُلْصِقَ بَابَهُ فِي الْأَرْضِ.

٦٧٠٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ کیا حطیم کعبے میں ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں میں نے کہا ان کو کیا ہوا انہوں نے اس کو کعبے میں داخل نہ کیا؟ فرمایا کہ تیری قوم کے پاس خرچ نہیں رہا تھا میں نے کہا کیا حال ہے اس کے دروازے کا اونچا ہے؟ فرمایا کہ تیری قوم نے یہ کام اس واسطے کیا تھا کہ جس کو چاہیں اندر داخل کریں اور جس کو چاہیں منع کریں اور اگر تیری قوم کے کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا تو سو میں ڈرتا ہوں کہ ان کے دل میں رنج ہو تو میں حطیم کو کعبے میں داخل کرتا اور اس کا دروازہ زمین کے ساتھ ملاتا۔

فائدہ: کفر کے زمانے میں کفار قریش نے کعبہ بنایا تھا تو خرچ کی کمی سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قدیم بنیاد سے شمال کی طرف جدھر حطیم ہے سات ہاتھ کو کم کر دیا حضرت ﷺ نے اس کو دوبارہ اس واسطے نہ بنوایا کہ قریش نومسلم تھے ان کو رنج ہوتا کہ پیغمبر نے ہماری بنائی عمارت کو مٹایا شاید اسلام سے پھر جاتے۔

٦٧٠٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ

٦٧٠٣۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصاریوں میں سے ایک مرد ہوتا یعنی اصحاب مجھ کو ایسے پسند خاطر ہیں کہ اگر ہجرت کی صفت مجھ میں نہ ہوتی تو میں اپنی ذات کو انصاریوں میں شمار کرتا اور اگر انصار چلتے کسی میدان میں یا پہاڑ کے کسی درے میں تو میں انصار کے میدان میں یا انصار

الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَ الْأَنْصَارِ.

٦٧٠٤ـ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهَا تَابَعَهُ أَبُو التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الشِّعْبِ.

کے راہ میں چلتا۔

۶۷۰۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصاریوں میں سے ایک مرد ہوتا یعنی اصحاب مجھ کو ایسے پسند خاطر ہیں کہ اگر ہجرت کی صفت مجھ میں نہ ہوتی تو میں اپنی ذات کو انصاریوں میں شمار کرتا اور اگر انصار چلتے کسی میدان میں یا پہاڑ کے کسی درے میں تو میں انصار کے میدان میں یا انصار کے راہ میں چلتا۔

فائدہ: کہا سبکی کبیر نے کہ مقصود بخاری رحمہ اللہ کا اس باب سے اور اس کی حدیث سے یہ ہے کہ لو یعنی اگر کہنا مطلق مکروہ نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ تو مخصوص چیز میں ہے لیا جاتا ہے یہ اس کے قول من اللو سے پس اشارہ کیا طرف تبعیض کی اور وارد ہونے اس کے سے صحیح حدیثوں میں، میں کہتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حرص کرتا رہ اس پر جو تجھ کو نفع دے اور پھر فرمایا کہ بچ اگر کہنے سے تو اس میں اشارہ ہے کہ لو مذموم دو قسم پر ہے ایک قسم حال میں ہے جب تک فعل خیر کا ممکن ہو سو نہ چھوڑے بسبب گم ہونے اور چیز کے سو تو نہ کہے کہ اگر اس طرح موجود ہوتا تو میں اس طرح کرتا باوجود قادر ہونے اس کے اس کے کرنے پر اگرچہ یہ موجود نہ ہوتا بلکہ کرے چیز کو اور حرص کرے اس کے نہ فوت ہونے پر دوسری قسم یہ ہے کہ فوت ہو اس سے کوئی امر دنیا کے امر سے سو نہ مشغول کرے اپنے نفس کو ساتھ افسوس کرنے کے اوپر اس کے اس واسطے کہ اس میں اعتراض ہے تقدیر پر پس ذم راجح ہے اس چیز میں کہ رجوع کرتی ہے حال میں طرف قصور کی اور اس چیز میں کہ رجوع کرتی ہے ماضی میں طرف اعتراض کی تقدیر پر۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ أَخْبَارِ الْآحَادِ

کتاب ہے بیچ بیان ان حدیثوں کے جو خبر واحد ہیں

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ إِجَازَةِ خَبَرِ الْوَاحِدِ الصَّدُوْقِ فِي الْأَذَانِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ وَالْفَرَآئِضِ وَالْأَحْكَامِ.

جو چیز کہ آئی ہے بیچ قبول کرنے خبر واحد صدوق کے یعنی جو بڑا سچا ہو بیچ اذان کے اور نماز کے اور روزے کے اور فرائض اور احکام کے۔

فائدہ: مراد ساتھ اجازت خبر واحد کے یہ ہے کہ عمل کرنا ساتھ اس کے اور قائل ہونا ساتھ اس کے کہ وہ حجت ہے اور مراد ساتھ واحد کے اس جگہ حقیقۃً ایک ہے اور بہر حال اہل اصول کی اصطلاح میں پس مراد ساتھ اس کے وہ خبر ہے جو متواتر نہ ہو عام تر اس سے کہ مشہور ہو یا واحد اور مقصود اس باب سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ نہیں حجت پکڑی جاتی ہے ساتھ حدیث کے مگر جب کہ روایت کریں اس کو ایک سے زیادہ تا کہ ہو جائے مانند گواہی کی اور لازم آتا ہے اس سے رد کرنا اس شخص پر جو شرط کرتا ہے چار کو یا زیادہ کو سو بعضوں سے منقول ہے کہ شرط ہے بیچ قبول ہونے خبر واحد کے یہ کہ روایت کریں اس کو تین آدمی تین سے ابتدا سے انتہا تک اور بعضوں نے کہا کہ شرط ہے روایت کرنا پانچ کا پانچ سے اور بعضوں نے کہا کہ سات کا سات سے اور شاید یہ لوگ قائل ہیں کہ عدد مذکور تواتر کا فائدہ دیتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ شرط ہے ہونا دو کا دو سے انتہا تک اور صدوق کی قید ہونا ضروری ہے ورنہ مقابل اس کا اور وہ کذوب ہے بالاتفاق حجت نہیں اور بہر حال جس کا حال معلوم نہ ہو وہ تیسری قسم ہے جائز ہے حجت پکڑنا ساتھ اس کے اگر قوت پا جائے اور عطف فرائض کا صوم پر عطف عام کا ہے خاص پر اور ان کو خاص کر ذکر کیا اہتمام کے واسطے اور تا معلوم ہو کہ وہ عملیات میں ہے نہ اعتقادیات میں اور مراد ساتھ قبول خبر واحد کے اذان میں یہ ہے کہ جب وہ امین ہو اور اذان دے تو ضامن ہو جاتا ہے دخول وقت کا پس جائز ہے نماز اس وقت کی اور نماز میں خبر دار کرنا ہے ساتھ جہت قبلے کے اور روزے میں خبر دار کرنا ہے ساتھ طلوع فجر کے یا غروب آفتاب کے اور احکام عطف عام کا ہے خاص پر اس واسطے کہ فرائض ایک فرد ہیں احکام کا۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ

اور اللہ نے فرمایا سو کیوں نہ نکلے ہر فرقہ میں سے ان کے ایک گروہ تا کہ سمجھ پیدا کریں دین میں اور تا کہ خبر

وَلِيُنذِرُوْا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ﴾ وَيُسَمَّى الرَّجُل طَآئِفَةً لِقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَإِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا﴾ فَلَوِ اقْتَتَلَ رَجُلَانِ دَخَلَ فِيْ مَعْنَى الْآيَةِ وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿إِنْ جَآءَ كُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوْا﴾ وَكَيْفَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَرَآئَهُ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ فَإِنْ سَهَا أَحَدٌ مِّنْهُمْ رُدَّ إِلَى السُّنَّةِ.

پہنچائیں اپنی قوم کو جب پھر آئیں ان کی طرف شاید کہ وہ ڈریں اور نام رکھا جاتا ہے ایک مرد کا طائفہ واسطے قول اللہ تعالیٰ کے اور اگر مسلمانوں میں سے دو گروہ باہم لڑیں سو اگر دو مرد لڑیں تو آیت کے معنی میں داخل ہوں گے اور اللہ نے فرمایا کہ اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لائے تو تحقیق کرو تا کہ نہ جا پڑو کسی قوم پر بے علمی سے اور کس طرح بھیجا حضرت ﷺ نے اپنے امیروں کو ایک کو بعد ایک کے اور اگر کوئی ان میں چوک گیا تو رد کیا گیا طرف سنت کی۔

فائدہ: یہ جو کہا فلولا نفر الخ تو مراد بخاری رحمہ اللہ کی اس سے یہ ہے کہ لفظ طائفہ کا شامل ہے ایک کو اور زیادہ کو اور نہیں خاص ہے ساتھ عدد معین کے اور یہ منقول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد اور نخعی اور عطاء اور عکرمہ وغیرہ سے اور اسی طرح دلالت قول اللہ تعالیٰ سے ﴿وَإِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ اور یہی منقول ہے مجاہد سے اور یہ جو اللہ نے فرمایا کہ اگر کوئی فاسق خبر لائے، الخ تو وجہ دلالت اس کی لی جاتی ہے مفہوم شرط اور صفت سے اس واسطے کہ وہ دونوں چاہتے ہیں خبر واحد کے قبول کرنے کو اور یہ دلیل وارد کی جاتی ہے واسطے قوی ہونے کے نہ واسطے استقلال کے اور نیز اماموں نے حجت پکڑی ہے ساتھ آیتوں اور حدیثوں کے جو مذکور ہیں باب میں اور مانع کی حجت یہ ہے کہ نہیں فائدہ دیتی ہے خبر واحد مگر ظن کا اور جواب یہ ہے کہ مجموع ان کا فائدہ دیتا ہے قطع کا مانند تواتر معنوی کے اور البتہ عام ہوا ہے عمل اصحاب اور تابعین کا ساتھ خبر واحد کے بغیر انکار کے پس یہ تقاضا کرتا ہے ان کے اتفاق کو اوپر قبول کرنے خبر واحد کے اور مراد ساتھ بھیجنے حضرت ﷺ کے ایک کو بعد ایک کے تعدد وجہات کا ہے جن کی طرف بھیجے جاتے تھے ساتھ تعدد ان لوگوں کے جو بھیجے جاتے تھے اور حمل کیا ہے اس کو کرمانی نے ظاہر پر سو کہا کہ فائدہ بھیجنے دوسرے کا بعد اول کے یہ ہے کہ تا کہ پھیرے اس کو طرف حق کی بعد بھول جانے اس کے اور نہیں نکلتی ساتھ اس کے ہونے اس کے سے خبر واحد اور یہ استدلال قوی ہے واسطے ثابت ہونے خبر واحد کے حضرت ﷺ کے فعل سے اس واسطے کہ اگر خبر واحد کا قبول کرنا کافی نہ ہوتا تو حضرت ﷺ کے بھیجنے کے کوئی معنی نہ تھے اور تائید کی اس کی شافعی رحمہ اللہ نے اس حدیث سے کہ جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ حکم پہنچائیں اور یہ حدیث بخاری اور مسلم میں ہے اور ساتھ اس حدیث کے کہ تر و تازہ کرے اللہ اس مرد کو جو میری حدیث سنے پھر ہو بہو اس کو پہنچائے اور یہ سنن میں ہے اور حدیثیں ظاہر ہیں اس میں کہ ان میں سے ہر شہر والے اپنے حاکم کی طرف جھگڑا فیصل کروانے جاتے تھے اور اپنے

حاکم کی خبر کو قبول کرتے تھے اور اس پر اعتماد کرتے تھے بغیر التفات کے طرف قرینے کی اور باب کی حدیثوں میں بہت دلائل ہیں اس قسم سے اور حجت پکڑی ہے بعض اماموں نے ساتھ اس آیت کے ﴿يَآيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾ باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ سب لوگوں کی طرف پیغمبر ہیں اور واجب ہے حضرت ﷺ پر ان کو اللہ کا حکم پہنچانا سو اگر خبر واحد کی مقبول نہ ہوتی تو البتہ مشکل ہوتا پہنچانا شریعت کا سب لوگوں کو بداہۃً اس واسطے کہ حضرت ﷺ کو سب لوگوں کے ساتھ روبرو خطاب کرنا دشوار ہے اور اسی طرح مشکل ہے بھیجنا عدد تواتر کا طرف ان کی اور یہ مسلک جید ہے جوڑا گیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے شافعی رحمہ اللہ علیہ پھر بخاری رحمہ اللہ علیہ نے اور بعض اصحاب سے جو منقول ہے کہ انہوں نے خبر واحد کے قبول کرنے میں توقف کیا تو یہ یا تو شک کے وقت ہے اور یا وقت معارضہ دلیل قطعی کے اور عقل دلیل یہ ہے کہ حضرت ﷺ احکام پہنچانے کے واسطے بھیجے گئے ہیں اور صدق خبر واحد کا ممکن ہے پس واجب ہے عمل ساتھ اس کے احتیاط کے واسطے اور اصابت ظن کی ساتھ خبر واحد صدوق کے غالب ہے اور واقع ہونا خطا کا اس میں نادر ہے پس نہ ترک کی جائے گی مصلحت غالبہ نادر مفسدے کے خوف سے اور بعض حنفیوں نے رد کیا ہے اس خبر واحد کو جو قرآن پر زائد ہو اور تعقب کیا گیا ہے ان کا ساتھ اس کے کہ قبول کیا ہے انہوں نے خبر واحد کو بیچ وجوب غسل مرفق کے وضو میں اور حاصل ہونے عموم اس کے ساتھ خبر واحد کے مانند نصاب سرقہ کی اور رد کیا ہے اس کو بعضوں نے ساتھ اس چیز کے کہ عام ہو ساتھ اس کے آزمائش یعنی جو کام مکرر ہوتا رہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ انہوں نے عمل کیا ہے ساتھ اس کے عام آزمائش میں مانند واجب کرنے وضو کے ساتھ قہقہہ کے نماز میں اور ساتھ قے اور نکسیر کے اور یہ سب مبسوط ہے فقہ میں۔

٦٧٠٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ قَالَ أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُوْنَ فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفِيْقًا فَلَمَّا ظَنَّ أَنَّا قَدِ اشْتَهَيْنَا أَهْلَنَا أَوْ قَدِ اشْتَقْنَا سَأَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا بَعْدَنَا فَأَخْبَرْنَاهُ قَالَ ارْجِعُوْا إِلٰى أَهْلِيْكُمْ فَأَقِيْمُوْا فِيْهِمْ وَعَلِّمُوْهُمْ وَمُرُوْهُمْ وَذَكَرَ أَشْيَآءَ أَحْفَظُهَا

٦٧٠٥۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس آئے اور ہم نوجوان قریب العمر تھے سو ہم حضرت ﷺ کے پاس بیس دن رہے اور حضرت ﷺ نرم دل تھے سو حضرت ﷺ نے گمان کیا کہ ہم کو اپنے گھر والوں کی خواہش ہے یا ہم مشتاق ہیں تو ہم سے ہمارے پچھلوں کا حال پوچھا ہم نے حضرت ﷺ کو خبر دی فرمایا پلٹ جاؤ اپنے گھر والوں کی طرف اور ان میں رہو اور ان کو احکام سکھلاؤ اور ان کو حکم کرو اور ذکر کیں بہت چیزیں جو مجھ کو یاد ہیں یا یاد نہیں اور نماز پڑھو جیسا تم نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا اور جب نماز کا وقت آئے تو چاہیے کہ کوئی تم میں سے

أَوْ لَا أَحْفَظُهَا وَصَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِي أُصَلِّيْ فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ.

اذان دے اور جو تم میں بڑا ہو وہ امام بنے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ان کو حکم کرو تو مراد ساتھ اس کے عام تر ہے ضد نہی سے اس واسطے کہ منع کرنا چیز سے امر ہے ساتھ فعل خلاف اس کی کے اتفاق اور عطف امر کا تعلیم پر واسطے خاص تر ہونے اس کے ہے اس سے اور مراد مامور سے وہ چیز ہے جو دوسری روایت میں آئی ہے کہ حکم کرنا ان کو کہ نماز پڑھیں ایسی فلانے وقت میں اور نماز ایسی فلانے وقت میں اور وقتوں کا ذکر مشہور ہونے کے سبب سے نہیں کیا اور یہ جو فرمایا کہ نماز پڑھو جیسا تم نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا یعنی منجملہ ان چیزوں کے کہ ابوقلابہ نے ان کو مالک سے یاد رکھا یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہا ابن دقیق العید نے کہ استدلال کیا ہے بہت فقہاء نے بہت جگہوں میں اوپر وجوب کے ساتھ فعل کے سمیت اس قول کے کہ نماز پڑھو جیسا تم نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا اور جب لیا جائے اس کو باوجود قطع نظر کے اس کے سبب اور سیاق سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب امت کے واسطے خطاب ہے ساتھ اس کے کہ نماز پڑھا کریں جیسے حضرت ﷺ نے نماز پڑھی پس قوی ہوگا استدلال ساتھ اس کے ہر فعل پر جو ثابت ہوا کہ حضرت ﷺ نے اس کو نماز میں کیا لیکن یہ خطاب تو صرف مالک اور اس کے ساتھیوں کے واسطے واقع ہوا ہے ہاں سب امت ان کو اس حکم میں شریک ہیں بشرطیکہ ثابت ہو استمرار حضرت ﷺ کا اس چیز کے فعل پر جس سے استدلال کیا گیا ہے ہمیشہ تا کہ داخل ہو نیچے امر کے اور ان میں سے بعض چیزوں پر تو حضرت ﷺ کا استمرار کرنا قطعی ہی ثابت ہو چکا ہے اور بہرحال وہ چیز کہ نہیں دلالت کرتی ہے دلیل ہے اوپر وجود اس کے ان نمازوں میں کہ تعلق پکڑا ہے امر نے ساتھ واقع کرنے نماز کے اوپر صفت ان کی کے تو اس کو یہ امر شامل نہیں ہے اور موضع ترجمہ کی یہ ہے کہ جب نماز کا وقت آئے تو چاہیے کہ کوئی اذان دے۔ (فتح)

٦٧٠٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِّنْ سَحُوْرِهٖ فَإِنَّهٗ يُؤَذِّنُ أَوْ قَالَ يُنَادِيْ لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ وَلَيْسَ الْفَجْرُ أَنْ يَّقُوْلَ هٰكَذَا وَجَمَعَ يَحْيٰى كَفَّيْهِ حَتّٰى يَقُوْلَ هٰكَذَا وَمَدَّ يَحْيٰى إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَتَيْنِ.

٦٧٠٦۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ روکے کسی کو بلال رضی اللہ عنہ کی اذان اس کی سحری کھانے سے اس واسطے کہ وہ اذان دیتا ہے رات سے تا کہ تم میں سے جو نماز تہجد پڑھتا ہو وہ آرام کر لے اور جو سوتا ہو وہ نماز اور سحری کھانے کے واسطے جاگے اور فجر کا وقت وہ نہیں جو اس طرح اشارہ کرے اور یحییٰ اس حدیث کے راوی نے اپنی دونوں ہتھیلیاں ملا کر اونچا کر کے دکھلایا یعنی جو لمبی اونچی روشنی اول ہوتی ہے اس کا نام صبح نہیں حضرت ﷺ نے

فرمایا جب تک اس طرح نہ اشارہ کرے اور یحییٰ نے اپنے کلمے کی دونوں انگلیوں کو ملا کر پھیلایا دائیں اور بائیں یعنی صبح وہ ہے جس کی روشنی چوڑی ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اذان میں گزر چکی ہے اور اصل اس روایت کی ساتھ اشارت کے ہے جو مقرون ہے ساتھ قول کے۔ (فتح)

٦٧٠٧ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ بِلَالًا يُنَادِيْ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ.

٦٧٠٧ـ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتا ہے رات سے سو کھایا پیا کرو یہاں تک کہ اذان دے ابن ام مکتوم۔

٦٧٠٨ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيْلَ أَزِيْدَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ.

٦٧٠٨ـ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ظہر کی نماز پانچ رکعتیں پڑھائیں یعنی بھول کر تو کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا نماز زیادہ کی گئی فرمایا اور تمہارے اس کہنے کا کیا سبب ہے؟ اصحاب نے کہا کہ آپ نے پانچ رکعتیں پڑھیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سجدے کیے سلام کے بعد۔

فائدہ: اور اس حدیث میں یہ خبر واحد کی نہیں بلکہ جماعت کی خبر ہے اور اس کا جواب آئندہ آئے گا۔

٦٧٠٩ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنَ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمْ نَسِيْتَ فَقَالَ أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٧٠٩ـ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت سے پھرے یعنی چار فرضوں میں صرف دو رکعت پر سلام پھیر کر اُٹھ کھڑے ہوئے تو ذوالیدین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا حضرت! کیا نماز کم ہوگئی یا آپ بھول گئے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے؟ اصحاب نے کہا ہاں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور دو رکعت اور نماز پڑھی پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کہی پھر سجدہ کیا اپنے

فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ ثُمَّ سَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ ثُمَّ رَفَعَ.

سجدے کے برابر یا اس سے دراز تر پھر سر اٹھایا پھر تکبیر کہی پھر سجدہ کیا اپنے سجدے کی طرح پھر سر اٹھایا۔

فائدہ: اور وجہ وارد کرنے ان دونوں حدیثوں کے کی بیچ باب اجازت خبر واحد کے تنبیہ ہے اس پر کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہیں قناعت کی حضرت ﷺ نے بیچ خبر سہو کے ساتھ خبر واحد کے اس واسطے کہ اس نے معارضہ کیا حضرت ﷺ کے فعل کا اسی واسطے استفہام کیا ذوالیدین کے قصے میں سو جب آپ کو بہت لوگوں نے اس کے صدق کی خبر دی تو اس کی طرف رجوع کیا اور پہلے قصے میں سب لوگوں نے آپ کو خبر دی اور یہ اوپر طریق اس شخص کے ہے جو دیکھتا ہے رجوع امام کا سہو میں طرف اخبار اس شخص کی جو اس کے نزدیک علم کا فائدہ دے اور یہ رائے بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور اسی واسطے وارد کیا ہے اس نے دونوں حدیثوں کو اس جگہ میں اور کہا کرمانی نے کہ یہ خبر واحد ہونے سے خارج نہیں ہوئی اگرچہ قرینے کے سبب سے علم کے مفید ہو گئے۔ (فتح)

٦٧١٠۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَآءٍ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَآءَهُمْ آتٍ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا إِلَى الْكَعْبَةِ.

٦٧١٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ لوگ قباء میں صبح کی نماز میں تھے کہ اچانک کوئی آنے والا ان کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ بے شک آج رات حضرت ﷺ پر قرآن اترا اور البتہ آپ کو حکم ہوا کہ خانے کعبے کی طرف منہ کریں تو اصحاب نے نماز ہی میں خانے کعبے کی طرف منہ کیا اور ان کے منہ شام کی طرف تھے یعنی بیت المقدس کی طرف سو کعبے کی طرف گھوم گئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور حجت اس سے ساتھ عمل کرنے کے خبر واحد سے ظاہر ہے اس واسطے کہ جو اصحاب بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے اس شخص کے خبر دینے سے کعبے کی طرف پھر گئے سو انہوں نے اس کی خبر کو سچا جانا اور اس پر عمل کیا بیچ گھومنے ان کے بیت المقدس سے اور وہ شام میں ہے طرف جہت کعبے کی اور وہ یمانی ہے برعکس پہلے قبلے کے۔ (فتح)

٦٧١١۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٧١١۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ مدینے میں آئے تو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی سولہ یا سترہ مہینے اور چاہتے تھے کہ خانے کعبے کی طرف

الْمَدِيْنَةَ صَلَّى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يُوَجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا ﴾ فَوُجِّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ وَصَلّٰى مَعَهُ رَجُلٌ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ فَمَرَّ عَلٰى قَوْمٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ هُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُ قَدْ وُجِّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَانْحَرَفُوْا وَهُمْ رُكُوْعٌ فِيْ صَلَاةِ الْعَصْرِ.

نماز پڑھنے کا حکم ہو سو اللہ نے یہ آیت اتاری البتہ ہم دیکھتے ہیں پھر پھر جانا تیرے منہ کا آسمان کی طرف سو البتہ ہم پھیریں گے تجھ کو جس قبلے کی طرف تو راضی ہو سو حضرت ﷺ کو خانے کعبے کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہوا اور ایک مرد نے حضرت ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی پھر نکلا اور انصاریوں کی ایک قوم پر گزرا سو اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ کو خانے کعبے کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہوا ہے سو وہ کعبے کی طرف پھر گئے اور حالانکہ وہ عصر کی نماز میں رکوع میں تھے۔

٦٧١٢۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَسْقِيْ أَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ وَأَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ شَرَابًا مِّنْ فَضِيْخٍ وَهُوَ تَمْرٌ فَجَآءَهُمْ آتٍ فَقَالَ إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ يَا أَنَسُ قُمْ إِلٰى هٰذِهِ الْجِرَارِ فَاكْسِرْهَا قَالَ أَنَسٌ فَقُمْتُ إِلٰى مِهْرَاسٍ لَّنَا فَضَرَبْتُهَا بِأَسْفَلِهٖ حَتَّى انْكَسَرَتْ.

٦٧١٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کو شراب پلاتا تھا فضیح سے اور وہ کھجور کی شراب ہوتی ہے سو کوئی آنے والا ان کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ بے شک شراب حرام ہوئی تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے انس! اٹھ کھڑا ہو ان مٹکوں کی طرف سو ان کو توڑ ڈالا سو میں ہاون یعنی چٹو لے کر اٹھا تو میں نے اس کے نیچے کی طرف کو مٹکوں پر مارا یہاں تک کہ ٹوٹ گئے۔

فائدہ: اور یہ حدیث قوی حجت ہے بیچ قبول کرنے خبر واحد کے اس واسطے کہ ثابت کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے منسوخ کرنا اس چیز کا کہ مباح تھی یہاں تک کہ اس کے سبب سے انہوں نے اس کو حرام ٹھہرایا اور اس پر عمل کیا۔ (فتح)

٦٧١٣۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ صِلَةَ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَهْلِ

٦٧١٣۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے نجران والوں سے فرمایا کہ البتہ میں تمہاری طرف بڑا معتمد امانت دار مرد بھیجوں گا تو حضرت ﷺ کے اصحاب اس کے

نَجْرَانَ لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهَا أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ.

واسطے جھانکنے لگے اور اس میں رغبت کرنے لگے یعنی بہ سبب وصف مذکور کے سو حضرت ﷺ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

٦٧١٤۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ وَأَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ.

٦٧١٤۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر ایک امت کا ایک معتمد امانت دار رہا ہے اور اس امت کا معتمد امانت دار ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ہے جراح کا بیٹا۔

٦٧١٥۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ وَكَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غَابَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدْتُهُ أَتَيْتُهُ بِمَا يَكُوْنُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِذَا غِبْتُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدَهُ أَتَانِي بِمَا يَكُوْنُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٧١٥۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد تھا کہ جب وہ حضرت ﷺ کے پاس حاضر نہ ہوتا اور میں حاضر ہوتا تو میں اس کے پاس لاتا جو حضرت ﷺ سے ظہور میں آتا اور جب میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر نہ ہوتا اور وہ حاضر ہوتا تو میرے پاس خبر لاتا جو حضرت ﷺ سے وقوع میں آتا۔

فائدہ: اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ خبر واحد کو قبول کرتے تھے اور بعض علماء نے کہا کہ اگر کوئی کسی سے مسئلہ پوچھے اور وہ اس کو خبر دے جو اس کو یاد ہو حکم سے تو اس پر کسی نے یہ شرط نہیں کی کہ وہ سائل اس پر عمل نہ کرے یہاں تک کہ اس کے سوا کسی اور سے بھی پوچھے سو اس نے دلالت کی کہ اتفاق ہے سب کا اوپر واجب ہونے عمل کے ساتھ خبر واحد کے۔ (فتح)

٦٧١٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٦٧١٦۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اور ایک مرد کو ان پر سردار مقرر کیا سو انہوں نے آگ جلائی اس نے کہا کہ اس میں گھسو تو انہوں نے ارادہ کیا کہ اس میں گھسیں تو اور لوگوں نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ

وَسَلَّمَ بَعَثَ جَيْشًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا فَأَوْقَدَ نَارًا وَقَالَ ادْخُلُوْهَا فَأَرَادُوْا أَنْ يَّدْخُلُوْهَا وَقَالَ آخَرُوْنَ إِنَّمَا فَرَرْنَا مِنْهَا فَذَكَرُوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِلَّذِيْنَ أَرَادُوْا أَنْ يَّدْخُلُوْهَا لَوْ دَخَلُوْهَا لَمْ يَزَالُوْا فِيْهَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَقَالَ لِلْآخَرِيْنَ لَا طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةٍ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ.

نہیں کہ ہم تو اس سے بھاگے ہیں تو انہوں نے یہ حضرت ﷺ سے ذکر کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا ان لوگوں سے جنہوں نے اس میں گھسنا چاہا تھا کہ اگر اس میں گھستے تو ہمیشہ قیامت تک اس میں پڑے رہتے اور دوسروں سے فرمایا کہ نہیں واجب ہے فرمانبرداری گناہ میں فرمانبرداری تو صرف نیک کام میں ہے۔

فائدہ: وہ لوگ اس سردار کے ہر امر میں تابعدار تھے جو حکم حضرت ﷺ کی طرف سے ان کو بتلاتا اس کو قبول کرتے تھے سوائے اس حکم کے، وفیه المطابقة للترجمة۔

٦٧١٧۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٧١٨۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَعْرَابِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اقْضِ لِيْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ صَدَقَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اقْضِ لَهُ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأْذَنْ لِيْ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ فَقَالَ إِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا وَالْعَسِيْفُ الْأَجِيْرُ فَزَنٰى

٦٧١٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک گنوار مرد کھڑا ہوا تو اس نے کہا یا حضرت! میرے واسطے حکم کیجیے اللہ کی کتاب سے تو دوسرے مدعی نے کہا کہ یہ سچ کہتا ہے حکم کیجیے اس کے واسطے اللہ کی کتاب سے اور مجھ کو کلام کرنے کی اجازت ہو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا اجازت ہے کہہ سو اس نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا اور عسیف مزدور کو کہتے ہیں سو اس نے اس کی عورت سے زنا کیا تو لوگوں نے مجھ کو خبر دی بے شک میرے بیٹے پر واجب ہے سنگسار کرنا تو میں نے اس کے بدلے میں سو بکری

بِامْرَأَتِهٖ فَأَخْبَرُوْنِیْ أَنَّ عَلٰی ابْنِیْ الرَّجْمَ فَافْتَدَیْتُ مِنْهُ بِمِائَةٍ مِّنَ الْغَنَمِ وَوَلِیْدَةٍ ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُوْنِیْ أَنَّ عَلٰی امْرَأَتِهِ الرَّجْمَ وَأَنَّمَا عَلٰی ابْنِیْ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِیْبُ عَامٍ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَأَقْضِیَنَّ بَیْنَکُمَا بِکِتَابِ اللّٰهِ أَمَّا الْوَلِیْدَةُ وَالْغَنَمُ فَرُدُّوْهَا وَأَمَّا ابْنُكَ فَعَلَیْهِ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِیْبُ عَامٍ وَأَمَّا أَنْتَ یَا أُنَیْسُ لِرَجُلٍ مِّنْ أَسْلَمَ فَاغْدُ عَلَی امْرَأَةِ هٰذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَیْهَا أُنَیْسٌ فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا.

اور ایک لونڈی دی پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھ کو خبر دی کہ اس کی عورت پر سنگسار کرنا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میرے بیٹے پر تو سو کوڑا اور ایک سال جلا وطن کرنا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی کہ جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں حکم کروں گا تمہارے درمیان ساتھ اللہ کی کتاب کے بہرحال لونڈی اور بکریاں سو ان کو پھیر دو اور بہرحال تیرا بیٹا تو لازم ہے اس پر سو کوڑا اور ایک سال جلا وطن کرنا اور بہرحال تو اے انیس! ایک مرد سے کہا جو قوم اسلم میں سے تھا سو صبح کو اس کی عورت پر جانا سو اگر زنا کا اقرار کرے تو اس کو سنگسار کرنا تو انیس رضی اللہ عنہ صبح کو اس کے پاس گیا اس عورت نے اقرار کیا تو اس نے اس کو سنگسار کیا۔

فائدہ: کہا ابن قیم نے بیچ رد کے اس شخص پر جو رد کرتا ہے خبر واحد کو جب کہ قرآن پر زائد ہو کہ سنت ساتھ قرآن کے تین قسم ہے ایک ہر وجہ سے اس کے موافق ہوتی ہے اور دوسری بیان ہوتی ہے قرآن کی مراد کے واسطے تیسری دلالت کرتی ہے ایک حکم پر جس سے قرآن ساکت ہو یہ تیسری قسم ہوتا ہے حکم ابتدا کیا گیا حضرت ﷺ سے سو واجب ہے تابعداری حضرت ﷺ کی بیچ اس کے اور اگر حضرت ﷺ کی تابعداری واجب نہ ہوتی مگر اس چیز میں جو قرآن کے موافق ہو تو آپ کے واسطے کوئی طاعت خاص نہ ہوتی اور حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی اور جو کہتا ہے کہ نہیں قبول ہے حکم جو زائد ہو قرآن پر مگر جو متواتر یا مشہور ہو تو اس نے تناقض کیا ہے سو انہوں نے کہا کہ حرام ہے نکاح کرنا عورت سے اس کی پھوپھی اور خالہ پر اور حرام ہے رضاعت سے جو حرام ہے نسب سے اور وہ قائم ہیں ساتھ خیار شرط کے اور شفعہ کے اور رہن کے حضر میں اور میراث جدہ کے اور تخییر لونڈی کے جب کہ آزاد ہو اور منع کرنے حائض کے روزے اور نماز سے اور واجب ہونے کفارے کے جو جماع کرے روزے کی حالت میں اور واجب ہونے سوگ معتدہ کے جس کا خاوند مر گیا ہو اور جائز رکھنے وضو کے ساتھ نچوڑ کھجور کے اور واجب کرنے وتر کے اور یہ کہ کم تر مہر دس درہم ہیں اور وارث کرنے پوتی کے ساتھ بیٹی کے اور استبراء کرنے قیدی عورت کے ساتھ ایک حیض کے اور عینی بھائی وارث ہوتے ہیں اور باپ کو بیٹے کے قصاص میں نہ مارا جائے اور لینا جزیہ کا مجوس سے اور کاٹنا چور کے پاؤں کا دوسری بار میں اور نہ بدلہ لینا زخم کا اچھے ہونے سے پہلے اور منع ہونا بیع کالی کا ساتھ کالی کے وغیرہم یطول شرحہ اور یہ حدیثیں سب آحاد ہیں اور بعض ثابت ہیں اور

بعض ثابت نہیں اور ان کا بیان اصول فقہ میں ہے اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔ (فتح)

بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزُّبَيْرَ طَلِيعَةً وَحْدَهُ

بھیجنا حضرت مُلَّاتِیْم کا زبیر رٹی ٹوڈ کو تنہا کہ کفار کے لشکر کی خبر لائے

٦٧١٩۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمَدِينِيِّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَدَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثَلَاثًا فَقَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ قَالَ سُفْيَانُ حَفِظْتُهُ مِنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ وَقَالَ لَهُ أَيُّوبُ يَا أَبَا بَكْرٍ حَدِّثْهُمْ عَنْ جَابِرٍ فَإِنَّ الْقَوْمَ يُعْجِبُهُمْ أَنْ تُحَدِّثَهُمْ عَنْ جَابِرٍ فَقَالَ فِي ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ سَمِعْتُ جَابِرًا فَتَابَعَ بَيْنَ أَحَادِيثَ سَمِعْتُ جَابِرًا قُلْتُ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ الثَّوْرِيَّ يَقُولُ يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَقَالَ كَذَا حَفِظْتُهُ مِنْهُ كَمَا أَنَّكَ جَالِسٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ قَالَ سُفْيَانُ هُوَ يَوْمٌ وَاحِدٌ وَتَبَسَّمَ سُفْيَانُ.

٦٧١٩۔ حضرت جابر بن عبداللہ رٹی ٹھا سے روایت ہے کہ حضرت مُلَّاتِیْم نے جنگ خندق کے دن لوگوں کو بلایا اور طلب کیا تو زبیر رٹی ٹوڈ نے آپ کا حکم قبول کیا پھر لوگوں کو بلایا پھر زبیر رٹی ٹوڈ نے حکم قبول کیا پھر ان کو بلایا سو زبیر رٹی ٹوڈ نے آپ کا حکم قبول کیا اور حاضر ہوا تین بار تو حضرت مُلَّاتِیْم نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کا کوئی خالص مددگار ہوتا رہا ہے اور میرا خالص مددگار اور فدائی جان نثار زبیر رٹی ٹوڈ ہے کہا سفیان نے میں نے یاد رکھا ہے اس کو ابن منکدر سے اور اس سے ایوب نے کہا کہ اے ابوبکر! حدیث بیان کر ان کو جابر رٹی ٹوڈ سے اس واسطے کہ لوگوں کو پسند آتا ہے کہ ان کو جابر رٹی ٹوڈ سے حدیث بیان کرے سو اس نے کہا اس مجلس میں کہ میں نے جابر رٹی ٹوڈ سے سنا اور پے در پے حدیثوں کو بیان کیا میں نے سنا جابر رٹی ٹوڈ سے میں نے سفیان سے کہا کہ ثوری کہتا ہے دن قریظہ کے کہا میں نے اسی طرح اس سے یاد رکھا ہے جیسا تو بیٹھا ہے خندق کے دن کہا سفیان نے کہ خندق اور قریظہ کا ایک دن ہے یعنی ایک زمانہ ہے۔

فائدہ: اور مراد دن قریظہ سے وہی ہے جس میں ان کی خبر منگوائی نہ وہ دن جس میں ان سے جہاد کیا اس واسطے کہ جنگ خندق بہت دن تک رہا پھر جب اللہ نے کفار کے گروہوں کو شکست دی اور مدینے کو چھوڑ کر بھاگ گئے تو حضرت مُلَّاتِیْم پھرے پھر جبریل علیہ السلام آئے اور حضرت مُلَّاتِیْم سے کہا کہ بنی قریظہ کی طرف نکلیے اور فرمایا کہ کوئی نماز عصر کی نہ پڑھے مگر بنی قریظہ کے گڑھے میں پہنچ کر اور اس میں حضرت مُلَّاتِیْم نے تنہا زبیر رٹی ٹوڈ کو کفار کے لشکر کی خبر لانے کے واسطے بھیجا اور اس کی خبر کو قبول کیا، وفیه المطابقة للترجمة۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لَا تَدْخُلُوْا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ جاؤ پیغمبر مُلَّاتِیْم کے گھروں میں

بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ﴾ فَإِذَا أَذِنَ لَهُ وَاحِدٌ جَازَ.

مگر یہ کہ تم کو اجازت ہو اگر ایک اس کو اجازت دے تو جائز ہے۔

فائدہ: وجہ استدلال کی ساتھ اس کے یہ ہے کہ نہیں مقید کیا اس کو ساتھ عدد کے تو ایک کی اجازت بھی جائز ہو گی اور اس پر عمل ہے نزدیک جمہور کے یہاں تک کہ کفایت کی انہوں نے اس میں ساتھ خبر اس شخص کی کے جس کی عدالت ثابت نہ ہوئی ہو واسطے قائم ہونے قرینے کے اس میں ساتھ صدوق کے۔ (فتح)

٦٧٢٠۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوْسٰى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ حَائِطًا وَأَمَرَنِي بِحِفْظِ الْبَابِ فَجَآءَ رَجُلٌ يَّسْتَأْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَّهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَإِذَا أَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ جَآءَ عُمَرُ فَقَالَ ائْذَنْ لَّهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ جَآءَ عُثْمَانُ فَقَالَ ائْذَنْ لَّهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ.

٦٧٢٠۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک احاطے والے باغ میں داخل ہوئے اور مجھ کو حکم کیا دروازے کی نگہبانی کا سو ایک مرد نے آ کر اجازت مانگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو اجازت دے اور اس کو بہشت کی بشارت دے سو اچانک میں نے دیکھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے اور بہشت کی خوشخبری دے پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے اور بہشت کی خوشی سنا۔

٦٧٢١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ جِئْتُ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَّهٗ وَغُلَامٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْوَدُ عَلٰى رَأْسِ الدَّرَجَةِ فَقُلْتُ قُلْ هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأَذِنَ لِيْ.

٦٧٢١۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بالا خانے میں تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کالا غلام سیڑھی کے سر پر تھا تو میں نے کہا کہ یہ عمر رضی اللہ عنہ خطاب کا بیٹا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اجازت دی۔

فائدہ: اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ یؤذن لکم آیت میں مجہول کا صیغہ ہے صحیح ہے ایک کے واسطے اور ایک سے زیادہ کے واسطے اور حدیث صحیح نے بیان کر دیا کہ ایک کی اجازت کافی ہے پس ہو گی اس میں حجت واسطے قبول خبر واحد کے۔ (فتح)

بَابُ مَا كَانَ يَبْعَثُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأُمَرَآءِ وَالرُّسُلِ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ.

جو بھیجتے تھے حضرت ﷺ امیروں اور ایلچیوں کو ایک کے بعد ایک کو

فائدہ: اس کا بیان مجمل طور سے پہلے گزر چکا ہے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ حضرت ﷺ نے لشکر بھیجے اور ہر لشکر پر ایک آدمی کو سردار مقرر کیا اور ہر ایک بادشاہ کی طرف ایک ایلچی بھیجا اور ہمیشہ آپ کے خطوط آپ کے حاکموں کی طرف جاری ہوتے رہے ساتھ امر اور نہی کے سو کوئی حاکم آپ کے حاکموں سے ایسا نہیں کہ آپ کے حکم جاری نہ کرتا ہو اور اسی طرح تھے چاروں خلیفے آپ کے بعد اور بہرحال لشکروں کے سردار سو ان کو تو محمد بن سعد نے بیان کیا اور بہرحال سردار شہروں کے جو حضرت ﷺ کے وقت فتح ہوتے تھے سو حضرت ﷺ نے ہی مکہ پر عتاب بن سعد کو حاکم کیا اور طائف پر عثمان رضی اللہ عنہ کو اور بحرین پر علاء حضرمی رضی اللہ عنہ کو اور سواحل پر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو اور جند پر معاذ رضی اللہ عنہ کو اور عمان پر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو اور نجران پر ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو اور یمن پر باذان رضی اللہ عنہ کو اور ہر ایک ان میں سے اپنے عمل میں حکم کرتا تھا اور اس پر چلتا تھا اور کبھی ملتے تھے اور اس طرح اور لوگوں کو بھی اور شہروں پر حاکم مقرر کیا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِحْيَةَ الْكَلْبِيَّ بِكِتَابِهٖ إِلٰى عَظِيْمِ بُصْرٰى أَنْ يَّدْفَعَهٗ إِلٰى قَيْصَرَ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت ﷺ نے دحیہ کلبی کو اپنا خط دے کر بصرے کے حاکم کی طرف بھیجا کہ وہ اس کو قیصر روم کے پاس پہنچا دے۔

٦٧٢٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ يُّوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهٗ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهٖ إِلٰى كِسْرٰى فَأَمَرَهٗ أَنْ يَّدْفَعَهٗ إِلٰى عَظِيْمِ الْبَحْرَيْنِ يَدْفَعُهٗ عَظِيْمُ الْبَحْرَيْنِ إِلٰى كِسْرٰى فَلَمَّا قَرَأَهٗ كِسْرٰى مَزَّقَهٗ فَحَسِبْتُ أَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّمَزَّقُوْا كُلَّ مُمَزَّقٍ.

٦٧٢٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنا خط ایران کے بادشاہ کی طرف بھیجا اور ایلچی کو حکم کیا کہ اس کو بحرین کے حاکم کے پاس پہنچا دے اور وہ اس کو ایران کے بادشاہ کے پاس پہنچا دے سو جب ایران کے بادشاہ نے حضرت ﷺ کا خط پڑھا تو اس کو پھاڑ ڈالا سو میں گمان کرتا ہوں کہ ابن مسیب رحمہ اللہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے ان پر بددعا کی کہ ٹکڑے ٹکڑے کیے جائیں ہر وجہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہونا۔

فائدہ: حضرت ﷺ کی اس بددعا کی یہ تاثیر ہوئی کہ اس کے بیٹے نے اس کا پیٹ پھاڑ ڈالا اور تھوڑی مدت کے

بعد آپ بھی مر گیا حضرت ﷺ نے بصرے کے حاکم کی طرف دحیہ کو خط دے کر بھیجا تھا اور بحرین کے حاکم کی طرف عبداللہ بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا اور بصرہ بادشاہ روم کے تحت تھا اور بحرین ایران کے بادشاہ کے ماتحت تھا اور ان کے درمیان ایک مہینے کی راہ ہے۔ (فتح)

٦٧٢٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ مِّنْ أَسْلَمَ أَذِّنْ فِيْ قَوْمِكَ أَوْ فِي النَّاسِ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ أَنَّ مَنْ أَكَلَ فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ.

۶۷۲۳۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے قوم اسلم کے ایک مرد سے کہا کہ اپنی قوم میں یا لوگوں میں پکار دے عاشورے کے دن کہ جس نے کھا لیا ہو تو چاہیے کہ پورا کرے باقی دن اور جس نے نہ کھایا ہو تو چاہیے کہ روزہ رکھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے میں گزر چکی ہے۔

بَابُ وَصَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُفُوْدَ الْعَرَبِ أَنْ يُّبَلِّغُوْا مَنْ وَّرَآئَهُمْ قَالَهٗ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ.

وصیت کرنا حضرت ﷺ کا عرب کے ایلچیوں کو کہ اپنے پچھلوں کو حکم پہنچا دیں کہا اس کو مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے۔

فائدہ: مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث عنقریب گزر چکی ہے۔

٦٧٢٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُقْعِدُنِيْ عَلٰى سَرِيْرِهٖ فَقَالَ لِيْ إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا أَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ الْوَفْدُ قَالُوْا رَبِيْعَةُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْوَفْدِ أَوِ الْقَوْمِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامٰى قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارَ مُضَرَ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَنُخْبِرُ بِهٖ مَنْ وَّرَآئَنَا فَسَأَلُوْا عَنِ الْأَشْرِبَةِ فَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ وَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ

۶۷۲۴۔ حضرت ابو جمرہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھ کو اپنے چوپائے پر بٹھلاتے تھے یعنی اس واسطے کہ وہ ان کے اور لوگوں کے درمیان مترجم تھا اس چیز کے واسطے جو لوگ اس سے پوچھتے تھے سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا کہ عبدالقیس کے ایلچی حضرت ﷺ کے پاس آئے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم کون ایلچی ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم ربیعہ کی قوم سے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خوشی ہو ایلچیوں اور قوم کے حال کو نہ ذلیل ہوں نہ شرمندہ انہوں نے کہا یا حضرت! ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر واقع ہیں سو ہم کو وہ بات بتلایئے جس کے سبب سے ہم بہشت میں داخل ہوں اور اپنے پچھلوں کو اس کی خبر دیں سو انہوں نے

أَمَرَهُمْ بِالْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْإِيْمَانُ بِاللّٰهِ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيْتَآءُ الزَّكَاةِ وَأَظُنُّ فِيْهِ صِيَامُ رَمَضَانَ وَتُؤْتُوْا مِنَ الْمَغَانِمِ الْخُمُسَ وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّآءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيْرِ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ قَالَ احْفَظُوْهُنَّ وَأَبْلِغُوْهُنَّ مَنْ وَّرَآئَكُمْ.

شرابوں کا حکم پوچھا سو منع کیا ان کو چار چیزوں سے اور حکم کیا ان کو چار چیزوں کا حکم کیا ان کو ساتھ ایمان لانے کے اللہ پر پھر فرمایا بھلا تم جانتے ہو کہ اللہ پر ایمان لانا کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے فرمایا اس طرح گواہی دینا کہ کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ کے وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کا رسول ہے اور نماز کا قائم کرنا اور زکوۃ کا دینا اور میں گمان کرتا ہوں اس میں رمضان کا روزہ اور جو غنیمت کا مال پاؤ اس کا پانچواں حصہ راہ الٰہی میں دو اور ان کو منع کیا کدو کے تونبے سے اور مرتبان سے اور روغنی برتن سے اور کھجور کی لکڑی کے کھدے برتن سے اور بہت وقت راوی نے مزفت کے بدلے نقیر کہا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان چیزوں کو یاد رکھو اور اپنے پچھلوں کو پہنچاؤ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ اخیر قول ہے کہ ان چیزوں کو یاد رکھو اور اپنے پچھلوں کو پہنچاؤ اس واسطے کہ اس کا حکم شامل ہے ہر فرد کو سوا لگ ایک کے حکم پہنچانے سے حجت قائم نہ ہوتی تو ان کو اس کی ترغیب نہ دیتے۔ (فتح)

بَابُ خَبَرِ الْمَرْأَةِ الْوَاحِدَةِ

ایک عورت کی خبر کا بیان

٦٧٢٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ قَالَ قَالَ لِيَ الشَّعْبِيُّ أَرَأَيْتَ حَدِيْثَ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَاعَدْتُ ابْنَ عُمَرَ قَرِيْبًا مِّنْ سَنَتَيْنِ أَوْ سَنَةٍ وَنِصْفٍ فَلَمْ أَسْمَعْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ هٰذَا قَالَ كَانَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

٦٧٢٥۔ حضرت توبہ عنبری سے روایت ہے کہ شعبی نے مجھ سے کہا کہ کیا دیکھی تو نے حدیث حسن بصری رحمہ اللہ کی حضرت ﷺ سے اور میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا قریب دو برس یا ڈیڑھ برس کے سو میں نے اس سے نہیں سنا کہ حضرت ﷺ سے روایت کی ہو اس حدیث کے سوائے یعنی جس کو وہ اس وقت ذکر کرنا چاہتا تھا اور شاید اس کو وہ اس وقت یاد تھی یعنی حسن بصری رحمہ اللہ باوجود تابعی ہونے کے حضرت ﷺ سے بہت حدیثیں روایت کرتا ہے اور ابن

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ سَعْدٌ فَذَهَبُوا يَأْكُلُونَ مِنْ لَحْمٍ فَنَادَتْهُمْ امْرَأَةٌ مِّنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَحْمُ ضَبٍّ فَأَمْسَكُوا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوا أَوِ اطْعَمُوا فَإِنَّهُ حَلَالٌ أَوْ قَالَ لَا بَأْسَ بِهِ شَكَّ فِيهِ وَلٰكِنَّهُ لَيْسَ مِنْ طَعَامِي.

عمر رضی اللہ عنہما باوجود صحابی ہونے کے کم حدیثیں روایت کرتے ہیں کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب تھے ان میں سعد رضی اللہ عنہ بھی تھے سو وہ گوشت کھانے لگے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے ایک عورت نے ان کو پکارا کہ وہ سوسمار کا گوشت ہے تو وہ کھانے سے بند رہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ اور کھلاؤ اس واسطے کہ بے شک وہ حلال ہے یا فرمایا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں راوی کو اس میں شک ہے لیکن وہ میرے کھانے میں سے نہیں ہے یعنی مجھ کو اس سے الفت نہیں ہے۔

فائدہ: اور شاید شعبی انکار کرتا تھا حسن رحمہ اللہ پر کہ وہ مرسل حدیث بہت بیان کرتا ہے صرف موصول حدیثوں پر کفایت نہیں کرتا شاید مطلب اس کا یہ ہے کہ لوگ اس سے بہت حدیثیں روایت کریں اور اس حدیث میں اصحاب نے ایک عورت کی خبر کو قبول کیا۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کِتَابُ الْاِعْتِصَامِ
کتاب ہے بیچ بیان اعتصام کے

فائدہ: اعتصام کے معنی ہیں پنجہ مارنا اور مضبوط پکڑنا۔

بَابُ الْاِعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ
قرآن اور حدیث کو مضبوط پکڑنا

فائدہ: اور مراد ساتھ اس کے بجا لانا ہے اللہ کے قول کو ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا﴾ کہا کرمانی نے کہ یہ باب نکالا گیا ہے اس آیت اس واسطے کہ مراد ساتھ رسی کے اس آیت میں قرآن اور سنت ہے مراد کتاب سے قرآن ہے جس کی تلاوت عبادت ٹھہرائی گئی ہے اور مراد سنت سے وہ چیز ہے جو آئی ہے حضرت ﷺ کے اقوال اور افعال اور تقریر سے اور جس کے کرنے کا قصد کیا اور سنت کے معنی لغت میں ہیں طریقہ اور بعض فقہاء کی اصطلاح میں وہ چیز ہے جو مستحب کے مرادف ہو کہا ابن بطال نے نہیں بچاؤ ہے کسی کے واسطے مگر اللہ کی کتاب میں اور اس کے رسول کی سنت میں یا بیچ اجماع علماء کے ان معنوں پر کہ قرآن یا حدیث میں پائی جائیں۔ (فتح)

٦٧٢٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ وَغَيْرِهٖ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ لِعُمَرَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَوْ أَنَّ عَلَيْنَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا﴾ لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا فَقَالَ عُمَرُ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ أَيَّ يَوْمٍ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ نَزَلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ فِيْ يَوْمِ جُمُعَةٍ سَمِعَ سُفْيَانُ مِنْ مِّسْعَرٍ وَّمِسْعَرٌ قَيْسًا وَقَيْسٌ طَارِقًا.

٦٧٢٦۔ حضرت طارق سے روایت ہے کہ ایک یہودی مرد نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے امیر المؤمنین! اگر ہم پر یہ آیت اترتی کہ آج کے دن ہم نے کامل کر دیا تمہارا دین اور پوری کیں میں نے تم پر اپنی نعمتیں اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین تو ہم اس دن کو عید ٹھہراتے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک میں جانتا ہوں جس دن یہ آیت اتری عرفہ کے دن جمعہ کے روز اتری، سنا سفیان نے مسعر سے اس نے قیس سے اس نے طارق سے یعنی ان راویوں کا سماع آپس میں ثابت ہے۔

فائدہ: اور اصل جواب عمر رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہ ہم نے اس دن کو عید ٹھہرایا ہوا ہے جیسا تو نے ذکر کیا اور ظاہر اس آیت

کا یہ ہے کہ اس کے بعد کوئی حکم نہیں اترا اور اس میں نظر ہے اور حضرت ﷺ اس آیت کے اترنے کے بعد بقدر اسی روز کے زندہ رہے اور بعض علماء نے کہا کہ مراد ساتھ کامل کر دینے کے وہ چیز ہے جو متعلق ہے ساتھ اصول ارکان کے نہ فروع کے پس نہیں ہے اس میں حجت ان لوگوں کے واسطے جو قیاس کے منکر ہیں اور برتقدیر تسلیم اول کے ممکن ہے ان کی حجت کا دفع کرنا ساتھ اس کے کہ استعمال کرنا قیاس کا حوادث میں لیا گیا ہے امر قرآن سے اور اگر نہ ہوتا یہی قول اللہ کا ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ﴾ اور البتہ وارد ہوا ہے امر حضرت ﷺ کا ساتھ قیاس کے اور تقریر حضرت ﷺ کی اوپر اس کے تو درج ہوتا بیچ عموم اس چیز کے کہ وصف کی گئی ساتھ اکمال کے۔ (فتح)

٦٧٢٧۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ الْغَدَ حِيْنَ بَايَعَ الْمُسْلِمُوْنَ أَبَا بَكْرٍ وَاسْتَوٰى عَلٰى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشَهَّدَ قَبْلَ أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ أَمَّا بَعْدُ فَاخْتَارَ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عَلَى الَّذِيْ عِنْدَكُمْ وَهٰذَا الْكِتَابُ الَّذِيْ هَدَى اللّٰهُ بِهٖ رَسُوْلَكُمْ فَخُذُوْا بِهٖ تَهْتَدُوْا وَإِنَّمَا هَدَى اللّٰهُ بِهٖ رَسُوْلَهٗ.

٦٧٢٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے سنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اگلے دن حضرت ﷺ کی وفات سے جب کہ بیعت کی مسلمانوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ﷺ کے منبر پر سیدھے کھڑے ہوئے اور خطبہ پڑھا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پہلے سو کہا کہ بہر حال حمد اور صلوٰۃ کے سو اختیار کیا اللہ نے اپنے رسول کے واسطے جو اس کے پاس ہے یعنی ثواب سے اس پر جو تمہارے پاس ہے یعنی رنج اور تکلیف سے اور یہ قرآن ہے جس سے اللہ نے تمہارے پیغمبر کو راہ دکھلائی سو اس کو پکڑو راہ پاؤ گے جس سے اللہ نے اپنے پیغمبر کو ہدایت کی۔

٦٧٢٨۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمَّنِيْ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ.

٦٧٢٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو اپنے گلے لگایا اور فرمایا الٰہی! اس کو قرآن سکھا دے۔

٦٧٢٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ عَوْفًا أَنَّ أَبَا الْمِنْهَالِ حَدَّثَهٗ أَنَّهٗ سَمِعَ أَبَا بَرْزَةَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يُغْنِيْكُمْ أَوْ نَعَشَكُمْ بِالْإِسْلَامِ وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ

٦٧٢٩۔ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ بے شک اللہ نے بے پرواہ کیا تم کو یا فرمایا کہ قائم کیا تم کو ساتھ اسلام کے اور محمد ﷺ کے۔

وَقَعَ هَاهُنَا يُغْنِيكُمْ وَإِنَّمَا هُوَ نَعَشَكُمْ يُنظَرُ فِي أَصْلِ كِتَابِ الْإِعْتِصَامِ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ قائم کیا تم کو ساتھ اسلام کے یعنی راہ دکھلائی تم کو ساتھ اس کے پس قائم رہو ساتھ قرآن اور سنت کے اور مضبوط پکڑو ان کو، وفیہ المطابقة للترجمة۔

٦٧٣٠۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَتَبَ إِلٰى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يُبَايِعُهُ وَأُقِرُّ لَكَ بِذٰلِكَ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ عَلٰى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهِ فِيْمَا اسْتَطَعْتُ.

۶۷۳۰۔ حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عبدالملک کو لکھا اس سے بیعت کرنے کو اور میں اقرار کرتا ہوں تیرے واسطے ساتھ بات سننے اور فرمانبرداری کرنے کے اللہ اور اس کے رسول کی سنت پر جس میں مجھ سے ہو سکے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاحکام میں گزری اور یہ بیعت کرنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عبدالملک سے بعد قتل ہونے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے تھا جو مکے میں حاکم تھے اور غرض اس سے اس جگہ استعمال کرنا اللہ اور اس کے رسول کی سنت کا ہے اور تمام امروں میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا بیان کہ میں بھیجا گیا ہوں ساتھ جوامع کلم کے

فائدہ: جوامع الکلم اس کو کہتے ہیں جس میں لفظ تھوڑے ہوں اور مطلب اور معانی بہت ہوں اور مراد جوامع الکلم سے قرآن اور احادیث ہیں جن کے معانی اور مطلب کی کچھ حد نہیں۔

٦٧٣١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَدْ ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمْ تَلْغَثُونَهَا

۶۷۳۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بھیجا گیا ساتھ جوامع الکلم کے اور مجھ کو رعب سے فتح ملی اور جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں میرے پاس لائی گئیں سو میرے آگے رکھی گئیں کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاتے رہے یعنی فوت ہوئے اور تم ان کو لغث کرتے ہو یا رغث یا کوئی ایسا اور کلمہ کہا یعنی تم اس کو کھاتے ہو یا تم مال کو لیتے ہو اور اس کو متفرق کرتے ہو یا مراد کشادہ ہونا گزران کا اور مراد وہ چیز ہے جو فتح ہوئی

أَوْ تَرْغَثُوْنَهَا أَوْ كَلِمَةٌ تُشْبِهُهَا.

مسلمانوں پر دنیا سے اور وہ شامل ہے غنیمت اور خزانوں کو۔

٦٧٣٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنَ الْأَنْبِيَآءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مِنَ الْآيَاتِ مَا مِثْلُهُ أُوْمِنَ أَوْ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ أُوْتِيْتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللّٰهُ إِلَيَّ فَأَرْجُوْ أَنِّيْ أَكْثَرُهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

٦٧٣٢۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیغمبروں میں سے کوئی پیغمبر نہیں مگر کہ اس کو معجزے دیئے گئے اس قدر کہ آدمی اس پر ایمان لائیں اور مجھ کو تو وہ چیز دی گئی جو وحی ہے یعنی قرآن جس کو اللہ نے میری طرف بھیجا سو میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے تابعدار سب امت پیغمبروں سے زیادہ ہوں گے۔

فائدہ: اور معنی حصر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں کہ مجھ کو تو قرآن ہی ملا یہ ہے کہ قرآن سب معجزوں کے تابعداروں سے بڑا معجزہ ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے واسطے شامل ہونے اس کے کے دعوت اور حجت پر اور اس واسطے کہ ہمیشہ رہے گا نفع اٹھانا ساتھ اس کے قیامت تک اور جب کوئی چیز اس کے قریب نہیں چہ جائیکہ اس کے مساوی ہو تو جو اس کے سوائے ہے گویا کہ نہیں واقع ہوا ہے وہ بہ نسبت اس کے اور جوامع الکلم کی مثالیں قرآن اور حدیث میں بہت ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے ﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ﴾ اور حدیثوں میں اس کی مثال یہ ہے کل عمل لیس علیه امرنا فهو رد وعلی هذا القیاس۔ (فتح)

بَابُ الْاِقْتِدَآءِ بِسُنَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی پیروی کرنا یعنی ان کو قبول کرنا اور ان کے ساتھ عمل کرنا

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا﴾ قَالَ أَيِمَّةً نَقْتَدِيْ بِمَنْ قَبْلَنَا وَيَقْتَدِيْ بِنَا مَنْ بَعْدَنَا وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ ثَلَاثٌ أُحِبُّهُنَّ لِنَفْسِيْ وَلِإِخْوَانِيْ هٰذِهِ السُّنَّةُ أَنْ يَّتَعَلَّمُوْهَا وَيَسْأَلُوْا عَنْهَا وَالْقُرْآنُ أَنْ يَّتَفَهَّمُوْهُ وَيَسْأَلُوْا عَنْهُ وَيَدَعُوا النَّاسَ إِلَّا مِنْ خَيْرٍ.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور کر ہم کو پرہیز گاروں کا امام کہا کہ یعنی ہم اگلوں کی پیروی کریں اور ہم سے پچھلے ہماری پیروی کریں یعنی تقویٰ میں کہا ابن عون نے کہ تین چیزیں ہیں کہ میں ان کو اپنی جان کے واسطے چاہتا ہوں اور اپنے بھائیوں کے واسطے بھی ایک تو یہ سنت ہے کہ اس کو سیکھیں اور اس سے سوال کریں دوسرے قرآن کہ اس کو سمجھیں اور اس سے سوال کریں اور چھوڑ دیں لوگوں کو مگر نیکی سے یعنی ان کے ساتھ نیکی کرے بدی نہ کرے۔

فائدہ: یہ قول مجاہد رحمہ اللہ کا ہے اور طبری نے ترجیح دی ہے کہ مراد یہ ہے کہ انہوں نے سوال کیا تھا کہ ان کو متقیوں کا

امام بنا دے اور یہ انہوں نے سوال نہیں کیا تھا کہ متقیوں کو ان کا امام بنا دے یعنی یہ مراد نہیں ہے کہ ہم اگلوں کی پیروی کریں بلکہ مراد یہ ہے کہ پچھلے لوگ ہماری پیروی کریں یعنی اور نہ ٹھہرا ہم کو امام گمراہی کے۔ (فتح)

٦٧٣٣۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ قَالَ جَلَسْتُ إِلٰى شَيْبَةَ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ قَالَ جَلَسَ إِلَيَّ عُمَرُ فِيْ مَجْلِسِكَ هٰذَا فَقَالَ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَّا أَدَعَ فِيْهَا صَفْرَآءَ وَلَا بَيْضَآءَ إِلَّا قَسَمْتُهَا بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ قُلْتُ مَا أَنْتَ بِفَاعِلٍ قَالَ لِمَ قُلْتُ لَمْ يَفْعَلْهُ صَاحِبَاكَ قَالَ هُمَا الْمَرْءَ انِ يُقْتَدٰى بِهِمَا.

٦٧٣٣۔ حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں شیبہ کے پاس بیٹھا اس مسجد میں اس نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس بیٹھا تیرے اس بیٹھنے کی جگہ میں سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے قصد کیا کہ نہ چھوڑوں کعبے میں سونا نہ چاندی مگر کہ اس کو مسلمانوں میں تقسیم کروں میں نے کہا کہ تو نہیں کرے گا کیوں میں نے کہا کہ تیرے دونوں ساتھی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو نہیں کیا اور وہ دونوں ایسے مرد ہیں کہ ان کی پیروی کی جاتی ہے۔

فائدہ: مراد مسجد سے کعبے کی مسجد ہے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا تھا کہ اس مال کو مسلمانوں کی بھلائیوں میں خرچ کرے لیکن جب شیبہ نے ذکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کا خلاف نہ کر سکے اور دونوں کی پیروی اس میں واجب جانی اور تمام اس کا یہ ہے کہ کہا جائے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر بجائے حکم کے ہے ساتھ استمرار اس چیز کے جس کو متغیر نہ کیا۔ (فتح)

٦٧٣٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَأَلْتُ الْأَعْمَشَ فَقَالَ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ مِنَ السَّمَآءِ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ وَنَزَلَ الْقُرْآنُ فَقَرَءُ وا الْقُرْآنَ وَعَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ.

٦٧٣٤۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے حدیث بیان کی کہ امانت آسمان سے اتری مردوں کے دلوں میں پھر قرآن اترا سو انہوں نے قرآن کو پڑھا اور سنت کو جانا۔

فائدہ: اس کی شرح فتن میں گزر چکی ہے۔

٦٧٣٥۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ سَمِعْتُ مُرَّةَ

٦٧٣٥۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہایت عمدہ کلام اللہ کی کتاب ہے اور نہایت عمدہ طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا

الْهَمْدَانِيَّ يَقُولُ قَالَ عَبْدُ اللهِ إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَ ﴿إِنَّ مَا تُوعَدُونَ لَآتٍ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ﴾.

طریقہ ہے اور نہایت برے کام وہ ہیں جو دین میں نئے نکالے گئے اور بے شک وہ چیز وعدہ دیے جاتے ہو تم آنے والی ہے اور نہیں تم عاجز کرنے والے اللہ کو۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور مراد ساتھ محدث کے وہ چیز ہے جو نئی نکالی گئی ہو اور اس کی شرع میں کوئی اصل نہ ہو اور شرع میں اس کا نام بدعت رکھا جاتا ہے اور جس کی شرع میں کچھ اصل ہو اس کو بدعت نہیں کہا جاتا پس بدعت شرع کے عرف میں مذموم ہے برخلاف لغت کے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ بدعت دو قسم پر ہے ایک محمود اور دوسری مذموم، محمود وہ ہے جو سنت کے موافق ہو اور جو اس کے مخالف ہو وہ مذموم ہے اور بعض علماء نے بدعت کو پانچ قسم پر تقسیم کیا ہے سو جو چیز کہ نئی نکالی گئی اس میں سے جمع کرنا حدیث کا پھر تفسیر قرآن کی پھر جمع کرنا مسائل فقہ کا جو محض رائے سے نکالے گئے ہیں پھر جمع کرنا علم تصوف کا سو انکار کیا ہے پہلی قسم سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور ایک گروہ نے اور رخصت دی ہے اس میں اکثر نے اور دوسری قسم یعنی قرآن کی تفسیر کرنے سے شعبی وغیرہ بعض تابعین نے انکار کیا ہے اور تیسری قسم یعنی تدوین مسائل فقہ سے امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ ایک قوم نے انکار کیا ہے اور اسی طرح تدوین اصول دین کی بھی بدعت ہے یعنی نئی نکالی گی ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ وغیرہ سلف نے اس سے سخت انکار کیا ہے اور ان کا کلام اہل کلام کی مذمت میں مشہور ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے کلام کیا اس چیز میں جس سے حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب چپ رہے اور ثابت ہو چکا ہے امام مالک رحمہ اللہ سے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں خوارج اور رافضیوں اور قدریہ کی بدعتوں سے کوئی چیز نہ تھی اور وسیع کیا ہے متاخرین نے کلام کو اکثر ان امروں میں جس سے ائمہ تابعین اور تبع تابعین نے انکار کیا ہے اور نہیں قناعت کی انہوں نے یہاں تک کہ ملا دیا ہے انہوں نے دین کے مسئلوں میں یونانیوں کے کلام سے اور ٹھہرایا ہے انہوں نے فلاسفہ کے کلام کو اصل کہ جو حدیثیں ان کے مخالف ہوں ان کی تاویل کر کے اس کی طرف پھیرتے ہیں اگرچہ وہ تاویل مکروہ ہو پھر انہوں نے اس پر بھی قناعت نہیں کی یہاں تک کہ انہوں نے علم کلام کو اشرف العلوم ٹھہرایا ہے اور لائق تر ساتھ تحصیل کے اور جو اس علم کو استعمال نہ کرے وہ ان کے گمان میں عامی جاہل ہے پس نیک بخت وہ ہے جو تمسک کرے ساتھ اس چیز کے جس پر سلف تھے اور پیچھے متاخرین کی بدعت نکالی ہوئی سے لیکن اگر ضرورت ہو تو بقدر ضرورت سیکھ لے اور کتاب اور سنت کو اصل مقصود ٹھہرائے اور یہ جو کہا کہ ہر بدعت گمراہی ہے تو یہ قاعدہ شرعیہ کلیہ ہے ساتھ منطوق اپنے کے اور مفہوم اپنے کے بہر حال منطوق اس کا

پس جیسا کہ کہا جائے کہ حکم ایسی چیز کا بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے پس نہ ہوگی شرع سے اس واسطے کہ شرع سب ہدایت ہے پس اگر ثابت ہو کہ حکم مذکور بدعت ہے تو صحیح ہوں گے دونوں مقدمے اور نتیجہ صحیح نکلے گا اور مراد ساتھ قول اس کے ہر بدعت گمراہی ہے وہ چیز ہے جو نئی نکالی گئی ہو اور اس کے واسطے شرع سے کوئی دلیل نہ ہو بطریق عام کے نہ خاص کے اور کہا ابن عبدالسلام نے کہ بدعت پانچ قسم پر ہے پس واجب مانند مشغول ہونے کے ہے ساتھ علم نحو کے جس سے اللہ اور اس کے رسول کا کلام سمجھا جائے اس واسطے کہ نگاہ رکھنا شریعت کا واجب ہے اور نہیں حاصل ہوتا ہے مگر ساتھ اس کے پس ہوگا واجب اور اسی طرح شرح غریب کی اور تدوین اصول فقہ کی اور پہنچنا طرف تمیز صحیح کی ضعیف سے اور حرام وہ بدعت ہے جو سنت کے مخالف ہو جیسے قدریہ اور مرجیہ نے تدوین کی ہے اور مندوب وہ کام ہے جو ہو بہو حضرت ﷺ کے زمانے میں نہ پایا گیا ہو جیسے نماز تراویح کے واسطے جمع ہونا اور مدرسوں وغیرہ کا بنانا اور مباح مانند مصافحہ کرنے کی ہے نماز صبح سے پیچھے اور اچھا کھانا اور عمدہ کپڑا پہننا اور کبھی بعض چیز اس سے مکروہ یا خلاف اولیٰ ہوتی ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٦٧٣٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ.

٦٧٣٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب سے حکم کروں گا۔

فائدہ: اور غرض بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ سنت پر بھی کتاب اللہ بولا جاتا ہے اس واسطے کہ وہ وحی سے ہے اور اس کی تقدیر سے واسطے دلیل اس آیت کے ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى﴾۔

٦٧٣٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ أُمَّتِيْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبٰى قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ وَمَنْ يَّأْبٰى قَالَ مَنْ أَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ أَبٰى.

٦٧٣٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری کل امت بہشت میں داخل ہوگی مگر جو باز رہے لوگوں نے کہا اور کون باز رہتا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری فرمانبرداری کی وہ بہشت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی وہ باز رہا۔

فائدہ: اس کا ظاہر یہ ہے کہ عموم مستمر ہے اس واسطے کہ کوئی ان میں سے نہیں باز رہتا دخول بہشت سے اسی واسطے

انہوں نے کہا کہ کون باز رہتا ہے؟ سو حضرت مَلَّاتِیْمِ نے ان کے واسطے بیان کیا کہ اسناد باز رہنے کا دخول سے طرف ان کی مجاز ہے حضرت مَلَّاتِیْمِ کی سنت سے باز رہنے سے اور وہ حضرت مَلَّاتِیْمِ کی نافرمانی کرتا ہے پھر اگر باز رہنے والا کافر ہے تو وہ بہشت میں کبھی داخل نہیں ہوگا اور اگر مسلمان ہے تو مراد یہ ہے کہ نہیں داخل ہوگا وہ بہشت میں ساتھ اول داخل ہونے والوں کے۔ (فتح)

٦٧٣٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَادَةَ أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ حَدَّثَنَا سَلِيْمُ بْنُ حَيَّانَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَآءَ حَدَّثَنَا أَوْ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ جَآءَتْ مَلَآئِكَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَآئِمٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهُ نَآئِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَآئِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوْا إِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هٰذَا مَثَلًا فَاضْرِبُوْا لَهُ مَثَلًا فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهُ نَآئِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَآئِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوْا مَثَلُهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَارًا وَجَعَلَ فِيْهَا مَأْدُبَةً وَبَعَثَ دَاعِيًا فَمَنْ أَجَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ وَأَكَلَ مِنَ الْمَأْدُبَةِ وَمَنْ لَّمْ يُجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ فَقَالُوْا أَوِّلُوْهَا لَهُ يَفْقَهْهَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهُ نَآئِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَآئِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوْا فَالدَّارُ الْجَنَّةُ وَالدَّاعِيْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصٰى مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمُحَمَّدٌ

٦٧٣٨۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرشتے حضرت مَلَّاتِیْمِ کے پاس آئے اور حضرت مَلَّاتِیْمِ سوتے تھے سو بعضوں نے کہا کہ حضرت مَلَّاتِیْمِ سوتے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ آنکھ سوتی ہے اور دل جاگتا ہے تو انہوں نے کہا کہ تمہارے اس ساتھی کی ایک مثل ہے سو اس کی مثل بیان کرو سو بعضوں نے کہا کہ وہ سوتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ آنکھ سوتی ہے اور دل جاگتا ہے سو انہوں نے کہا کہ اس کی مثل اس مرد کی سی مثل ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اس میں ضیافت کی اور بلانے والے کو بھیجا سو جس نے داعی کا کہنا قبول کیا وہ گھر میں داخل ہوگا اور دعوت کا کھانا کھائے گا اور جس نے بلانے والے کا کہنا قبول نہ کیا وہ گھر میں داخل نہ ہوگا اور نہ دعوت کا کھانا کھائے گا تو انہوں نے کہا کہ اس کے واسطے اس کی تعبیر کہو تاکہ اس کو سمجھ لے سو بعضوں نے کہا کہ وہ سوتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ آنکھ سوتی ہے اور دل جاگتا ہے سو انہوں نے کہا کہ مراد گھر سے بہشت ہے اور بلانے والے سے مراد محمد مَلَّاتِیْمِ ہیں سو جس نے حضرت مَلَّاتِیْمِ کی فرمانبرداری کی اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی اور جس نے حضرت محمد مَلَّاتِیْمِ کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور محمد مَلَّاتِیْمِ فرق ہے درمیان لوگوں کے یعنی مطیع اور گنہگاروں کے کہا قتیبہ نے لیث سے، الخ یعنی یہ حدیث موصول ہے موقوف نہیں جیسا کہ پہلے طریق سے وہم ہوتا ہے کہ اس میں مرفوع ہونے کے ساتھ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ.
تَابَعَهُ قُتَيْبَةُ عَنْ لَيْثٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ هِلَالٍ عَنْ جَابِرٍ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

تصریح نہیں کی۔

فائدہ: بہر حال حکم عبد کا ساتھ مولیٰ کے پاس اس کو حدیث بغل گیر ہے۔ (فتح)

٦٧٣٩۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْقُرَّآءِ اسْتَقِيْمُوْا فَقَدْ سَبَقْتُمْ سَبْقًا بَعِيْدًا فَإِنْ أَخَذْتُمْ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا لَقَدْ ضَلَلْتُمْ ضَلَالًا بَعِيْدًا.

٦٧٣٩۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ اگر گروہ قاریوں کے استقامت کرو سو البتہ تم نے سبقت کی اور آگے بڑھ گئے آگے بڑھنا ظاہر اگر تم دائیں بائیں راہ لو گے اور سیدھی راہ کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے گمراہ ہونا دور کا۔

فائدہ: مراد ساتھ قاریوں کے عالم ہیں قرآن اور سنت کے اور استقامت کرو یعنی استقامت کی راہ چلو اور مراد اس سے تمسک کرنا ہے ساتھ امر اللہ کے فعل اور ترک سے اور یہ جو کہا تم بہت آگے بڑھ گئے تو مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ اس نے خطاب کیا ساتھ اس کے ان لوگوں کو جنہوں نے اول اسلام کو پایا سو جب انہوں نے قرآن اور سنت کے ساتھ تمسک کیا تو آگے بڑھ گیا وہ طرف ہر خیر کی اس واسطے کہ جو ان کے بعد آئے اگر ان کے برابر عمل کریں تو نہ پہنچیں گے طرف اس چیز کی کہ پہنچے طرف اس کی سابق اسلام والے ورنہ بعید تر ہیں وہ ان سے حسًا وحکمًا اور یہ جو کہا کہ دائیں بائیں طرف راہ لو گے یعنی مخالفت نہ کرو امر مذکور کی اور یہ کلام حذیفہ رضی اللہ عنہ کا ماخوذ ہے اللہ کے اس قول سے ﴿وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ﴾ اور جو مرفوع ہے حکما حذیفہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے اشارہ ہے طرف فضل سابقین کی اولین کی مہاجرین اور انصار سے جو گزرے استقامت پر سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے شہید ہوئے یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہے پھر شہید ہوئے یا اپنے بچھونے پر مر گئے۔ (فتح)

٦٧٤٠۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتٰى قَوْمًا فَقَالَ يَا قَوْمِ إِنِّيْ

٦٧٤٠۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میری مثل اور میری پیغمبری اور دین کی مثل جیسے اس مرد کی مثل جو ایک قوم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ اے قوم میں بے شک لوٹنے والے لشکر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں اور میں ننگا ڈرانے والا

رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ فَالنَّجَآءَ فَأَطَاعَهُ طَآئِفَةٌ مِّنْ قَوْمِهِ فَأَدْلَجُوْا فَانطَلَقُوْا عَلٰى مَهَلِهِمْ فَنَجَوْا وَكَذَّبَتْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ فَأَصْبَحُوْا مَكَانَهُمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَأَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِيْ فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهٖ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِيْ وَكَذَّبَ بِمَا جِئْتُ بِهٖ مِنَ الْحَقِّ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح رقاق میں گزر چکی ہے۔

٦٧٤١۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ أَبُوْ بَكْرٍ بَعْدَهٗ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ لِأَبِيْ بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّيْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ إِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عِقَالًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهٗ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهٖ فَقَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللّٰهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِيْ بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ

ہوں سو جلدی بھاگو سو اس کی قوم سے کچھ لوگوں نے اس کا کہا مانا سو وہ شام ہوتے ہی بھاگے اور آرام سے چلے گئے اور بچ گئے اور کچھ لوگوں نے جھوٹا جانا وہ فجر تک اپنے مکانوں میں ٹھہرے رہے تو صبح ہوتے ہی لشکر ان پر ٹوٹ پڑا تو ان کو ہلاک کیا اور ان کو جڑ سے اُکھاڑا سو یہی مثل ہے اس کی جس نے میرا کہنا مانا اور میرے دین کی پیروی کی اور مثل اس کی جس نے میرا کہنا نہ مانا اور جھٹلایا سچے دین کو۔

٦٧٤١۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور مرتد ہوا جو مرتد ہوا عرب سے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کس طرح لڑے گا تو لوگوں سے اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو لوگوں سے لڑنے کا حکم ہوا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں سو جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس نے اپنا مال اور جان مجھ سے بچایا مگر دین کی حق تلفی کا بدلہ ہے اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ پر ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ میں لڑوں گا اس سے جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے یعنی نماز کو فرض جانے اور زکوٰۃ کو فرض نہ جانے اس واسطے کہ زکوٰۃ حق مال کا ہے قسم ہے اللہ کی اگر انہوں نے مجھ سے روکی ایسی چیز یعنی بکری کا بچہ جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ادا کرتے تھے تو البتہ میں لڑوں گا اس کے روکنے پر کہا عمر رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ کی نہ تھا وہ یعنی میرا خیال کچھ مگر یہ کہ میں نے دیکھا کہ اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھولا لڑنے کے واسطے سو میں نے پہچانا کہ وہ حق ہے اور کہا مجھ سے ابن بکیر نے، الخ یعنی اس میں کذا کی

قَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ عَنِ اللَّيْثِ عَنَاقًا وَهُوَ أَصَحُّ وَرَوَاهُ النَّاسُ عَنَاقًا وَعِقَالًا هٰهُنَا لَا يَجُوْزُ وَعِقَالًا فِيْ حَدِيْثِ الشَّعْبِيِّ مُرْسَلٌ وَكَذَا قَالَ قُتَيْبَةُ عِقَالًا.

جگہ لفظ عناق کا واقع ہوا ہے یعنی بکری کا بچہ اور یہ صحیح تر ہے عقالا کی روایت سے اور روایت کیا ہے اس کو آدمیوں نے عنا قا اور عقالا اس جگہ جائز نہیں اور عقالا شعبی کی حدیث میں مرسل ہے اور اسی طرح کہا قتیبہ نے عقالا یعنی رسی۔

٦٧٤٢۔ حَدَّثَنِيْ إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ بْنِ بَدْرٍ فَنَزَلَ عَلَى ابْنِ أَخِيْهِ الْحُرِّ بْنِ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِيْنَ يُدْنِيْهِمْ عُمَرُ وَكَانَ الْقُرَّآءُ أَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ وَمُشَاوَرَتِهٖ كُهُوْلًا كَانُوْا أَوْ شُبَّانًا فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ أَخِيْهِ يَا ابْنَ أَخِيْ هَلْ لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هٰذَا الْأَمِيْرِ فَتَسْتَأْذِنَ لِيْ عَلَيْهِ قَالَ سَأَسْتَأْذِنُ لَكَ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاسْتَأْذَنَ لِعُيَيْنَةَ فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَاللّٰهِ مَا تُعْطِيْنَا الْجَزْلَ وَمَا تَحْكُمُ بَيْنَنَا بِالْعَدْلِ فَغَضِبَ عُمَرُ حَتّٰى هَمَّ بِأَنْ يَّقَعَ بِهٖ فَقَالَ الْحُرُّ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ وَإِنَّ هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِيْنَ فَوَاللّٰهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِيْنَ تَلَاهَا عَلَيْهِ وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ.

٦٧٤٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عیینہ بن حصن آیا یعنی مدینے میں اور اپنے بھتیجے حر بن قیس پر اترا اور وہ ان لوگوں سے تھا جن کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے نزدیک کرتے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس اور شوریٰ والے قاری یعنی علماء اور عابد لوگ تھے بوڑھے ہوتے یا جوان تو عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا اے بھتیجے! کیا اس امیر کے پاس تیرا کچھ لحاظ ہے سو تو میرے واسطے اس سے اجازت مانگے یعنی خلوت اور تنہائی کے وقت تو اس نے کہا کہ میں تیرے واسطے اجازت مانگوں گا کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سو اس نے عیینہ کے واسطے اجازت مانگی سو جب اندر گیا تو کہا اے خطاب کے بیٹے! تو ہم کو بہت مال نہیں دیتا اور تو ہمارے درمیان انصاف نہیں کرتا عمر فاروق رضی اللہ عنہ غضبناک ہوئے یہاں تک کہ قصد کیا کہ اس کو ماریں تو حر نے کہا اے سردار مسلمانوں کے! اللہ نے اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ لازم پکڑ معاف کرنا اور حکم کر نیک کام کا اور منہ پھیر جاہلوں سے اور بے شک یہ جاہلوں سے ہے سو قسم ہے اللہ کی نہ بڑھے اس سے عمر رضی اللہ عنہ جب کہ اس نے آیت کو ان پر پڑھا اور تھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہت کھڑے ہونے والے نزدیک کتاب اللہ کے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے اے خطاب کے بیٹے! اور یہ کلمہ کہا جاتا ہے جب کہ کسی مرد سے کچھ زیادتی طلب کرے کوئی بات ہو یا کام اور مراد اس سے حکم سے یہاں زجر ہے اور طلب باز رہنے کی نہ زیادتی طلب کرنا اور عیینہ بڑا سخت مزاج اور بدخو تھا اسی واسطے اس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ایسے ایسے سخت الفاظ سے خطاب کیا اے خطاب کے بیٹے! اور یہ جو کہا کہ قسم ہے اللہ کی عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس سے نہ بڑھے تو یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کلام ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ عمل کیا عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھ غیر اس چیز کے جس پر آیت نے دلالت کی بلکہ عمل کیا ساتھ معنی اس کے اسی واسطے کہا کہ وہ اللہ کی کتاب کے پاس ٹھہرنے والے تھے یعنی عمل کرتے تھے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے اور اس سے آگے نہ بڑھتے تھے اور اس میں قوت دینا ہے اکثر علماء کے مذہب کو کہ یہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں اور کہا طیبی نے کہ حکم کیا ہے اللہ نے اپنے پیغمبر کو ساتھ مکارم اخلاق کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا اپنی امت کو جس طرح اللہ نے آپ کو حکم کیا اور محصل اس کا امر ہے ساتھ اچھے برتاؤ کے لوگوں سے اور کوشش کرنے کے ساتھ احسان کرنے کے طرف ان کی اور صلح رکھنے کے ساتھ ان کے اور چشم پوشی کرنا ان سے۔ (فتح)

٦٧٤٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهَا قَالَتْ أَتَيْتُ عَائِشَةَ حِيْنَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ وَالنَّاسُ قِيَامٌ وَهِيَ قَائِمَةٌ تُصَلِّيْ فَقُلْتُ مَا لِلنَّاسِ فَأَشَارَتْ بِيَدِهَا نَحْوَ السَّمَآءِ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللهِ فَقُلْتُ آيَةٌ قَالَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ نَعَمْ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ أَرَهُ إِلَّا وَقَدْ رَأَيْتُهُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَأُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ قَرِيْبًا مِّنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُسْلِمُ لَا أَدْرِيْ أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَآءُ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ جَآءَ نَا

٦٧٤٣ - حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی جب کہ سورج میں گہن پڑ اور لوگ کھڑے نماز پڑھتے تھے اور عائشہ رضی اللہ عنہا بھی کھڑی نماز پڑھتی تھیں تو میں نے کہا کیا ہے لوگوں کو؟ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا یعنی سورج میں گہن پڑا ہے اور کہا سبحان اللہ میں نے کہا کیا نشانی ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پھرے تو اللہ کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا کہ کوئی ایسی چیز نہیں جس کو میں نے نہ دیکھا تھا مگر کہ میں نے اس کو اس جگہ میں دیکھا یہاں تک کہ میں نے بہشت اور دوزخ کو بھی دیکھا اور مجھ کو وحی ہوئی کہ بے شک تم فتنے میں ڈالے جاؤ گے قریب دجال کے فتنے سے سو بہرحال مومن یا مسلم میں نہیں جانتا کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے ان دونوں سے کون سا لفظ کہا سو کہا کہے گا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لائے ہمارے پاس دلیلیں روشن سو ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم قبول کیا اور ہم ایمان لائے ساتھ اس چیز

بِالْبَيِّنَاتِ فَأَجَبْنَاهُ وَآمَنَّا فَيُقَالُ نَمْ صَالِحًا عَلِمْنَا أَنَّكَ مُوقِنٌ وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُرْتَابُ لَا أَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَآءُ فَيَقُوْلُ لَا أَدْرِي سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ.

کے کہ حضرت ﷺ اس کو لائے اللہ کی طرف سے سو کہا جائے گا کہ سورہ اس حال میں کہ تو نیکو کار ہے ہم نے جانا کہ تو یقین کرنے والا ہے اور بہرحال منافق یا مرتاب میں نہیں جانتا کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کون سا لفظ کہا سو کہے گا کہ میں نہیں جانتا کہ اسلام اور پیغمبر کیا چیز ہے میں نے لوگوں سے سنا ایک بات کہتے تھے سو میں نے بھی کہی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح خسوف میں گزر چکی ہے۔

٦٧٤٤۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعُوْنِي مَا تَرَكْتُكُمْ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى أَنْبِيَآئِهِمْ فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوْهُ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ.

٦٧٤٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے سوال کرنا چھوڑ دو جب تک کہ تم کو چھوڑوں اور نہ بتلاؤں تم سے اگلی امتوں کو تو ان سے سوال اور اختلاف ہی نے ہلاک کیا یعنی سوال کے سبب سے ہلاک ہوئے کہ اپنے پیغمبر کو کرتے تھے سو جب میں تم کو کسی چیز سے منع کروں تو اس سے بچا کرو اور جب میں کسی چیز کے کرنے کا حکم کروں تو اس کو کیا کرو جتنا تم سے ہو سکے۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں اس حدیث کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم پر خطبہ پڑھا یعنی فتح مکہ کے دن سو فرمایا کہ اے لوگو! بے شک اللہ نے تم پر حج کو فرض کیا سو تم حج کو ادا کیا کرو تو ایک شخص نے کہا یا حضرت! کیا ہر سال حج فرض ہے؟ حضرت ﷺ چپ رہے یہاں تک کہ اس نے تین بار پوچھا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں ہاں کہتا تو تم پر ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا اور تم سے کبھی نہ ہو سکتا پھر یہ حدیث فرمائی یعنی بیہودہ سوال نہ کیا کرو جو تمہارے حق میں بہتر ہے میں اس کو خود بیان کر دیتا ہوں تم کو ایسی کوشش کرنا کیا ضروری ہے اور یہ آیت اتری اے ایمان والو! نہ سوال کیا کرو ان چیزوں سے کہ اگر تمہارے واسطے بیان کی جائیں تو تم کو بری لگیں اور یہ جو کہا جب تک میں تم کو چھوڑوں یعنی جب تک کہ میں تم کو کسی چیز کے کرنے کا حکم نہ کروں یا اس سے منع نہ کروں اور مراد ساتھ امر کے ترک کرنا سوال کا ہے اس چیز سے کہ نہ واقع ہوئی ہو اس خوف کے واسطے کہ اس کے سبب سے اس کا واجب کرنا یا حرام کرنا اترے اور بہت سوال کرنے سے کہ اس میں سختی کرنا ہے اور خوف ہے اس کا کہ واقع ہو اجابت ساتھ ایسی چیز کے کہ ثقیل ہو اور نہ ہو سکے اور واقع ہو مخالفت اور ابن فرج نے کہا کہ نہ بہت طلب کرو تفصیل ان جگہوں سے کہ ہوں مفید واسطے وجہ کے کہ ظاہر ہوئی ہو اگرچہ اس کے سوائے اور کی صلاحیت

بھی اس میں ہو جیسا کہ قول حضرت ﷺ کا جو اتکرار کا احتمال رکھتا ہے سو لائق ہے کہ اکتفاء کیا جائے ساتھ اس چیز کے کہ صادق آئے اس پر لفظ اور وہ ایک بار کرنا ہے اس واسطے کہ اصل نہ ہونا زیادتی کا ہے اور اس میں بہت نقب زنی نہ کرو اس واسطے کہ وہ نوبت پہنچاتا ہے طرف ایسی چیز کی کہ بنی اسرائیل کے واسطے واقع ہوئی جب کہ ان کو گائے ذبح کرنے کا حکم ہوا سو اگر کوئی ایک گائے ذبح کرتے تو حکم بجا لانا حاصل ہوتا لیکن انہوں نے سختی کی سوان پر سختی کی گئی اگر مطلق کوئی گائے کسی طرح کی ذبح کرتے تو کفایت کرتی اور ساتھ اس کے ظاہر ہو گی مناسبت قول حضرت ﷺ کے کی **فانما اهلك من كان قبلكم**، الخ ساتھ قول اس کے ذرونی ما ترکتکم اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے کوئی حکم شرع کے وارد ہونے سے پہلے اور یہ کہ اصل چیزوں میں عدم وجوب ہے پھر یہ نہی عام ہے تمام منع چیزوں میں مگر مستثنیٰ ہے اس سے وہ چیز جس پر مکلّف مجبور کیا جائے مانند شراب پینے کی اوپر رائے جمہور کے اور مخالفت کی ہے اس میں ایک قوم نے سو کہا انہوں نے کہ گناہ پر مجبور ہونا اس کو مباح نہیں کرتا اور صحیح نہ ہونے مواخذہ کا ہے جب کہ پائی جائے صورت اکراہ معتبر کی اور مستثنیٰ کیا ہے اس سے بعض شافعیہ نے زنا کی صورت کو کہ اس میں زبردستی متصور نہیں لیکن نہیں ہے کوئی مانع مجبور ہونے زنا پر اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس نے جو کہتا ہے کہ نہیں جائز ہے دوا کرنا ساتھ حرام چیز کے مانند شراب کی اور نہ دفع کرنا پیاس کا ساتھ اس کے اور نہ نگلنا لقمے کا جو حلق میں اٹک گیا ہو ساتھ اس کے اور صحیح نزدیک شافعیہ کے جائز ہونا تیسری چیز کا ہے یعنی لقمے کا نگلنا شراب سے جائز ہے جب کہ حلق میں اٹک گیا ہو واسطے بچانے جان کے پس یہ مردار کے کھانے کی مانند ہے مضطر کو برخلاف دوا کرنے کے اس واسطے کہ ثابت ہوئی اس سے نہی بطور نص کے چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ شراب دوا نہیں لیکن وہ بیماری ہے اور ابوداؤد میں ہے کہ حرام چیز سے دوا نہ کیا کرو اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ نے میری امت کی شفا حرام چیز میں نہیں ٹھہرائی اور بہر حال پیاس سو وہ اس کے پینے سے بند نہیں ہوتی اور وہ بھی دوا کے معنی میں ہے اور تحقیق یہ ہے کہ امر ساتھ بچنے کے نہی سے عموم پر ہے جب کہ نہ عارض ہو اس کو اجازت بیچ ارتکاب منہی کے جیسے کھانا مردار کا مضطر کو اور نہیں متصور ہے بچنا منہی سے مگر ساتھ چھوڑنے تمام منع چیزوں کے اور اگر بعض منع چیزوں سے بچے اور بعض سے نہ بچے تو وہ حکم بجا نہ لایا برخلاف امر کے یعنی مطلق کے کہ جو لائے کم تر جس پر اسم صادق آئے تو ہوتا ہے وہ بجا لانے والا حکم کا اور ابن فرج نے اس کے برعکس تقریر کی ہے اسی واسطے اختلاف ہے اس میں کہ کیا امر کرنا ساتھ کسی چیز کے نہی ہے اس کی ضد سے اور نہی شے سے امر ہے ساتھ ضد اس کی کے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ حدیث جوامع الکلم سے ہے اور قواعد اسلام سے داخل ہوتی ہیں اس میں بہت احکام مانند نماز کی اس شخص کے واسطے جو اس کے کسی رکن یا شرط سے عاجز ہو اور جو ہو سکتے بحسب مقدور ادا کرے اور اسی طرح حکم ہے وضو کا اور ستر عورت کا اور یاد کرنا بعض فاتحہ کا اور نکالنا بعض زکوٰۃ فطر کا اس کے واسطے جو سب پر قادر نہ ہو کہ جتنا

ہو سکے کرے اور بند رہنا کھانے پینے سے رمضان میں اس کو جو عذر سے روزہ نہ رکھے پھر قادر نہ ہو روزے پر پیچ دن کے اور سوائے اس کے اور مسائل جن کی شرح دراز ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ جو عاجز ہو بعض امروں سے نہیں ساقط ہوتا ہے اس سے مقدور اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو امر کیا جائے ساتھ کسی چیز کے اور وہ اس کے بعض سے عاجز ہو اور جو مقدور ہو اس کو بجالائے تو ساقط ہو جاتی ہے اس سے وہ چیز جس سے عاجز ہو اور ساتھ اس کے استدلال کیا ہے مزنی نے اس پر کہ جس چیز کا ادا کرنا واجب ہے اس کی قضا واجب نہیں اسی واسطے صحیح یہ ہے کہ قضا ساتھ امر جدید کے ہے اور ظاہر یہ ہے کہ تقیید امر میں ساتھ استطاعت کے نہیں دلالت کرتی ہے اس پر کہ منہی چیز کا زیادہ اہتمام ہے بلکہ وہ باز رہنے کی جہت سے ہے اس واسطے کہ ہر ایک آدمی قادر ہے اوپر ترک کے برخلاف فعل کے اس واسطے کہ عاجز ہونا اس کے کرنے سے محسوس ہے اور اسی واسطے امر میں استطاعت کی قید لگائی اور نہی میں نہ لگائی اور کہا ابن فرج نے کہ یہ جو فرمایا کہ بچو تو یہ اپنے اطلاق پر ہے یہاں تک کہ پایا جائے جو اس کو مباح کرے جیسے مردار کا کھانا وقت ضرورت کے اور پینا شراب کا وقت اکراہ اور مجبور ہونے کے اور اصل اس میں جواز تلفظ یعنی جائز ہے بولنا کلمہ کفر کا جب کہ دل میں ایمان کا اطمینان ہو جیسا کہ ناطق ہے ساتھ اس کے قرآن اور تحقیق یہ ہے کہ مکلف ان سب چیزوں میں نہیں ہے منع کیا گیا اس حال میں اور جواب دیا ہے ماوردی نے کہ گناہ سے باز رہنا ترک ہے اور وہ آسان ہے اور عمل طاعت کا فعل ہے اور وہ مشکل ہے پس اسی واسطے نہیں مباح ہوا ہے گناہ کرنا اگرچہ عذر سے ہو اس واسطے کہ وہ ترک ہے اور ترک سے کوئی آدمی عاجز نہیں ہوتا اور مباح کیا چھوڑ دینا عمل کا عذر سے اس واسطے کہ کبھی عمل سے آدمی عاجز ہو جاتا ہے اور کہا بعضوں نے کہ نہی کبھی ہوتی ہے ساتھ مانع کے نقیض سے اور وہ حرام ہے اور کبھی نہی ہوتی ہے ساتھ اس کے اور وہ مکروہ ہے اور ظاہر حدیث کا دونوں کو شامل ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس کے کہ مباح مامور بہ نہیں اس واسطے کہ تاکید فعل کی تو واجب اور مندوب کے مناسب ہوتی ہے اور جو اس کو مامور بہ کہتا ہے اس نے جواب دیا ہے ساتھ اس کے کہ مراد امر سے طلب نہیں ہے بلکہ مراد اس سے عام تر معنی ہیں اور وہ اجازت ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ امر نہیں چاہتا ہے تکرار کو اور نہ اس کے عدم کو اور بعض نے کہا کہ تقاضا کرتا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ تمام چیزیں مباح ہیں یعنی اصل سب چیزوں میں اباحت ہے یہاں تک کہ ثابت ہو نہی شارع کی طرف سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ منع ہے بہت سوال کرنا مسئلوں سے اور سختی کرنا بیچ اس کے کہا بغوی نے کہ اگر دین کے کسی مسئلے کی حاجت پڑے تو اس کا پوچھنا جائز ہے بلکہ مامور بہ ہے واسطے دلیل اس آیت کے ﴿فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ﴾ اور اگر بصورت تشدید اور تکلف کے ہے تو منع ہے اور یہی مراد ہے حدیث میں اور تائید کرتا ہے اس کی وارد ہونا زجر کا حدیث میں اغلوطات سے کہا اوزاعی نے کہ اغلوطات سخت اور مشکل مسئلے ہیں اور اکثر سلف سے منقول ہے کہ مکروہ

ہے کلام کرنا ان مسئلوں میں جو واقع نہ ہوئے ہوں مگر عالم کے واسطے اور عالم کو مکروہ اس وقت ہے جب کہ باز رکھے عالم کو اس چیز سے کہ اس سے اہم تر ہو اور لائق ہے کہ چھانٹا جائے اس چیز کو جس کا وقوع بہت ہو نہ جس کا وقوع نادر ہو اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ لائق ہے مشغول ہونا ساتھ اس امر کے جس کی فی الحال حاجت ہو اور نہ مشغول ہونا ساتھ اس کے جس کی فی الحال حاجت نہ ہو سو گویا کہ فرمایا کہ لازم پکڑو اپنے اوپر کرنا امروں کا اور بچنا منع چیزوں کے بدلے مشغول ہونے کے ساتھ اس چیز کے کہ نہیں واقع ہوئی پس لائق ہے مسلمانوں کو کہ بحث کرے اس چیز سے کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے آئی ہے پھر کوشش کرے اس کے سمجھنے میں اور اس کی مراد معلوم کرنے میں پھر مشغول ہو وہ ساتھ عمل کرنے کے اوپر اس کے پھر اگر علمیات سے ہو تو اس کی تصدیق کے ساتھ مشغول ہو اور اس کے حق ہونے کے ساتھ اعتقاد کرے اور اگر عملیات سے ہو تو خرچ کرے اپنی کوشش کو ساتھ عمل کرنے کے اوپر اس کے فعل سے ہو یا ترک سے اور اگر اس سے زیادہ وقت پائے تو نہیں ڈر ہے کہ خرچ کرے اس کو مشغول ہونے میں ساتھ پہچاننے حکم اس چیز کے کہ واقع ہو گی جب کہ یہ قصد ہو کہ عمل کرے گا ساتھ اس کے اگر واقع ہوئی اور اگر جدل اور جھگڑے کا قصد ہو تو یہ منع ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ كَثْرَةِ السُّؤَالِ وَتَكَلُّفِ مَا لَا يَعْنِيهِ وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿لَا تَسْأَلُوْا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾.

جو مکروہ ہے کثرت سوال سے اور تکلف مالا یعنی سے اور اللہ نے فرمایا کہ نہ سوال کرو ان چیزوں سے کہ اگر تمہارے واسطے ظاہر کی جائیں تو تم کو بری لگیں۔

فائدہ: مراد اس کی یہ ہے کہ استدلال کرے ساتھ اس آیت کے مدعی پر اور وہ کراہت بہت سوال کرنے کی اور یہ پھرنا ہے بخاری رحمہ اللہ سے طرف ترجیح بعض اس چیز کی کہ آئی ہے اس کی تفسیر میں اور اس کے شانِ نزول کا اختلاف تفسیر میں گزر چکا ہے اور ترجیح دی ہے ابن منیر نے اس کو کہ وہ وارد ہوئی ہے بیچ بہت سوال کرنے کے اس چیز سے کہ واقع ہوئی اور آئندہ واقع ہو گی اور اسی کو چاہتی ہے کاری گری بخاری رحمہ اللہ کی اور باب کی حدیثیں اس کی تائید کرتی ہیں اور البتہ سخت ہوا ہے انکار ایک جماعت کا اوپر اس کے ان میں سے قاضی ابوبکر بن عربی ہے سو کہا اس نے کہ اعتقاد کیا ہے غافلوں کی ایک قوم نے کہ منع ہے پوچھنا مسائل کا جب تک کہ واقع نہ ہوں اس آیت کی دلیل سے اور حالانکہ نہیں ہے اس طرح اس واسطے کہ آیت تصریح کرتی ہے کہ منع ہے وہ کہ واقع ہو مسئلہ اس کے جواب میں اور مسئلے حوادث کے اس طرح نہیں ہیں اور یہ قول ٹھیک ہے اس واسطے کہ ظاہر خاص ہونا اس آیت کا ساتھ زمانے نزول وحی کے اور تائید کرتی ہے اس کو حدیث سعد رضی اللہ عنہ کی جو باب میں ہے کہ جو سوال کرے ایسی چیز سے جو حرام نہ ہو پھر اس کے سوال کے سبب سے حرام ہو جائے اس واسطے کہ ایسی چیز کے واقع ہونے سے البتہ امن حاصل ہو چکا ہے اور سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث کے معنی میں اور حدیث بھی آچکی ہے اور اس سے جو ثابت ہوا ہے حدیثوں میں کہ اصحاب نے

حضرت ﷺ سے اکثر اوقات میں بہت چیزوں کا سوال کیا تو احتمال ہے کہ اس آیت کے نزول سے پہلے ہو اور احتمال ہے کہ نہی آیت میں نہ شامل ہو اس چیز کو کہ اس کی حاجت ہے جس کا حکم مقرر ہو چکا ہے یا ان کو اس کے پہچاننے کی حاجت ہو مانند سوال کی کھاپنچ کے ساتھ ذبح کرنے سے اور سوال کی وجوب طاعت سرداروں کی سے جب کہ معروف چیز کا حکم کریں اور جیسا سوال کرنا احوال قیامت سے اور جو اس سے پہلے ہے لڑائیوں اور فتنے فسادوں سے اور مانند ان سوالوں کی کہ قرآن میں ہیں جیسا سوال کرنا شراب اور جوئے اور کلالہ اور محیض اور عورتوں اور شکار وغیرہ سے لیکن جو اس آیت سے نکالتے ہیں کہ مکروہ ہے بہت سوال کرنا ان مسئلوں سے جو نہیں واقع ہوئے انہوں نے اس کو اس کے ساتھ لاحق کیا ہے اس واسطے کہ کثرت سوال کی جب سبب ہے تکلیف اس چیز کا جو مشکل ہو تو لائق ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے اور امام دارمی نے اس میں ایک باب باندھا ہے اور اس میں اصحاب اور تابعین سے بہت آثار نقل کیے ہیں اور کہا بعضوں نے کہ بحث دو قسم پر ہے ایک بحث یہ ہے کہ کیا یہ مسئلہ عموم نص میں داخل ہے یا نہیں؟ سو یہ مطلوب ہے مکروہ نہیں بلکہ متعین ہوتا ہے بعض مجتہدوں پر دوسری قسم یہ ہے کہ مثل چیزوں میں فرق کرے باوجود وصف جمع کے یا دو متفرق چیزوں کو جمع کرے پس یہی قسم ہے جس کی سلف سے مذمت وارد ہوئی ہے اور اس کے موافق ہے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ ہلاک ہوئے سختی کرنے والا کہ اس میں ضائع کرنا ہے اوقات کا بے فائدہ چیز میں اور مثل اس کی ہے بہت تفریع کرنا ایسے مسئلے پر کہ نہ ہو اصل اس کے واسطے قرآن میں نہ حدیث میں نہ اجماع میں اور وہ نہایت نادر الوقوع ہو اور سخت تر اس سے سوال کرنا ہے غیبی چیزوں سے کہ وارد ہوئی ہے شرع ساتھ ایمان لانے کے اوپر ان کے باوجود ترک کیفیت ان کی کے اور سوال کرنا وقت قیامت اور روح وغیرہ سے جو نہیں پہچانا جاتا ہے مگر محض نقل سے اور ان میں سے بہت چیزوں کے حق میں کوئی چیز ثابت نہیں ہوئی پس واجب ہے ایمان لانا ساتھ اس کے بغیر بحث کے اور جو عذر کرے بیچ معانی قرآن کے نگہبانی کرنے والا ہو اس چیز پر جو آئی ہے اس کی تفسیر میں حضرت ﷺ سے اور اصحاب سے اور حاصل کرے احکام سے اس چیز کو کہ مستفاد ہوتی ہے اس کے منطوق سے اور مفہوم سے اور غور کرے سنت کے معانی میں اور جس پر وہ دلالت کرے اور لے جو اس سے حجت کے لائق ہے تو یہ محمود ہے اور نفع اٹھایا جاتا ہے ساتھ اس کے اور اسی پر معمول ہے عمل شہروں کے فقہاء کا تابعین سے اور جو ان کے بعد ہیں اور اس باب میں نو حدیثیں مذکور ہیں بعض متعلق ہیں ساتھ کثرت سوال کے اور بعض متعلق ہیں ساتھ تکلیف مالا یعنی کے اور بعض ساتھ سبب نزول آیت کے اور حدیث اول متعلق ہے ساتھ دوسری قسم کے اور اسی طرح حدیث دوسری اور پانچویں۔ (فتح)

٦٧٤٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

٦٧٤٥۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک سب مسلمانوں میں بڑا

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحَرَّمْ فَحُرِّمَ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ.

گنہگار وہ ہے کہ جس نے وہ بات پوچھی کہ حرام نہ تھی پھر اس کے پوچھنے کے سبب سے حرام ہوگئی۔

فائدہ: مسئلہ پوچھنا دو قسم پر ہے ایک تو وہ کہ اس کی حاجت پڑے اور وہ بات معلوم نہیں تو دریافت کے واسطے پوچھے تو یہ درست ہے بلکہ اس کا حکم ہے کہ دریافت کرے اللہ نے قرآن میں فرمایا ﴿فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ دوسرے یہ کہ ناحق بے حاجت پوچھنا اور تنگ کرنا یہ منع ہے سو اسی کو حضرت ﷺ نے منع کیا کہ ناحق بے حاجت باتیں نہ پوچھا کرو شاید حلال چیز تمہارے بے فائدہ سوال سے حرام ہو جائے اور تم گنہگار ہو لیکن جس مسئلے کی حاجت پڑے وہ اس حدیث سے مخصوص ہے ساتھ آیت مذکور کے پس اس کا سوال کرنا درست ہے بلکہ مامور بہ ہے اور حدیث محمول ہے تحذیر اور تہدید پر نہ یہ کہ سوال علت ہے تحریم کی پس نہیں تمسک ہے اس میں واسطے قدریہ کے کہ اللہ ایک چیز دوسری چیز کے سبب سے کرتا ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جو ایسا عمل کرے جو دوسرے کو ضرر کرے تو وہ گنہگار رہتا ہے اور حدیث میں ہے کہ اصل چیزوں میں اباحت ہے یعنی دراصل سب چیزیں مباح ہیں یہاں تک کہ وارد ہو شرع برخلاف اس کے اور بعضوں نے کہا کہ اس کا جرم یہ ہے کہ اس کے سوال کے سبب سے مسلمانوں کو ضرر پہنچا کہ منع ہو ان کو تصرف کرنا اس چیز میں جو اس کے سوال کرنے سے پہلے حلال تھی اور مستفاد ہوتی ہے بڑائی گناہ کی یعنی یہ گناہ اتنا بڑا ہے کہ جو اس کے واقع ہونے کا سبب ہو اس کو بھی یہ کہنا جائز ہے کہ یہ بہت بڑے گناہ میں واقع ہوا۔ (فتح)

٦٧٤٦۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ سَمِعْتُ أَبَا النَّضْرِ يُحَدِّثُ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيرٍ فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا لَيَالِيَ حَتَّى اجْتَمَعَ إِلَيْهِ نَاسٌ ثُمَّ فَقَدُوا صَوْتَهُ لَيْلَةً فَظَنُّوا أَنَّهُ قَدْ نَامَ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَتَنَحْنَحُ لِيَخْرُجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ

٦٧٤٦۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک سال مسجد میں چٹائی کا حجرہ بنایا یعنی رمضان کے مہینے میں سو حضرت ﷺ نے اس میں چند راتیں نماز پڑھی یہاں تک کہ لوگ آپ کے پاس جمع ہوئے پھر انہوں نے ایک رات حضرت ﷺ کی آواز نہ پائی اور گمان کیا کہ حضرت ﷺ سو گئے تو ان میں سے بعض آدمی کھنگورنے لگے تا کہ حضرت ﷺ ان کی طرف نکلیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمیشہ رہا تمہارے ساتھ جو دیکھا میں نے تمہارے عمل سے یہاں تک کہ میں ڈرا کہ وہ تم پر

مَا زَالَ بِكُمُ الَّذِیْ رَأَیْتُ مِنْ صَنِیْعِكُمْ حَتّٰی خَشِیْتُ أَنْ یُّكْتَبَ عَلَیْكُمْ وَلَوْ كُتِبَ عَلَیْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهٖ فَصَلُّوْا أَیُّهَا النَّاسُ فِیْ بُیُوْتِكُمْ فَإِنَّ أَفْضَلَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِیْ بَیْتِهٖ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ.

فرض ہو جائے سو اگر تم پر فرض ہو جائے تو تم اس کو قائم نہ کر سکو سواے لوگو! تم اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو اس واسطے کہ افضل نماز مرد کی اپنے گھر میں ہی ہے مگر فرض نماز یعنی فرض نماز مسجد میں افضل ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تہجد کی نماز میں گزری اور متعلق ہے ساتھ اس ترجمہ کے اس حدیث سے وہ چیز جو سمجھی جاتی ہے حضرت ﷺ کے انکار سے یعنی جو انکار کیا حضرت ﷺ نے ان کے فعل پر کہ انہوں نے سختی کی اس چیز میں جس کی حضرت ﷺ نے ان کو اجازت نہیں دی تھی یعنی رات کی نماز میں مسجد کے اندر جمع ہونا۔ (فتح)

٦٧٤٧۔ حَدَّثَنَا یُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰی حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَیْدِ بْنِ أَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِیْ مُوْسَی الْأَشْعَرِیِّ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَشْیَاءَ كَرِهَهَا فَلَمَّا أَكْثَرُوْا عَلَیْهِ الْمَسْأَلَةَ غَضِبَ وَقَالَ سَلُوْنِیْ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ أَبِیْ قَالَ أَبُوْكَ حُذَافَةُ ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ أَبِیْ فَقَالَ أَبُوْكَ سَالِمٌ مَوْلٰی شَیْبَةَ فَلَمَّا رَأٰی عُمَرُ مَا بِوَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَضَبِ قَالَ إِنَّا نَتُوْبُ إِلَی اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

٦٧٤٧۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کئی چیزوں سے پوچھے گئے جن کو برا جانا سو جب لوگوں نے حضرت ﷺ سے بہت سوال کیا تو حضرت ﷺ غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ مجھ سے پوچھو تو ایک مرد نے کہا یا حضرت! میرا باپ کون ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرا باپ حذافہ ہے پھر اور مرد کھڑا ہوا تو اس نے کہا کہ میرا باپ کون ہے یارسول اللہ؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرا باپ سالم ہے شیبہ کا غلام آزاد سو جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کے چہرے میں غصہ دیکھا تو کہا کہ ہم اللہ کی طرف توبہ کرتے ہیں۔

فائدہ: پوری روایت یوں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک روز بعد نماز ظہر کے خطبہ پڑھا اور قیامت کو یاد کیا پھر فرمایا کہ جو کچھ کوئی پوچھا جائے سو پوچھے سو جو کچھ مجھ سے پوچھو گے بتلاؤں گا جب تک میں اپنے مکان میں ہوں یعنی منبر پر تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر کہا کہ ہم دل سے راضی ہیں اللہ کی الوہیت سے اور اسلام کے دین سے اور حضرت ﷺ کی پیغمبری سے یہاں تک کہ حضرت ﷺ کا غصہ ختم ہوا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہت سوال کرنا منع ہے کہا ابن عبدالبر نے کہ مراد کثرت سوال سے منع ہونا کثرت سوال کا ہے حادثوں سے اور اغلوطات سے اور یہ قول اکثر علماء کا ہے اور اس حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ کے احوال کو اصحاب زیر نظر رکھتے تھے اور

حضرت ﷺ کے غضب سے سخت ڈرتے تھے اس خوف سے کہ کسی ایسے امر کے واسطے ہو جو ان کو عام ہو جائے اور یہ کہ جائز ہے چومنا مرد کے پاؤں کا اور جائز ہے غصہ کرنا وعظ کی حالت میں اور گھٹنوں کے بل بیٹھنا شاگرد کا استاد کے آگے جب کہ اس سے کچھ پوچھے اور یہی حکم ہے تابع کا واسطے متبوع کے اور مشروع ہونا تعوذ کا فتنوں سے اور یہ حدیث متعلق ہے ساتھ قسم اول کے اور اسی طرح چوتھی اور آٹھویں اور نویں۔ (فتح)

٦٧٤٨۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰی حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيْرَةِ اكْتُبْ إِلَيَّ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ وَكَتَبَ إِلَيْهِ إِنَّهٗ كَانَ يَنْهٰى عَنْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةِ الْمَالِ وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عُقُوْقِ الْأُمَّهَاتِ وَوَأْدِ الْبَنَاتِ وَمَنْعٍ وَّهَاتِ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ كَانُوْا يَقْتُلُوْنَ بَنَاتِهِمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَحَرَّمَ اللّٰهُ ذٰلِكَ.

٦٧٤٨۔ حضرت وراد مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے کاتب سے روایت ہے کہ معاویہ نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میری طرف لکھ جو تو نے حضرت ﷺ سے سنا ہے تو مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف لکھا کہ حضرت ﷺ ہر نماز کے پیچھے یہ ذکر کہتے تھے لا الہ سے منک الجد تک یعنی کوئی لائق عبادت کے نہیں سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کو سب شکر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے الٰہی! نہیں کوئی روکنے والا تیری دی چیز کو اور کوئی دینے والا نہیں تیری رد کی چیز کو اور تیرے روبرو نصیبے والے مالدار کو اس کا مال کچھ فائدہ نہیں دیتا اور نیز اس نے اس کی طرف لکھا کہ حضرت ﷺ منع کرتے تھے قیل وقال اور کثرت سوال اور مال کے ضائع کرنے سے اور منع کرتے تھے ماؤں کی نافرمانی سے اور زندہ لڑکیوں کے گاڑنے سے، کہا ابوعبداللہ رحمہ اللہ نے کہ کفر کے وقت اپنی لڑکیوں کو مار ڈالتے تھے سو اللہ نے اس کو حرام کیا۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث کے یہاں لانے سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ منع کرتے تھے قیل وقال سے اور کثرت سوال سے اور پہلے گزر چکی ہے بحث کہ کثرت سوال سے کیا مراد ہے؟ کیا وہ خاص ہے ساتھ مال کے یا احکام کے یا عام تر ہے اس سے اور اولیٰ حمل کرنا اس کا ہے عموم پر یعنی مال اور احکام وغیرہ سب کو شامل ہے اور سب چیز میں کثرت سوال منع ہے لیکن منع اس چیز میں ہے جس کی سائل کو حاجت نہ ہو اور باقی شرح کتاب الرقاق میں گزری۔ (فتح)

٦٧٤٩۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا

٦٧٤٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عمر رضی اللہ عنہ کے

حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ نُهِينَا عَنِ التَّكَلُّفِ.

پاس تھے سو کہا کہ ہم منع کیے گئے تکلف اور تشدد سے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھا اللہ کے اس قول سے ﴿وَفَاكِهَةً وَّأَبًّا﴾ کہ ابّ کیا چیز ہے؟ تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم منع کیے گئے تعمق اور تکلف سے اور مراد ابّ سے وہ سبزہ ہے جو چوپائے کھاتے ہیں اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اب وہ چیز ہے جس کو زمین اگاتی ہے جو چوپائے کھاتے ہیں اور آدمی نہیں کھاتے۔ (فتح)

٦٧٥٠ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح و حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ أَنَّ بَيْنَ يَدَيْهَا أُمُوْرًا عِظَامًا ثُمَّ قَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْ عَنْهُ فَوَاللّٰهِ لَا تَسْأَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ مَا دُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا قَالَ أَنَسٌ فَأَكْثَرَ النَّاسُ الْبُكَاءَ وَأَكْثَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّقُوْلَ سَلُوْنِيْ فَقَالَ أَنَسٌ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ أَيْنَ مَدْخَلِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ النَّارُ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ مَنْ أَبِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَبُوْكَ حُذَافَةُ قَالَ ثُمَّ أَكْثَرَ أَنْ يَّقُوْلَ سَلُوْنِيْ سَلُوْنِيْ فَبَرَكَ عُمَرُ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا

٦٧٥٠ـ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے جب کہ آفتاب ڈھلا سو آپ نے ظہر کی نماز پڑھی پھر جب سلام پھیرا تو منبر پر کھڑے ہوئے اور قیامت کو یاد کیا اور ذکر کیا کہ قیامت سے پہلے بڑی بڑی مصیبتیں ہونے والی ہیں پھر فرمایا کہ جو کچھ کوئی پوچھنا چاہے سو پوچھے سو قسم ہے اللہ کی نہیں پوچھو گے مجھ سے کچھ مگر کہ میں تم کو بتلاؤں گا جب تک کہ میں اپنے مقام میں ہوں کہا انس رضی اللہ عنہ نے سو لوگ بہت رونے لگے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بار بار فرماتے تھے کہ مجھ سے پوچھو انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کھڑا ہوا تو اس نے کہا یا حضرت! میرے داخل ہونے کی جگہ کہاں ہے یعنی بہشت میں جاؤں گا یا دوزخ میں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ میں پھر عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ اٹھا تو اس نے کہا یا حضرت! میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے پھر بہت بار فرمایا کہ مجھ سے پوچھو کہا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھٹنوں کے بل ہو کر کہا کہ ہم دل سے راضی ہوئے اللہ کی الوہیت سے اور اسلام کے دین سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری سے کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چپ ہوئے جب کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ کہا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب ہے کہ تو ہلاک ہو قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں

وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ عُمَرُ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ آنِفًا فِيْ عُرْضِ هٰذَا الْحَآئِطِ وَأَنَا أُصَلِّيْ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ.

میری جان ہے کہ البتہ میرے سامنے کیے گئے بہشت اور دوزخ اس وقت اس دیوار کے آگے اور میں نماز پڑھتا تھا سو نہیں دیکھی میں نے کوئی چیز خیر اور شر میں جیسے آج دیکھی۔

فائدہ: اور یہ حدیث متعلق ہے ساتھ تیسری قسم کے اور اسی طرح چوتھی حدیث بھی اور وہ چوتھی حدیث کے معنی میں ہے۔(فتح)

٦٧٥١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَنْ أَبِيْ قَالَ أَبُوْكَ فُلَانٌ وَنَزَلَتْ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَسْأَلُوْا عَنْ أَشْيَآءَ﴾ الْآيَةَ.

٦٧٥١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! میرا باپ کون ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا باپ فلاں ہے اور یہ آیت اتری اے ایمان والو! نہ پوچھو ان چیزوں سے کہ اگر تمہارے واسطے ظاہر کی جائیں تو تم کو بری لگیں۔

٦٧٥٢۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا وَرْقَآءُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَّبْرَحَ النَّاسُ يَتَسَآئَلُوْنَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا هٰذَا اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ.

٦٧٥٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ لوگ آپس میں پوچھتے ہیں کہ یہ تو اللہ نے سب خلق کو پیدا کیا ہے سو اللہ کو کس نے پیدا کیا؟

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان آدمی کے دل میں خیال ڈالتا ہے کہ زمین آسمان کو کس نے بنایا تو کہتا ہے اللہ نے تو شیطان پوچھتا ہے کہ اللہ کو کس نے بنایا اور ہذا اللہ مبتدا اور خبر ہے اور اس کی تقدیر یہ ہے کہ یہ مقرر اور معلوم ہے کہ اللہ نے خلق کو پیدا کیا اور وہ شے ہے اور ہر چیز مخلوق ہے تو اس کو کس نے پیدا کیا اور ایک روایت میں ہے کہ جب شیطان دل میں خیال ڈالے تو اس وقت اللہ کی پناہ مانگے یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے اور باز رہے اور ایک روایت میں ہے کہ آمنت باللہ و رسلہ کہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

چند گنوار لوگ مسجد میں آئے اور مجھ سے پوچھا کہ بھلا اللہ کو کس نے پیدا کیا اور میں نے ان کو پتھر مارے اور میں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے سچ فرمایا کہ ایسے سوال کرنے والے احمق ہوتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ کہے آمنت باللہ کہ یہ صریح ایمان ہے یعنی اس وسوسہ کو برا جاننا اور اس کو قبول نہ کرنا دلیل ہے اوپر خالص ہونے ایمان کے اس واسطے کہ کافر اصرار کرتا ہے اس پر جو اس کے دل میں ہے محال سے اور نہیں نفرت کرتا اس سے اور یہ جو دوسری روایت میں کہا کہ اللہ کی پناہ مانگے اور باز رہے یعنی اس خیال میں فکر کرنا چھوڑ دے اور اللہ کی پناہ مانگے جب کہ نہ واقع ہو اس سے وسوسہ اور حکمت اس میں یہ ہے کہ علم اس کا کہ اللہ بے نیاز شیطان کے ہر وسوسے سے بدیہی امر ہے حجت اور مناظرہ کا محتاج نہیں سو اگر اس سے کوئی خیال دل میں گزرے تو شیطان کا وسوسہ ہے اور اس کی کوئی حد نہیں سو جب کسی دلیل سے اس کا معارضہ کیا جائے تو اور طرح سے مغالطہ دیتا ہے سو ضائع کرتا ہے اس کے وقت کو اگر سالم رہے فتنے سے سو نہیں ہے کوئی تدبیر اس کے دفع کرنے کی قوی تر اس سے کہ اللہ کی پناہ پکڑے اعوذ باللہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ احد اللہ الصمد کہے اور ہر انسان صاف طبیعت کی یہ پیدائشی بات ہے کہ وہ جانتا ہے کہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ ہے اس کے پہلے کوئی چیز نہیں جو اس کو بنائے اور ہزاروں دلیل عقلی سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے سو ایسا سوال وہی کرے گا جس کی اصل پیدائش میں خلل ہے اور عقل میں نقصان ہے اور یہ عجب حماقت کا سوال ہے کہ جب اس کو اللہ کہا تو پھر اس کو پیدا کرنے والے کو پوچھنا عجب نادانی ہے اگر اللہ کا پیدا کرنے والا کوئی ہوتا تو پھر وہ اللہ کیسا باقی رہا وہ بھی مخلوق ہو گیا مثل اور مخلوقات کی اور کہا مہلب نے قول اس کا صریح ایمان ہے یعنی نہ نکالنا امر کو مالا نہایت تک اس واسطے کہ جب امر کو مالا نہایت تک نکالا جائے تو اس وقت ضروری ہے کہ کوئی ایسا خالق ہو جس کو کسی نے پیدا نہیں کیا اس واسطے کہ عاقل فکر کرنے والا جانتا ہے کہ سب مخلوقات مخلوق ہے واسطے ہونے اثر کاری گری کے جو اس میں موجود ہے اور اثر حدث کے جو اس پر جاری ہے اور خالق کی یہ صفت نہیں ہوتی پس واجب ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے واسطے خالق ہو جس کو کسی نے پیدا نہیں کیا پس یہ ہے صریح ایمان نہ بحث کرنا جو شیطان کے مکر سے ہے جو حیرت کی طرف نوبت پہنچاتی ہے کہا ابن بطال نے کہ اگر وسوسہ کرنے والا کہے کہ کون مانع ہے کہ خالق اپنے نفس کو آپ پیدا کرے تو اس سے کہا جائے گا کہ یہ بعض بعض کے متناقض ہے اس واسطے کہ تو نے خالق کو ثابت کیا ہے اور اس کے وجود کو واجب ٹھہرایا ہے پھر تو نے کہا کہ وہ اپنے نفس کو خود آپ پیدا کرتا ہے سو تو نے واجب کیا اس کے عدم کو اور اس کے موجود اور معدوم ہونے میں تطبیق ممکن نہیں بلکہ دونوں امر کو جمع کرنا فاسد ہے اس واسطے کہ اس میں تناقض ہے اس واسطے کہ فاعل کا وجود مقدم ہوتا ہے اس کے فعل کے وجود پر پس یہ محال ہے کہ اس کا نفس اس کا فعل ہو اور یہ واضح ہے اس شبہ کے حل کرنے میں اور یہ نوبت پہنچاتا ہے طرف صریح ایمان کی اور مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب نے کہا یا حضرت! ہم دل میں پاتے ہیں وہ وسوسہ کہ ہم میں سے

کوئی بھاری جانتا ہے کہ اس کے ساتھ کلام کرے حضرت ﷺ نے فرمایا البتہ تم نے اس کو پایا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ صریح ایمان ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ پوچھے گئے وسوسے سے فرمایا کہ یہ محض ایمان ہے کہا ابن تین نے اگر جائز رکھا جائے کہ خالق کے واسطے کوئی خالق ہو تو تسلسل لازم آئے پس ضروری ہے نہایت ہونے سے طرف موجد قدیم کی اور قدیم اس کو کہتے ہیں جس سے پہلے کوئی چیز نہ ہو اور نہیں صحیح ہے معدوم ہونا اس کا اور وہ فاعل ہے یعنی پیدا کرنے والا ہے کسی نے اس کو پیدا نہیں کیا اور وہ اللہ تعالیٰ ہے کہا کرمانی نے ثابت ہوا ہے کہ پہچاننا اللہ تعالیٰ کا دلیل سے فرض عین ہے یا کفایہ ہے اور راہ طرف اس کی ساتھ سوال کرنے کے اس سے متعین ہے اس واسطے کہ وہ اس کا مقدمہ ہے لیکن جب بداہت سے معلوم ہوا کہ خالق غیر ہے مخلوق کا یا ساتھ کسب کے جو قریب ہو صدق کے تو ہوگا سوال کرنا اس سے تشدد اور سختی سو ہوگی ذم متعلق ساتھ اس سوال کے جو بطور تشدید اور سختی کے ہو نہیں تو پہنچنا اس کی معرفت کی طرف اور دور کرنا شبہ کا اس سے صریح ایمان ہے اس واسطے کہ ضروری ہے قطع ہونا اس تسلسل کا طرف ایسے خالق کی جس کو کسی نے پیدا نہیں کیا دفع تسلسل کے واسطے اور ہارون رشید کے زمانے میں کسی نے اس سے ایسا سوال کیا کہ کیا اللہ قادر ہے اس پر کہ اپنی مثل پیدا کرے؟ سو ہارون رشید نے اہل علم سے اس کا جواب پوچھا تو ایک نوجوان نے جلدی کی سو اس نے کہا کہ یہ سوال محال ہے اس واسطے کہ مخلوق محدث ہے یعنی نئی پیدا کی گئی ہے آگے نہ تھی اور جو محدث ہو نیا پیدا کیا گیا ہو وہ قدیم کی مثل نہیں ہوتا پس محال ہے یہ کہ کہا جائے کہ اللہ قادر ہے اس پر کہ اپنی مثل پیدا کرے یا کہا جائے کہ نہیں قادر ہے جیسا کہ محال ہے کہ کہا جائے قادر عالم میں قادر ہے اس پر کہ جاہل عاجز ہو جائے۔ (فتح)

٦٧٥٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرْثٍ بِالْمَدِيْنَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلٰى عَسِيْبٍ فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْأَلُوْهُ لَا يُسْمِعُكُمْ مَا تَكْرَهُوْنَ فَقَامُوْا إِلَيْهِ فَقَالُوْا يَا أَبَا الْقَاسِمِ حَدِّثْنَا عَنِ الرُّوْحِ فَقَامَ سَاعَةً يَنْظُرُ

٦٧٥٣۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھا مدینے کی کھیتی میں اور حضرت ﷺ ایک چھڑی پر تکیہ کیے تھے سو حضرت ﷺ چند یہودیوں پر گزرے تو ان میں سے بعضوں نے کہا کہ اس سے روح کی حقیقت پوچھو اور بعضوں نے کہا کہ نہ پوچھو کہ تم کو کوئی بات نہ سنائے تو ان میں سے بعض حضرت ﷺ کی طرف کھڑے ہوئے سو انہوں نے کہا اے ابوالقاسم! خبر دے ہم کو روح سے کہ کیا چیز ہے؟ سو حضرت ﷺ ایک ساعت کھڑے دیکھتے رہے سو میں نے پہچانا کہ حضرت ﷺ کو وحی ہوتی ہے سو میں آپ سے پیچھے ہٹا یہاں تک کہ وحی چڑھی پھر

فَعَرَفْتُ أَنَّهُ يُوحٰى إِلَيْهِ فَتَأَخَّرْتُ عَنْهُ حَتّٰى صَعِدَ الْوَحْيُ ثُمَّ قَالَ ﴿وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّيْ﴾.

حضرت ﷺ نے فرمایا اور تجھ سے پوچھتے ہیں حقیقت روح کی تو کہہ کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے۔

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے اس میں کہ حضرت ﷺ نے ان کو اسی وقت جواب دیا۔ (فتح)

بَابُ الْاِقْتِدَاءِ بِأَفْعَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ﷺ کے افعال کی پیروی کرنا

فائدہ: اصل اس میں یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ یعنی البتہ تمہارے واسطے حضرت ﷺ کی تابعداری میں بہتر پیروی ہے اور ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ واجب ہے واسطے داخل ہونے اس کے بیچ عموم قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ اور قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ سو واجب ہے پیروی حضرت ﷺ کی آپ کے فعل میں جیسے کہ واجب ہے آپ کے قول میں یہاں تک کہ قائم ہو کوئی دلیل ندب پر یا خصوصیت پر اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ اس میں احتمال ہے وجوب کا اور ندب کا اور اباحت کا پس محتاج ہے طرف قرینے کی اور کہا جمہور نے ندب کے واسطے ہے جب کہ ظاہر ہو وجہ قرب کی اور بعضوں نے کہا اگرچہ نہ ظاہر ہو اور بعضوں نے تفصیل کی ہے درمیان تکرار اور عدم تکرار کے اور بعض لوگوں نے کہا کہ اگر حضرت ﷺ کا فعل کسی مجمل کا بیان ہو سو جو حکم اس مجمل کا ہے وہی اس کا ہے وجوب ہو یا ندب یا اباحت پھر اگر ظاہر ہو وجہ قربت کی تو ندب کے واسطے ہے اور جس میں قربت کی وجہ ظاہر نہ ہو تو اباحت کے واسطے ہے اور بہرحال تقریر حضرت ﷺ کی اس پر جو حضرت ﷺ کے سامنے کیا جائے سو دلالت کرتا ہے جواز پر اور یہ مسئلہ مبسوط ہے اصول فقہ میں اور متعلق ہے ساتھ اس کے تعارض حضرت ﷺ کے قول اور فعل کا اور متفرع ہوتا ہے اس پر حکم خصائص کا پھر اگر قول اور فعل آپس میں معارض ہو تو اس میں علماء کے تین قول ہیں ایک یہ کہ قول حضرت ﷺ کا مقدم ہے آپ کے فعل پر اس واسطے کہ اس کے لیے صیغہ ہے جو معانی کو بغل گیر ہے دوسرا قول یہ ہے کہ فعل مقدم ہے قول پر اس واسطے کہ اس کی طرف کوئی احتمال راہ نہیں پاتا جو قول کی طرف پاتا ہے تیسرا قول یہ ہے کہ ترجیح دی جائے اور محل اس سب کا وہ ہے کہ نہ قائم ہو قرینہ جو دلالت کرے خصوصیت پر اور جمہور کا مذہب اول قول ہے اور اس کے واسطے حجت یہ ہے کہ تعبیر کیا جاتا ہے ساتھ قول کے محسوس سے اور معقول برخلاف فعل کے ہے پس خاص ہوگا ساتھ محسوس کے سو ہوگا قول اتم اور ساتھ اس وجہ کے کہ اتفاق ہے اس پر کہ قول دلیل ہے برخلاف فعل کے اور اس واسطے کہ قول دلالت کرتا ہے بنفسہ برخلاف فعل کے پس محتاج ہوگا طرف واسطہ کی اور اس واسطے کہ مقدم کرنا فعل کا نوبت پہنچاتا ہے طرف ترک عمل کی ساتھ قول کے یعنی اس میں قول کے ساتھ عمل نہیں ہوتا اور اگر قول کے ساتھ عمل کیا جائے تو ممکن ہے ساتھ

اس کے عمل کرنا فعل کے مدلول پر پس ہوگا قول راجح ان اعتباروں سے۔ (فتح)

٦٧٥٤۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَنَبَذَهُ وَقَالَ إِنِّي لَنْ أَلْبَسَهُ أَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ.

٦٧٥٤۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تو لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوائیں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے سونے کی انگوٹھی بنوائی سو حضرت ﷺ نے اس کو پھینکا اور فرمایا کہ میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا سو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیوں کو پھینکا۔

فائدہ: بخاری رحمہ اللہ نے صرف ایک مثال بیان کی اس واسطے کہ وہ شامل ہے اس پر کہ اصحاب نے آپ کی پیروی کی فعل میں اور ترک میں اور ابن بطال نے اس حدیث سے حجت پکڑی ہے اس پر کہ حضرت ﷺ کے فعل کی پیروی واجب ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے انگوٹھی اتاری اور اصحاب نے بھی انگوٹھیاں اتاریں اور حضرت ﷺ نے نماز میں جوتا اتارا تو اصحاب نے بھی اتارا اور حدیبیہ میں حضرت ﷺ نے سر منڈایا اور قربانی ذبح کی تو اصحاب نے بھی آپ کی پیروی میں جلدی کی بعد اس کے کہ حضرت ﷺ نے ان کو احرام سے حلال ہونے کا حکم دیا اور لوگوں نے اس میں تردد کیا سو اس نے دلالت کی کہ فعل ابلغ ہے قول سے لیکن اس میں وجوب پر دلالت نہیں جو اس نے دعویٰ کیا ہے بلکہ مطلق پیروی پر دلالت ہے، والعلم عند اللہ۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّعَمُّقِ وَالتَّنَازُعِ فِي الْعِلْمِ وَالْغُلُوِّ فِي الدِّيْنِ وَالْبِدَعِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ إِلَّا الْحَقَّ﴾.

جو مکروہ ہے تشدید اور سختی کرنے سے اور تنازع اور زیادتی کرنے سے دین میں اور بدعتوں سے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے اے کتاب والو! نہ حد سے بڑھ جاؤ دین کی بات میں اور نہ بولو اللہ پر مگر سچی بات۔

فائدہ: ابتداء آیت کی متعلق ہے ساتھ فروع دین کے اور اسی سے تعبیر کی گئی ہے ترجمہ میں ساتھ علم کے اور جو اس کے مابعد ہے وہ متعلق ہے اصول دین سے اور تعمق کے معنی ہیں تشدید کرنا کام میں یہاں تک کہ اس میں حد سے بڑھ جائے اور غلو کے معنی ہیں مبالغہ اور تشدید کرنا کام میں یہاں تک کہ حد سے بڑھ جائے اور یہی معنی تعمق کے ہیں اور تنازع کے معنی ہیں مجادلہ اور مراد جھگڑنا ہے وقت اختلاف کے حکم میں جب کہ نہ واضح ہو دلیل اور مذموم ہے جھگڑنا بعد قائم ہونے دلیل کے اور بدع جمع ہے بدعت کی اور بدعت وہ چیز ہے کہ پہلے اس کی کوئی مثال نہ ہو یعنی دین میں ایسا کوئی کام پہلے نہ ہو پس شامل ہوگی باعتبار لغت کے محمود اور مذموم کو اور خاص ہوگی شرع کے عرف میں ساتھ مذموم

کے اور شرع میں بدعت اس کو کہتے ہیں جس کی پہلے کوئی مثال نہ ہو اور وہ مذموم ہے اور اگر وارد ہو بدعت محمود کام میں تو باعتبار لغوی معنی کے اور استدلال کرنا ساتھ آیت کے مبنی ہے اس پر کہ لفظ اہل کتاب کا واسطے تعمیم کے ہے تا کہ یہود و نصاریٰ کے سوائے اور لوگوں کو بھی شامل ہو یا محمول ہے اس پر کہ جو لوگ یہود اور نصاریٰ کے سوائے ہیں وہ ملحق ہیں ساتھ ان کے۔ (فتح)

٦٧٥٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُوَاصِلُوْا قَالُوْا إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي أَبِيْتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِيْنِي فَلَمْ يَنْتَهُوْا عَنِ الْوِصَالِ قَالَ فَوَاصَلَ بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَيْنِ أَوْ لَيْلَتَيْنِ ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَأَخَّرَ الْهِلَالُ لَزِدْتُكُمْ كَالْمُنَكِّلِ لَهُمْ.

٦٧٥٥۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وصال کا روزہ نہ رکھا کرو اصحاب نے کہا کہ آپ وصال کا روزہ رکھتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں رات کاٹتا ہوں اس حال میں کہ میرا رب مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے سو لوگ وصال کے روزے سے باز نہ آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ وصال کا روزہ رکھا دو دن یا دو راتیں پھر لوگوں نے عید کا چاند دیکھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر چاند دیر سے چڑھتا تو میں تم کو روزہ زیادہ کرتا جیسے ان پر انکار کرنے والے تھے۔

فائدہ: واقع ہوا ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو تمنی میں گزری کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر رمضان کا مہینہ مجھ پر زیادہ ہو جاتا تو میں برابر اتنے وصال کے روزے رکھتا جاتا کہ چھوڑ دیتے دین میں سختی کرنے والے اپنی شدت کو اور اسی روایت کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں لیکن اس نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ واقع ہوئی ہے اس کے بعض طریقوں میں وہ چیز جو ترجمہ کے موافق ہے یعنی تعمق کرنا۔ (فتح)

٦٧٥٦۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ التَّيْمِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ خَطَبَنَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى مِنْبَرٍ مِّنْ آجُرٍّ وَعَلَيْهِ سَيْفٌ فِيْهِ صَحِيْفَةٌ مُعَلَّقَةٌ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا عِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ يُقْرَأُ إِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ وَمَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ فَنَشَرَهَا فَإِذَا فِيْهَا

٦٧٥٦۔ حضرت یزید بن شریک سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ہم پر خطبہ پڑھا اینٹوں کے منبر پر اور وہ تلوار پہنے تھے اس میں ایک کاغذ تھا لٹکا ہوا سو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ ہمارے پاس کوئی ایسی کتاب نہیں جو پڑھی جائے سوائے قرآن کے اور جو اس کاغذ میں ہے پھر اس کاغذ کو کھولا سو اچانک میں نے دیکھا کہ اس میں اونٹوں کی عمر کا بیان ہے کہ دیت میں اتنے اونٹ اتنی اتنی عمر کے دیے جائیں اور اچانک

أَسْنَانُ الْإِبِلِ وَإِذَا فِيهَا الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مِّنْ عَيْرٍ إِلَى كَذَا فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا وَإِذَا فِيهِ ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَسْعٰى بِهَا أَدْنَاهُمْ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا وَإِذَا فِيهَا مَنْ وَّالٰى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا.

اس میں لکھا تھا کہ مدینہ حرام ہے عیر کے پہاڑ سے فلانے پہاڑ تک یعنی ثور کے پہاڑ تک سو جو اس میں کوئی بدعت نکالے تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہے اللہ نہ قبول کرے گا اس سے قیامت کے دن نہ نفل عبادت کو نہ فرض اور اچانک اس میں لکھا تھا کہ مسلمانوں کی امان ایک ہے ادنیٰ مسلمان بھی امان میں کوشش کرے سو جو کسی مسلمان کی امان کو توڑے تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہے نہ قبول کرے گا اس سے اللہ قیامت کے دن نفل عبادت کو نہ فرض کو اور جو کسی قوم سے دوستی کرے اجازت اپنے مالکوں اور سرداروں کے تو اس پر بھی اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب مسلمانوں کی لعنت ہے نہ قبول کرے گا اللہ اس سے نفل عبادت کو اور نہ فرض کو۔

فائدہ: یعنی جیسے مکے کے حرم میں زیادتی اور بے ادبی درست نہیں ویسے ہی مدینے کے حرم میں بھی اور اگر مسلمانوں سے ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کسی کافر کو پناہ دے تو سب مسلمانوں پر اس کی رعایت واجب ہوگئی جو اس کی امان کو توڑے اس پر لعنت ہے اور پہلے گزر چکا ہے کہ اس کاغذ میں ان حکموں کے سوا اور احکام بھی تھے قصاص اور عفو وغیرہ سے اور غرض وارد کرنے اس حدیث کے سے اس جگہ لعنت کرنا ہے اس پر جو مدینے میں بدعت نکالے اس واسطے کہ اگرچہ حدیث میں مدینے کی قید ہے لیکن حکم عام ہے اس میں اور اس کے غیر میں جب کہ ہوں دین کے متعلقات سے۔ (فتح)

٦٧٥٧۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا تَرَخَّصَ فِيْهِ وَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُوْنَ عَنِ الشَّيْءِ أَصْنَعُهُ فَوَاللهِ إِنِّيْ أَعْلَمُهُمْ

٦٧٥٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کام کیا اور لوگوں کو اس کی اجازت دی اور بعض لوگوں نے اس کو ہلکا جانا اور اس کے کرنے میں تامل کیا یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور اللہ کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا کہ کیا حال ہے ان لوگوں کا جو آپ کو دور کھینچتے ہیں اس چیز سے جو میں کرتا ہوں سو قسم ہے اللہ کی کہ بے شک میں ان سے زیادہ تر جانتا ہوں اللہ کو اور میں ان کی نسبت اللہ سے نہایت خوفناک ہوں۔

بِاللّٰهِ وَأَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں گزری اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس چیز کی شرع میں اجازت اور رخصت ہے اس کو ہلکا جاننا یا خلاف تقویٰ اور پرہیز گاری کے سمجھنا درست نہیں اور مراد اس سے اس جگہ یہ ہے کہ خیر اور بھلائی حضرت مَلَّالِیُّمْ کی پیروی میں ہے برابر ہے کہ عزیمت ہو یا رخصت اور استعمال کرنا رخصت کا ساتھ قصد اتباع حضرت مَلَّالِیُّمْ کے اس جگہ میں کہ وارد ہوئی ہے اولیٰ ہے استعمال کرنے عزیمت یعنی اولویت کے سے بلکہ اکثر اوقات استعمال کرنا عزیمت کا اس وقت مرجوح ہوتا ہے جیسے کہ سفر میں پوری نماز پڑھنا اکثر اوقات مذموم ہوتا ہے جب کہ ہو بطور اعراض کے سنت سے جیسے موزوں پر مسح نہ کرنا اور اشارہ کیا ہے ابن بطال نے کہ جس چیز سے لوگوں نے آپ کو دور کھینچا تھا وہ بوسہ لینا ہے روزے دار کے واسطے اور بعضوں نے کہا کہ شاید سفر میں روزہ نہ رکھنا تھا اور نقل کیا ہے ابن تین نے داؤدی سے کہ دور رکھنا اپنے آپ کو اس چیز سے جس کی حضرت مَلَّالِیُّمْ نے رخصت دی بڑا گناہ ہے اس واسطے کہ وہ اپنے آپ کو حضرت مَلَّالِیُّمْ سے زیادہ تر پرہیز گار دیکھتا ہے اور یہ الحاد ہے میں کہتا ہوں نہیں شک ہے اس کے ملحد ہونے میں جو یہ اعتقاد رکھے لیکن جن لوگوں کی طرف حدیث میں اشارہ ہے ان لوگوں نے اس کی یہ علت بیان کی ہے کہ اللہ نے حضرت مَلَّالِیُّمْ کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے یعنی سو جب کسی چیز کی رخصت دیں تو نہ ہوں گے غیر کے برابر جس کی مغفرت نہیں ہوئی سو محتاج ہوگا جس کی مغفرت نہیں ہوئی اس طرف کہ اولویت کے لے تا کہ نجات پائے سو حضرت مَلَّالِیُّمْ نے ان کو بتلایا کہ اگرچہ اللہ نے آپ کو بخش دیا ہے لیکن وہ باوجود اس کے بہ نسبت ان کی اللہ سے نہایت ڈرنے والے ہیں اور ان سے زیادہ پرہیز گار ہیں سو جو کام کہ حضرت مَلَّالِیُّمْ کریں عزیمت سے ہو یا رخصت سے سو وہ اس میں نہایت خوف اور تقویٰ میں ہیں یہ نہیں کہ گناہ معاف ہو جانے سے عمل کرنا چھوڑ دیں اور عمل کرنے کی کچھ حاجت نہ رہے بلکہ عمل کرتے تھے تا کہ اللہ کی شکر گزاری کریں سو جب کسی چیز کی رخصت دیں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واسطے اعانت کے ہے عزیمت پر تا کہ اس کو خوش دلی سے کرے اور یہ جو فرمایا اعلمهم تو یہ اشارہ ہے طرف قوت علمیہ کی اور یہ جو کہا کہ میں زیادہ ڈرنے والا ہوں اللہ سے تو یہ اشارہ ہے طرف قوت عملی کی یعنی میں اعلم ہوں ان میں ساتھ فضل کے اور اولیٰ ہوں ساتھ عمل کے۔ (فتح)

٦٧٥٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ كَادَ الْخَيِّرَانِ أَنْ يَهْلِكَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ لَمَّا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفْدُ بَنِي تَمِيمٍ أَشَارَ أَحَدُهُمَا

٦٧٥٨۔ حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ قریب تھے کہ دو برگزیدہ نیک مرد ہلاک ہوں یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ جب قوم بنی تمیم کے ایلچی حضرت مَلَّالِیُّمْ کے پاس آئے تو دونوں میں سے ایک نے اقرع کی طرف اشارہ کیا کہ سرداری کے لائق یہ ہے اور دوسرے نے اس کے غیر کی

بِالْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ التَّمِيمِيِّ الْحَنْظَلِيِّ أَخِي بَنِي مُجَاشِعٍ وَأَشَارَ الْآخَرُ بِغَيْرِهِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ إِنَّمَا أَرَدْتَ خِلَافِي فَقَالَ عُمَرُ مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿عَظِيمٌ﴾ قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَكَانَ عُمَرُ بَعْدُ وَلَمْ يَذْكُرْ ذٰلِكَ عَنْ أَبِيهِ يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ إِذَا حَدَّثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِيثٍ حَدَّثَهُ كَأَخِي السِّرَارِ لَمْ يُسْمِعْهُ حَتّٰى يَسْتَفْهِمَهُ.

طرف اشارہ کیا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو نے میری مخالفت کا ارادہ کیا ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے تیری مخالفت نہیں کرنا چاہی سو دونوں کی آواز بلند ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو یہ آیت اتری اے ایمان والو! نہ کرو اونچی اپنی آواز پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے عظیم تک کہا ابن ابی ملیکہ نے کہ ابن زبیر نے کہا کہ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات کرتے تو آہستہ کرتے جیسے کوئی کان میں بات کرتا ہے اور اپنی آواز کو نہایت پست کرتے یہاں تک کہ بعض بات کے استفہام کی حاجت پڑتی تو پست آواز ہونے کے سبب سے سمجھ بھی نہ آتی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزری اور مقصود اس سے قول اللہ تعالیٰ کا ہے سورہ کے اول میں ﴿لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ﴾ اور اس جگہ سے ظاہر ہوگی مناسبت اس ترجمہ میں۔ (فتح)

٦٧٥٩۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُولِي إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ

٦٧٥٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے کہا یا حضرت! ابوبکر رضی اللہ عنہ نرم دل ہے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام میں نماز پڑھانے کو کھڑا ہوگا تو رونے لگے گا قرآن کی آواز لوگ نہ سنیں گے رونے کے سبب سے سو عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایئے کہ لوگوں کو نماز پڑھائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تو کہہ کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے مقام میں کھڑا ہوگا تو لوگ قرآن کی آواز نہ سن سکیں گے رونے کے سبب سے سو عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایئے کہ لوگوں کو نماز پڑھائے حفصہ رضی اللہ عنہا نے

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ مَا كُنْتُ لِأُصِيْبَ مِنْكِ خَيْرًا.

حضرت ﷺ سے کہا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک تم یوسف علیہ السلام کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو یعنی کیوں خلاف نمائی کرتی ہو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ لوگوں کو امام بن کے نماز پڑھائیں تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ نہیں میں کہ تجھ سے نیکی پاؤں یعنی تجھ سے میں نے کبھی بھلا نیکی نہ پائی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح امامت میں گزری اور مقصود اس سے بیان کرنا مخالفت کی مذمت کا ہے۔

٦٧٦٠ـ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ ذِئْبٍ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ جَآءَ عُوَيْمِرٌ الْعَجْلَانِيُّ إِلٰى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ فَقَالَ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا فَيَقْتُلُهٗ أَتَقْتُلُوْنَهٗ بِهٖ سَلْ لِيْ يَا عَاصِمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهٗ فَكَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَآئِلَ وَعَابَهَا فَرَجَعَ عَاصِمٌ فَأَخْبَرَهٗ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرِهَ الْمَسَآئِلَ فَقَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللّٰهِ لَآتِيَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ وَقَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى الْقُرْآنَ خَلْفَ عَاصِمٍ فَقَالَ لَهٗ قَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْكُمْ قُرْآنًا فَدَعَا بِهِمَا فَتَقَدَّمَا فَتَلَاعَنَا ثُمَّ قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَفَارَقَهَا وَلَمْ يَأْمُرْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِرَاقِهَا فَجَرَتِ السُّنَّةُ فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرُوْهَا فَإِنْ جَآءَتْ بِهٖ أَحْمَرَ

٦٧٦٠ـ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عویمر رضی اللہ عنہ عاصم رضی اللہ عنہ کے پاس آیا سو کہا بھلا بتلا تو کہ اگر کوئی اپنی عورت کے ساتھ اجنبی مرد کو حرام کرتے پائے اور اس کو قتل کر ڈالے تو کیا تم اس کو اس کے قصاص میں قتل کرو گے؟ اے عاصم! میرے واسطے حضرت ﷺ سے پوچھ، اس نے حضرت ﷺ سے پوچھا سو حضرت ﷺ نے اس سوال کو برا جانا اور اس کو عیب کیا سو اس نے اس کو خبر دی کہ حضرت ﷺ اس سوال کو برا جانا تو عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ میں خود حضرت ﷺ کے پاس جاؤں گا سو وہ آیا سو اللہ نے عاصم رضی اللہ عنہ کے بعد قرآن اُتارا سو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ البتہ اللہ نے تیرے حق میں قرآن اتارا سو حضرت ﷺ نے دونوں مرد اور عورت کو بلایا دونوں نے لعان کیا پھر عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! اگر میں اس کو اپنے پاس رکھوں تو میں نے اس پر جھوٹ بولا سو اس نے عورت کو جدا کیا اور حضرت ﷺ نے اس کو جدا کرنے کا حکم نہ کیا سو جاری ہوئی یہ سنت دو لعان کرنے والوں میں کہ جو لعان کریں ان کا یہی حکم ہے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دیکھتے رہو اس عورت کو کہ اگر وہ جنے لڑکا سرخ رنگ پست قد بہمنی کی طرح یعنی پتلا تو میں نہیں گمان کرتا اس کو مگر کہ اس

قَصِيرًا مِثْلَ وَحَرَةٍ فَلَا أُرَاهُ إِلَّا قَدْ كَذَبَ وَإِنْ جَآءَ تْ بِهِ أَسْحَمَ أَعْيَنَ ذَا أَلْيَتَيْنِ فَلَا أَحْسِبُ إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا فَجَآءَ تْ بِهِ عَلَى الْأَمْرِ الْمَكْرُوهِ.

نے اس پر جھوٹ بولا اور اگر وہ عورت جنے لڑکا سیاہ رنگ کشادہ آنکھ والا موٹی رانوں والا تو میں نہیں گمان کرتا مگر کہ اس نے اس عورت پر سچ کہا سو اس عورت نے لڑکا جانا مکروہ شکل پر یعنی زانی کی شکل پر۔

فائدہ: وحرہ ایک کیڑا ہے سرخ رنگ پتلا اور لمبا ہوتا ہے اس حدیث کی شرح لعان میں گزری اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ حضرت ﷺ نے اس سوال کو برا جانا۔

۶۷۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ النَّصْرِيُّ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِي ذِكْرًا مِنْ ذٰلِكَ فَدَخَلْتُ عَلَى مَالِكٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ انْطَلَقْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ عَلَى عُمَرَ أَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَا فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُونَ قَالَ نَعَمْ فَدَخَلُوا فَسَلَّمُوا وَجَلَسُوا فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَأَذِنَ لَهُمَا قَالَ الْعَبَّاسُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ الظَّالِمِ اسْتَبَّا فَقَالَ الرَّهْطُ عُثْمَانُ وَأَصْحَابُهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ فَقَالَ اتَّئِدُوا أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَآءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيدُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ قَالَ الرَّهْطُ قَدْ قَالَ

۶۷۶۱۔ حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں چلا تا کہ عمر رضی اللہ عنہ پر داخل ہوں، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دربان جس کا نام یرفا تھا آیا تو اس نے کہا کہ کیا تجھ کو حاجت ہے عثمان اور عبدالرحمٰن اور زبیر اور سعد رضی اللہ عنہم میں کہ اندر آنے کی اجازت مانگتے ہیں؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں سو وہ اندر آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے پھر دربان نے کہا کہ کیا تجھ کو علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی حاجت ہے کہ اجازت مانگتے ہیں؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو بھی اجازت دی کہا عباس رضی اللہ عنہ نے اے امیر المؤمنین! میرے اور اس ظالم یعنی علی رضی اللہ عنہ کے درمیان حکم کر کہ دونوں نے آپس میں جھگڑا کیا ہے تو کہا جماعت نے یعنی عثمان رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں نے کہ اے امیر المؤمنین! ان کے درمیان حکم کر اور ایک دوسرے کو آرام دے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ٹھہرو مہلت لو میں تم کو قسم دیتا ہوں اس اللہ کی جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں بھلا تم جانتے ہو کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم پیغمبر لوگ میراث نہیں چھوڑتے ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے مراد حضرت ﷺ کی یہ تھی کہ میرا کوئی وارث نہیں ہوگا جماعت نے کہا کہ البتہ حضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ عباس رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ پر

ذٰلِكَ فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلٰى عَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ فَقَالَ أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ قَالَ عُمَرُ فَإِنِّيْ مُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ خَصَّ رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْمَالِ بِشَيْءٍ لَّمْ يُعْطِهٖ أَحَدًا غَيْرَهٗ فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ ﴿مَا أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ﴾ اَلْآيَةَ فَكَانَتْ هٰذِهٖ خَالِصَةً لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَاللّٰهِ مَا احْتَازَهَا دُوْنَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ وَقَدْ أَعْطَاكُمُوْهَا وَبَثَّهَا فِيْكُمْ حَتّٰى بَقِيَ مِنْهَا هٰذَا الْمَالُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلٰى أَهْلِهٖ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِّنْ هٰذَا الْمَالِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهٗ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ فَعَمِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ حَيَاتَهٗ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ فَقَالُوْا نَعَمْ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ أَنْشُدُكُمَا اللّٰهَ هَلْ تَعْلَمَانِ ذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَهَا أَبُوْ بَكْرٍ فَعَمِلَ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمَا حِيْنَئِذٍ وَأَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ تَزْعُمَانِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ فِيْهَا

متوجہ ہوئے سو کہا کہ میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ حضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے؟ دونوں نے کہا ہاں کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ میں تم سے بیان کرتا ہوں قصہ اس امر کا بے شک اللہ نے اپنے رسول کو خاص کیا تھا اس مال میں ساتھ اس چیز کے کہ آپ کے سوائے کسی کو نہ دی اللہ نے فرمایا کہ جو عطا کیا اللہ نے اپنے رسول پر اموال بنی نضیر سے سو تم نے نہیں دوڑائے اس پر گھوڑے اور نہ اونٹ یعنی بغیر لڑائی کے ہاتھ لگا سو یہ مال خالص حضرت ﷺ کے واسطے تھا یعنی اس میں مسلمانوں کا حق نہ تھا جیسا مال غنیمت میں ہوتا ہے پھر قسم ہے اللہ کی نہ جمع کیا اس کو حضرت ﷺ نے سوائے تمہارے اور نہ ترجیح دی کسی کو ساتھ اس کے اوپر تمہارے اور البتہ حضرت ﷺ نے وہ مال تم کو دیا اور تم میں تقسیم کر دیا یہاں تک کہ باقی رہا اس سے یہ مال اور حضرت ﷺ اپنے گھر والوں کو اس مال سے سال بھر کا خرچ دیا کرتے تھے پھر باقی کو لیتے اور بیت المال میں ڈالتے اور مسلمانوں کی بہتریوں میں خرچ ہوتا سو حضرت ﷺ نے مرتے دم تک یہی عمل کیا میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم اس کو جانتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں پھر علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں تم دونوں کو قسم دیتا ہوں اللہ کی کیا تم اس کو جانتے ہو؟ دونوں نے کہا ہاں پھر اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ کی روح قبض کی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ہوں والی حضرت ﷺ کا سو قبضے میں کیا اس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سو جو حضرت ﷺ اس مال میں کرتے تھے وہی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا پھر علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہما پر متوجہ ہوئے اور کہا کہ تم دونوں اس وقت گمان کرتے تھے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس میں ایسا ہے یعنی ہم کو ہمارا حصہ نہیں دیتا اور

كَذَا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّهُ فِيهَا صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ أَعْمَلُ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ ثُمَّ جِئْتُمَانِي وَكَلِمَتُكُمَا عَلٰى كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ وَأَمْرُكُمَا جَمِيعٌ جِئْتَنِي تَسْأَلُنِي نَصِيبَكَ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ وَأَتَانِي هٰذَا يَسْأَلُنِي نَصِيبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا فَقُلْتُ إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا عَلٰى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيثَاقَهُ لَتَعْمَلَانِ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا عَمِلَ فِيهَا أَبُو بَكْرٍ وَبِمَا عَمِلْتُ فِيهَا مُنْذُ وَلِيتُهَا وَإِلَّا فَلَا تُكَلِّمَانِي فِيهَا فَقُلْتُمَا ادْفَعْهَا إِلَيْنَا بِذٰلِكَ فَدَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا بِذٰلِكَ قَالَ الرَّهْطُ نَعَمْ فَأَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ فَقَالَ أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ قَالَ أَفَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ فَوَالَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ لَا أَقْضِي فِيهَا قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ حَتّٰى تَقُومَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَاهَا إِلَيَّ فَأَنَا أَكْفِيكُمَاهَا.

اللہ جانتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس میں سچا نیکو کار راہ یاب حق کے تابع تھا پھر اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روح قبض کی تو میں نے کہا کہ میں ہوں خلیفہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سو میں نے اس کو دو سال قبضے میں کیا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اس مال میں کرتے تھے وہی میں کرتا پھر دونوں میرے پاس آئے اور تم دونوں کی بات ایک تھی اور تمہارا امر اکٹھا تھا تو مجھ سے اپنا حصہ اپنے بھتیجے کی میراث سے مانگتا تھا اور یہ مجھ سے اپنی عورت کا حصہ اپنے باپ کی میراث سے مانگتا تھا سو میں نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں اس کو تمہارے حوالے کرتا ہوں یہاں تک کہ تم پر اللہ کا عہد و پیمان ہے کہ تم دونوں اس میں کرو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کیا اور جو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس میں کیا اور جو میں نے اس میں کیا جب سے میں اس کا متولی ہوں نہیں تو مجھ سے اس بارے میں کلام نہ کرو تو تم دونوں نے کہا کہ اس کو ہمارے حوالے کر اس شرط پر تو میں نے تم کو دیا اس شرط پر میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا میں نے اس کو ان کے حوالے اس شرط سے کیا تھا جماعت نے کہا ہاں پھر متوجہ ہوئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ پر اور کہا کہ میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا میں نے اس کو تمہارے حوالے اس شرط سے کیا تھا؟ دونوں نے کہا ہاں، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا سو کیا تم مجھ سے اس کے سوائے اور حکم طلب کرتے ہوں سو قسم ہے اس کی جس کے حکم سے زمین اور آسمان قائم ہیں کہ میں اس میں اس کے سوائے کوئی حکم نہیں کروں گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو اور اگر تم اس سے عاجز ہوئے تو اس کو میرے حوالے کرو کہ میں اس کو تم سے کفایت کروں گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرض الخمس میں گزری اور مقصود اس سے بیان کراہت تنازع کا ہے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول عثمان رضی اللہ عنہ کا اور ان کے ساتھیوں کا کہ اے امیر المؤمنین! ان کے درمیان حکم کر اور ایک کو دوسرے سے راحت دی اس واسطے کہ گمان یہ ہے کہ دونوں نے جھگڑا نہیں کیا مگر کہ ہر ایک کے واسطے سند تھی کہ حق اس کے ہاتھ میں ہے سوائے دوسرے کے تو اس نے دونوں کے درمیان جھگڑے تک نوبت پہنچائی پھر جھگڑا فیصل کروانے کی طرف کہ اگر جھگڑا نہ ہوتا تو لائق ساتھ دونوں کے خلاف اس کا تھا اور یہ جو کہا استبا یعنی نسبت کیا ہر ایک نے دوسرے کو اس طرف کہ اس نے اس پر ظلم کیا اور یہ جو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اس ظالم کے درمیان تو یہ مراد نہیں کہ علی رضی اللہ عنہ لوگوں پر ظلم کرتے تھے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد عباس رضی اللہ عنہ کی خاص اس قصے میں تھی اور یہ مراد نہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ کو گالی دی اور نہ عباس رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کو گالی دی اس واسطے کہ عباس رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو جانتے تھے اور بعضوں نے کہا کہ مراد عباس رضی اللہ عنہ کی ظاہر لفظ کا نہیں بلکہ مراد اس سے زجر ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ کلمہ غصے کے وقت بولا جاتا ہے اور اس کی حقیقت مراد نہیں ہوتی اور بعضوں نے کہا کہ ظلم رکھنا چیز کا ہے اپنی غیر جگہ میں پس شامل ہوگا بڑے گناہ کو اور خصلت مباح کو جو عرف میں اس کے لائق نہ ہو اور محمول ہے یہ ظلم اخیر معنی پر اور کہا ابن بطال نے کہ باب کی حدیثوں میں وہ چیز ہے جو ترجمہ باندھا ہے ساتھ اس کے مکروہ ہونے خصومت اور تنازع کے سے واسطے اشارہ کرنے کے طرف مذمت اس شخص کی جو بدستور رہا وصال کے روزے پر اور نہی کے اور واسطے اشارہ کرنے علی رضی اللہ عنہ کے طرف مذمت اس شخص کی جو اس کے حق میں مبالغہ اور زیادتی کرے پس دعویٰ کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خاص کیا ہے ساتھ چند امروں کے دیانت سے جیسے کہ شیعہ لوگ گمان کرتے ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا اس شخص کی مذمت کی طرف جو سختی کرے اس میں جس کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رخصت دی اور بنی تمیم کے قصے میں مذمت ہے جھگڑے کی جو نوبت پہنچائے طرف خصومت کی اور ایک نے دوسرے کو نسبت کیا کہ وہ اس کی مخالفت کا قصد کرتا ہے اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ مذموم ہے ہر وہ حالت جو پھوٹ اور دشمنی کی طرف نوبت پہنچائے۔ (فتح)

بَابُ إِثْمِ مَنْ آوٰی مُحْدِثًا رَوَاهُ عَلِيٌّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

گناہ اس کا جو بدعت نکالنے والے کو جگہ دے روایت کیا ہے اس کو علی رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

فائدہ: یہ حدیث علی رضی اللہ عنہ کی پہلی گزر چکی ہے۔

٦٧٦٢ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ أَحَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

٦٧٦٢ـ حضرت عاصم سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کو حرام کیا ہے؟ اس نے کہا ہاں جو عیر اور ثور کے درمیان ہے اس کا درخت نہ کاٹا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ قَالَ نَعَمْ مَا بَيْنَ كَذَا إِلٰى كَذَا لَا يُقْطَعُ شَجَرُهَا مَنْ أَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ قَالَ عَاصِمٌ فَأَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ أَوْ آوٰى مُحْدِثًا.

جائے جو اس میں کوئی بدعت نکالے تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہے اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے یا بدعت نکالنے والے کو جگہ دے۔

فائدہ: یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ مدینے کے سوائے اور جگہ کا یہ حکم اور یہ وعید اس کے غیر کے حق میں نہیں اگر چہ جو گنہگار کو جگہ دے وہ گناہ میں اس کے ساتھ شریک ہوتا ہے لیکن خاص مدینے کو اس واسطے ذکر کیا کہ وہ حضرت ﷺ کا وطن ہے اور وہیں سے سب زمین میں اسلام پھیلا سو اس کو زیادہ فضیلت ہے اس کے غیر پر۔ (فتح)

بَابُ مَا يُذْكَرُ مِنْ ذَمِّ الرَّأْيِ وَتَكَلُّفِ الْقِيَاسِ

جو ذکر کیا جاتا ہے ذم رائے سے اور تکلف قیاس سے

فائدہ: ذم رائے سے یعنی اپنی رائے سے فتویٰ دینا اور وہ صادق ہے اس پر جو نص کے موافق ہو اور جو اس کے مخالف نہ ہو اور مذموم اس سے وہ ہے کہ اس کے برخلاف نص موجود ہو اور یہ جو کہا من تو س میں اشارہ ہے کہ بعض فتویٰ رائے سے دینا مذموم نہیں یعنی جب کہ نہ پائی جائے نص کتاب سے یا سنت سے یا اجماع سے اور یہ جو کہا تکلف قیاس سے یعنی جب کہ تینوں چیزوں مذکورہ سے کوئی چیز نہ پائے اور قیاس کی حاجت پڑے تو نہ تکلف کرے اس میں بلکہ استعمال کرے اس کو اس کے اوضاع پر اور نہ تعسف کرے بیچ ثابت کرنے علت جامع کے جو ارکان قیاس سے ہے بلکہ جب علت جامع واضح نہ ہو تو چاہیے کہ تمسک کرے ساتھ اباحت اصلی کے یعنی اباحت اصلی کی دلیل سے اس کو مباح کہے اور داخل ہے تکلف قیاس میں جب کہ استعمال کرے اس کو اس کے اوضاع پر وقت موجود ہونے نص کے اور اسی طرح داخل ہے اس میں جب کہ پائے نص اور اس کی مخالفت کرے اور تاویل کرے اس کی مخالفت کے واسطے تاویل بعید اور سخت مذمت ہے اس میں اس شخص کی جو مدد کرے اپنے امام کی جس کی وہ تقلید کرتا ہے باوجود اس احتمال کے کہ اس کے امام کو اس نص پر اطلاع نہ ہوئی ہو۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَقْفُ﴾ لَا تَقُلْ ﴿مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾.

اور نہ پیروی کر اس چیز کی جس کا تجھ کو علم نہیں

فائدہ: حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس آیت کے اوپر ذم تکلف کرنے کے قیاس میں اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے واسطے رد کرنے کے اس شخص پر جو مقدم کرتا ہے قیاس کو حدیث پر ساتھ اس آیت کے ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ کہا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے معنی یہ ہیں کہ تابعداری

کرو اس میں جو اللہ اور رسول نے کہا اور وارد کی ہے اس جگہ بیہقی نے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ نہیں ہے کوئی سال مگر کہ جو اس کے بعد ہے وہ اس سے بدتر ہے اور میں نہیں کہتا کہ یہ سال ارزاں تر ہے دوسرے سال سے اور نہ یہ امیر بہتر ہے امیر سے لیکن علماء جاتے رہیں گے پھر پیدا ہو گی ایک قوم جو قیاس کریں گے کاموں کو اپنی رائے سے پس خراب ہو جائے گا اسلام۔ (فتح)

٦٧٦٣۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ تَلِيْدٍ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شُرَيْحٍ وَغَيْرُهُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ حَجَّ عَلَيْنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْزِعُ الْعِلْمَ بَعْدَ أَنْ أَعْطَاكُمُوْهُ انْتِزَاعًا وَلٰكِنْ يَّنْتَزِعُهُ مِنْهُمْ مَعَ قَبْضِ الْعُلَمَآءِ بِعِلْمِهِمْ فَيَبْقٰى نَاسٌ جُهَّالٌ يُسْتَفْتَوْنَ فَيُفْتُوْنَ بِرَأْيِهِمْ فَيُضِلُّوْنَ وَيَضِلُّوْنَ فَحَدَّثْتُ بِهِ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو حَجَّ بَعْدُ فَقَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِي انْطَلِقْ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَاسْتَثْبِتْ لِيْ مِنْهُ الَّذِيْ حَدَّثْتَنِيْ عَنْهُ فَجِئْتُهُ فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِيْ بِهِ كَنَحْوِ مَا حَدَّثَنِيْ فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ فَأَخْبَرْتُهَا فَعَجِبَتْ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ حَفِظَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو.

٦٧٦٣۔ حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حج کیا ہم پر عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے سو میں نے اس سے سنا کہتا تھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بے شک اللہ نہ نکالے گا علم کو کھینچ کر اس کے بعد کہ تم کو دیا لیکن علم کو کھینچ لے گا علماء کو اٹھا کر اور باقی رہ جائیں گے جاہل لوگ تو لوگ انہیں جاہلوں سے مسئلہ پوچھیں گے تو وہ اپنی رائے پر فتویٰ دیں گے یعنی بے علمی سے لوگوں کو مسئلے بتلائیں گے سو آپ بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے سو میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث بیان کی پھر عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد حج کیا یعنی آئندہ سال تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے میری بہن کے بیٹے! عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا اور طلب کر اس سے میرے واسطے ثبوت اس حدیث کا کہ تو نے مجھ سے اس سے روایت کی تھی سو میں نے اس سے پوچھا سو حدیث بیان کی اس نے مجھ سے جیسے اس نے مجھ سے پہلے بیان کی تھی سو میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا سو میں نے اس کو خبر دی پس تعجب کیا میں نے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ یاد رکھی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے۔

فائدہ: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے پھر حج کیا یعنی گزرا اس حال میں کہ حج کرنے کو جاتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ علم کو اس طرح نہ اٹھالے گا کہ لوگوں سے علم نکال لے کھینچ کر لیکن علم اٹھالے گا علماء کو قبض کر کے یہاں تک کہ جب کسی عالم کو نہ چھوڑے گا تو لوگ جاہلوں کو پیر مرشد ٹھہرائیں گے پھر انہیں جاہلوں سے لوگ مسئلہ پوچھیں گے سو وہ فتویٰ دیں گے مسئلہ بتائیں بے علمی اور نادانی سے سو آپ بھی گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی

گمراہ کیا اور ایک روایت میں ہے کہ علماء جاتے رہیں گے جب کوئی عالم جاتا رہے گا تو جو اس کے ساتھ علم ہو گا وہ بھی جاتا رہے گا یہاں تک کہ باقی رہ جائیں گے بے علم لوگ اور استدلال کیا گیا ہے اس حدیث سے اس پر کہ جائز ہے خالی ہونا زمانے کا مجتہد سے اور یہ قول جمہور کا ہے برخلاف اکثر حنابلہ کے اس واسطے کہ حدیث صریح ہے بیچ اٹھانے علم کے ساتھ قبض کرنے علماء کے اور بیچ رئیس بنانے جاہلوں کے اور لازم ہے اس کو حکم کرنا ساتھ جہل کے اور جب منتفی ہوا علم اور جو حکم کرے ساتھ اس کے تو لازم آیا نہ ہونا اجتہاد اور مجتہد کا اور معارضہ کیا گیا۔ یہ اس حدیث کا ساتھ اس حدیث کے کہ ہمیشہ رہے گا ایک گروہ میری امت سے غالب حق پر یہاں تک کہ آئے حکم اللہ کا اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ ظاہر ہے عدم خلو میں نہ بیچ نفی جواز کے اور نیز دلیل اول کے واسطے ظاہر تر ہے واسطے تصریح کے ساتھ قبض کرنے علماء کے ایک بار اور ساتھ اٹھانے اس کے دوسری بار خلاف دوسرے کے اور برتقدیر تعارض کے پس باقی رہے گا یہ کہ اصل عدم مانع ہے اور ممکن ہے کہ اتاری جائیں یہ حدیثیں اس ترتیب پر کہ واقع ہے سو پہلے پہل علم اٹھایا جائے گا ساتھ قبض علماء مجتہدین کے جو مجتہد مطلق ہیں پھر ساتھ قبض کرنے مجتہدین کے جو مقید ہیں سو جب کوئی مجتہد نہ رہے گا تو سب لوگ تقلید میں برابر ہوں گے لیکن بعض مقلد بعض وقت قریب تر ہو گا طرف پہنچنے کی اجتہاد مقید کے درجے کو بہ نسبت بعض کی خاص کر اگر ہم تفریع کریں اوپر جواز تجزی اجتہاد کے یعنی جب جائز رکھیں کہ اجتہاد کا ٹکڑے ٹکڑے ہونا جائز ہے کہ بعض مسائل میں مجتہد ہو اور بعض خاص مسائل میں اس کو درجہ اجتہاد حاصل ہو لیکن غلبہ جہالت کے سبب سے جاہل لوگ آپ جیسوں کو پیر مرشد ٹھہرائیں گے اور اسی کی طرف اشارہ ہے کہ لوگ جاہلوں کو رئیس بنائیں گے اور یہ نہیں منع کرتا اس شخص کے رئیس بنانے کو جو متصف نہ ہو ساتھ پوری جہالت کے جیسا کہ نہیں منع ہے رئیس بنانا اس شخص کا جو منسوب ہو طرف جہل کی فی الجملہ اہل اجتہاد کے زمانے میں پھر جائز ہے کہ اس صفت والا بھی کوئی آدمی نہ رہے اور نہ باقی رہیں مگر محض مقلد پس اس وقت متصور ہو گا خالی ہونا زمانے کا مجتہد سے یہاں تک کہ بعض بابوں میں بلکہ بعض مسئلوں میں بھی لیکن باقی رہے گا جس کو علم کی طرف فی الجملہ نسبت ہو گی پھر زیادہ ہو گا غلبہ جہل کا اور رئیس بنانا جاہلوں کا پھر جائز ہے کہ یہ بھی قبض ہوں یہاں تک کہ ان میں سے کوئی باقی نہ رہے اور یہ لائق ہے کہ دجال کے نکلنے کے وقت ہو یا بعد موت عیسیٰ علیہ السلام کے اور اس وقت متصور ہو گا خالی ہونا زمانے کا اس شخص سے کہ منسوب ہو طرف علم کی بالکل پھر ہوا چلے گی اور قبض کرے گی ہر مسلمان کی روح کو اور اس وقت تحقیق ہو گا خالی ہونا زمین کا مسلمان سے چہ جائیکہ عالم چہ جائیکہ مجتہد اور باقی رہ جائیں گے بدتر لوگ سو انہیں لوگوں پر قائم ہو گی قیامت واللعلم عند اللہ اور اس حدیث میں زجر ہے جاہل کے رئیس بنانے سے اس چیز کے واسطے کہ مرتب ہوتے ہیں اس پر مفسدے سے اور کبھی تمسک کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں جائز ہے بنانا جاہل کا حاکم اگرچہ عاقل عفیف ہو لیکن اگر عالم فاسق ہو تو اس کے بدلے جاہل پرہیزگار کو حاکم بنانا اولیٰ ہے اس واسطے کہ

اس کی پرہیز گاری اس کو منع کرے گی حکم کرنے سے ساتھ بے علمی کے پس باعث ہوگی اس کو سوال پر اور نیز حدیث میں ترغیب ہے اہل علم کے واسطے ایک دوسرے سے علم سیکھنے پر کہا ابن بطال نے کہ توفیق درمیان آیت اور حدیث کے بیچ مذمت عمل کرنے کے رائے پر اور درمیان اس چیز کے کہ کیا ہے اس کو سلف نے استنباط احکام سے نص آیت سے مذمت قول کی ہے بغیر علم کے پس خاص کیا گیا ہے ساتھ اس کے وہ شخص جو کلام کرے صرف رائے سے بغیر کسی اصل کی اور معنی حدیث کے ذم اس شخص کی ہے جو فتویٰ دے جہالت سے اسی واسطے ان کو وصف کیا کہ وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا ورنہ مدح کیا گیا ہے جو استنباط کرے اصل سے واسطے اس آیت کے ﴿لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ﴾ پس رائے جب کہ ہو مستند نہ ہو تو وہ مذموم ہے برا ہے اور حدیث سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی اور عمر رضی اللہ عنہ کی اگرچہ دلالت کرتی ہے اوپر مذمت رائے کے لیکن وہ مخصوص ہے ساتھ اس کے جب کہ نص کے معارض ہو سو گویا کہ فرمایا کہ تہمت کرو رائے کو جب کہ سنت کے مخالف ہو اور عیب لگاؤ اس کو اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شریح قاضی کو لکھا کہ حکم کر ساتھ کتاب اللہ کے اور اگر کتاب اللہ میں نہ ہو تو حکم کر ساتھ سنت رسول اللہ کے اور اگر سنت میں بھی نہ ہو تو اپنی رائے سے اجتہاد کر پس یہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ حکم کیا ہے ساتھ اجتہاد کے پس دلالت کی اس نے اس پر کہ سلف نے جس رائے کی مذمت کی ہے وہ رائے وہ ہے کہ قرآن یا حدیث کے مخالف ہو۔ (فتح)

٦٧٦٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبُوْ حَمْزَةَ سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا وَآئِلٍ هَلْ شَهِدْتَ صِفِّيْنَ قَالَ نَعَمْ فَسَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَقُوْلُ ح و حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ قَالَ قَالَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّهِمُوْا رَأْيَكُمْ عَلٰى دِيْنِكُمْ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ يَوْمَ أَبِيْ جَنْدَلٍ وَلَوْ أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَرُدَّ أَمْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ لَرَدَدْتُهٗ وَمَا وَضَعْنَا سُيُوْفَنَا عَلٰى عَوَاتِقِنَا إِلٰى أَمْرٍ يُفْظِعُنَا إِلَّا أَسْهَلْنَ بِنَا إِلٰى أَمْرٍ نَعْرِفُهٗ غَيْرَ هٰذَا الْأَمْرِ قَالَ وَقَالَ أَبُوْ وَآئِلٍ شَهِدْتُ صِفِّيْنَ وَبِئْسَتْ صِفُّوْنَ.

٦٧٦٤۔ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اے لوگو! عیب لگاؤ اور تہمت کرو اپنی رائے کو اپنے دین میں البتہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا ابوجندل کے دن اور اگر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو رد کر سکتا تو رد کرتا اور نہیں رکھیں ہم نے اپنی تلواریں اپنے مونڈھوں پر کسی امر کی طرف جو ہم کو نہایت قبیح چیز میں ڈالے مگر کہ انہوں نے ہم کو نرم زمین میں اتارا یعنی ہم کو شدت سے کشادگی حاصل ہوئی سوائے اس امر کے کہا ابووائل نے اور میں جنگ صفین میں موجود تھا اور بری تھی لڑائی صفین کی کہا ابوعبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے اپنی رائے کو تہمت کرو یعنی جس میں نہ کتاب ہو نہ سنت اور نہیں لائق ہے اس کو کہ فتویٰ دے۔

فائدہ: اور مراد سہل کی یہ ہے کہ جب واقع ہوتے تھے شدت میں کہ محتاج ہوں اس میں طرف قتال کی مغازی میں اور ثبوت اور مفتوح عمری میں تو قصد کرتے تھے اپنی تلواروں کی طرف اور ان کو اپنے مونڈھوں پر رکھتے یعنی لڑائی میں شدت سے کوشش کرتے سو جب ایسا کرتے تو فتح یاب ہوتے اور یہی مراد ہے اترنے سے نرم زمین میں پھر مستثنیٰ کیا اس نے اس لڑائی کو کہ صفین میں واقع ہوئی واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی اس میں دیر فتح یابی میں اور شدت معارضہ کی دونوں فریق کی حجتوں سے اس واسطے کہ علی رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں کی حجت یہ تھی کہ باغیوں سے لڑنا مشروع ہے یہاں تک کہ حق کی طرف پھریں اور معاویہ کا لشکر باغی ہے اور معاویہ اور اس کے ساتھیوں کی حجت یہ تھی کہ عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم مارے گئے اور ان کے قاتل ہو بہو علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں موجود ہیں پس بڑا ہوا یہ شبہ یہاں تک کہ سخت ہوئی لڑائی اور بہت ہوا قتال دونوں جانب سے یہاں تک کہ واقع ہوئی تحکیم سو ہوا جو ہوا اور یہ جو کہا اپنی رائے کو عیب لگاؤ یعنی نہ عمل کرو دین کے امر میں صرف رائے سے جس کی دین میں کوئی اصل نہ ہو اور یہ علی رضی اللہ عنہ کے قول کی مانند ہے کہ اگر دین رائے سے ہوتا تو موزے کے نیچے کی طرف اولیٰ ہوتی ساتھ مسح کے اس کے اوپر کی طرف سے اور سہل رضی اللہ عنہ کے اس قول کا سبب وہ ہے جو پہلے گزر چکا ہے توبہ مرتدوں کے بیان میں کہ شام والوں یعنی معاویہ کے لشکر نے معلوم کیا کہ عراق والے یعنی علی رضی اللہ عنہ کا لشکر ان پر غالب ہونا چاہتے ہیں اور اکثر اہل عراق قرآن کے حافظ تھے اور مبالغہ کرتے تھے دیندار ہونے میں اور اسی واسطے ہو گئے ان سے خارجی جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے سو انکار کیا انہوں نے علی رضی اللہ عنہ اور اس کے تابعداروں پر منصفی کے قبول کرنے سے تو سہل رضی اللہ عنہ نے حدیبیہ کی صلح سے سند لی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے صلح قبول کی باوجود ظاہر ہونے اس بات کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان پر غالب ہوں گے اور بعض اصحاب نے اول توقف کیا یہاں تک کہ پیچھے ان کو معلوم ہو گیا کہ ٹھیک بات وہ ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم کیا اور کہا کرمانی نے کہ مراد یہ ہے کہ گویا کہ انہوں نے عیب لگایا تھا سہل رضی اللہ عنہ کو ساتھ قصور کرنے کے اس وقت لڑائی میں یعنی اس سے لڑائی نہیں ہو سکتی اس واسطے لڑائی سے بھاگتا ہے چاہتا ہے کہ صلح ہو جائے تو سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بلکہ تم اپنی رائے کو عیب لگاؤ کہ میں لڑائی میں قاصر نہیں جیسا کہ میں نے حدیبیہ کے دن لڑائی میں قصور نہ کیا وقت حاجت کے سو جیسا کہ میں نے توقف کیا صلح حدیبیہ کے دن اس سبب سے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت نہ کروں تو ویسا ہی آج توقف کرتا ہوں بسبب مصلحت مسلمانوں کے اور اسی طرح عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بھی روایت آئی ہے اور حاصل یہ ہے کہ رائے کی طرف پھرنا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وقت نہ موجود ہونے نص کے ہے اور اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے قول شافعی رحمہ اللہ کا کہ قیاس ضرورت کے وقت ہے اور باوجود اس کے پس نہیں ہے عمل کرنے والا اپنی رائے سے اعتماد پر کہ ٹھیک مراد حکم پر واقع ہوا ہے یا نہیں اور روایت کی بیہقی اور ابن عبدالبر نے بیچ بیان اہل علم کے حسن اور ابن سیرین اور شریح اور شعبی اور نخعی وغیرہ ایک جماعت تابعین سے مذمت رائے کی اور جامع ہے

ان سب کو یہ حدیث کہ نہیں ایماندار ہوگا کوئی یہاں تک کہ اس کی خواہش تابع ہو اس کی جو میں لایا ہوں اور روایت کی بیہقی نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہ بچتے رہنا اہل رائے سے اس واسطے کہ وہ سنتوں کے دشمن ہیں تھک گئے حدیثوں کو یاد کرنے سے سو انہوں نے اپنی رائے سے فتویٰ دیا اور یہ قول عمر رضی اللہ عنہ کا ظاہر ہے اس میں کہ مراد ان کی مذمت اس شخص کی ہے جو فتویٰ دے رائے سے باوجود نص حدیث کے واسطے غفلت اس کے اس کی تعقیب سے پس کیوں نہ ملامت کیا جائے اور اولیٰ اس سے ساتھ ملامت کے وہ شخص ہے جو نص کو پہچانے اور عمل کرے ساتھ اس چیز کے کہ معارض ہو اس کو رائے سے اور تکلف کرے واسطے رد کرنے کے ساتھ تاویل کے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ترجمہ میں ساتھ قول اس کے و تکلف القیاس اور کہا ابن عبدالبر نے بیچ بیان علم کے اس کے بعد کہ بیان کیا بہت آثار کو بیچ مذمت قیامت کے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس میں کہ ان اثروں میں کون سی رائے کی مذمت مقصود ہے اور وہ کیا رائے ہے جس کی مذمت ان آثار میں وارد ہوئی ہے سو ایک گروہ نے کہا کہ وہ قول ہے اعتقاد میں ساتھ مخالفت سنتوں کے اس واسطے کہ انہوں نے استعمال کیا ہے اپنی رائے اور قیاس کو حدیثوں کے رد کرنے میں یہاں تک کہ طعن کیا ہے انہوں نے مشہور حدیثوں میں جو تواتر کو پہنچ چکی ہیں جیسے کہ شفاعت کی حدیث اور انکار کیا ہے انہوں نے کہ نکلے کوئی دوزخ سے اس کے بعد کہ اس میں داخل ہو اور انکار کیا ہے انہوں نے حوض اور میزان اور عذاب قبر وغیرہ سے اور سوائے اس کے کلام ان کی سے صفات اور علم اور نظر میں اور کہا اکثر اہل علم نے کہ رائے مذموم کہ نہیں جائز ہے نظر کرنا بیچ اس کے اور نہ مشغول ہونا ساتھ اس کے وہ چیز ہے کہ ہو مانند اس کی اقسام بدعت سے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ تو نہ دیکھے گا کسی کو جو رائے میں نظر کرتا ہو مگر کہ اس کے دل میں تباہی ہے اور کہا جمہور اہل علم نے کہ رائے مذموم آثار مذکورہ میں وہ قول ہے احکام میں ساتھ استحسان کے اور مشغول ہونا ساتھ اغلوطات کے اور رد کرنا فروع کا بعضوں کو بعضوں کی طرف بغیر اس کے کہ رد کیا جائے ان کو طرف اصول سنتوں کی اور جو مشغول ہو ساتھ بہتایت کے اس سے ان کے واقع ہونے سے پہلے اس واسطے کہ لازم آتا ہے اس میں غرق ہونے سے بیکار چھوڑنا حدیثوں کا اور قوت دی ہے ابن عبدالبر نے اس دوسرے قول کو اور اس کے واسطے حجت پکڑی ہے پھر کہا کہ امت کے علماء سے ایسا کوئی نہیں کہ اس کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے کوئی چیز ثابت ہو پھر اس کو رد کرے مگر ساتھ دعویٰ نسخ کے یا معارضہ اثر کے جو اس کے سوائے ہے یا اجماع کے یا عمل کے کہ واجب ہے اس کے اصل پر جس کا وہ تابعدار ہے یا ساتھ طعن کرنے کے اس کی سند میں اور اگر کوئی ایسا کرے بغیر اس عذر کے تو اس کی عدالت ساقط ہو جاتی ہے چہ جائیکہ اس کو امام بنایا جائے اور اللہ نے ان کو اس سے پناہ میں رکھا اور سہل بن عبداللہ تستری سے روایت ہے کہ جو علم میں کوئی نئی چیز نکالے اس سے قیامت کے دن پوچھا جائے گا سو اگر سنت کے موافق ہوئی تو فبہا ورنہ فلا۔ (فتح)

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ مِمَّا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَيَقُوْلُ لَا أَدْرِيْ أَوْ لَمْ يُجِبْ حَتّٰى يُنْزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ وَلَمْ يَقُلْ بِرَأْيٍ وَّلَا بِقِيَاسٍ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿بِمَا أَرَاكَ اللّٰهُ﴾.

جو حضرت ﷺ سے پوچھے جاتے تھے اس چیز میں جس میں آپ پر وحی نہ اتری ہوتی تو فرماتے کہ میں نہیں جانتا یا نہ جواب دیتے یہاں تک کہ آپ پر وحی اترتی اور نہ کہتے رائے اور قیاس سے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ حکم کر لوگوں میں ساتھ اس چیز کے کہ تجھ کو اللہ نے دکھلایا۔

فائدہ: یعنی جب حضرت ﷺ پوچھے جاتے تھے اس چیز سے جس میں آپ کو وحی نہ ہوئی ہوتی تو ایسے وقت آپ کے دو حال تھے یا کہتے کہ میں نہیں جانتا اور یا چپ رہتے یہاں تک کہ حضرت ﷺ کو اس کا بیان آتا وحی سے اور مراد وحی سے عام تر ہے اس سے کہ قرآن سے ہو یا حدیث سے اور یہ جو کہا میں نہیں جانتا تو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی کوئی دلیل بیان نہیں کی اس واسطے کہ دونوں حدیثیں معلق اور موصول دوسری شق کی مثال ہیں اور جواب دیا ہے بعض متاخرین نے ساتھ اس کے کہ وہ بے پرواہ ہوا ہے ساتھ عدم جواز اس کے اور ظاہر یہ ہے کہ اس نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کیا ہے ترجمہ میں اس چیز کی طرف جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے لیکن نہیں ثابت ہوئی اس سے کوئی چیز اس کی شرط پر اگرچہ حجت پکڑنے کے لائق ہے اور قریب تر جو اس میں وارد ہوئی ہے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے جو سورۂ ص کی تفسیر میں گزری کہ جو کوئی جانتا ہو سو کہے اور جو نہ جانتا ہو تو کہے اللہ زیادہ تر دانا ہے لیکن یہ حدیث موقوف ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد اس سے وہ چیز ہے جو آئی ہے حضرت ﷺ سے کہ حضرت ﷺ نے جواب دیا ساتھ لا اعلم اور لا ادری کے اور وارد ہوا ہے یہ جواب چند حدیثوں میں اور کہا کرمانی نے کہ رائے اور قیاس کے ایک معنی ہیں اور بعضوں نے کہا کہ رائے فکر کرنا اور قیاس الحاق ہے اور بعضوں نے کہا کہ رائے عام تر ہے اس سے تا کہ داخل ہو اس میں استحسان اور ظاہر یہ ہے کہ مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اخیر معنی ہیں اور دلالت کرتا ہے اس پر وہ لفظ جو وارد کیا ہے پہلے باب میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور کہا اوزاعی نے کہ علم وہ ہے جو حضرت ﷺ کے اصحاب سے آیا اور جو ان سے نہیں آیا وہ علم نہیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیشہ رہیں گے لوگ خیر سے جب کہ آئے ان کو علم حضرت ﷺ کے اصحاب سے اور ان کے اکابر سے اور جب ان کے چھوٹے لوگوں سے ان کو علم آئے اور ان کی خواہشیں متفرق ہوگئی ہوں تو ہلاک ہوں گے کہا ابوعبیدہ نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو علم کہ آئے اصحاب سے اور تابعین سے وہی ہے علم موروث اور جو ان سے پچھلوں نے نکالا ہے وہ مذموم ہے اور سلف فرق کرتے تھے علم اور رائے میں سو سنت کو علم کہتے تھے اور جو اس کے سوائے ہے اس کو رائے کہتے تھے اور حاصل یہ ہے کہ اگر رائے کے واسطے کتاب اور سنت سے سند ہو تو وہ محمود ہے اور اگر علم سے مجرد ہو تو وہ مذموم اور بدرائے ہے اور دلالت کرتی ہے اس پر حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی مذکور کہ اس نے ذکر کیا ہے بعد گم ہونے

علم کے کہ جاہل لوگ اپنی رائے سے فتویٰ دیں گے مسئلہ بتلائیں گے اور یہ جو کہا کہ ساتھ قول اللہ کے ﴿بِمَا اَرَاكَ اللّٰهُ﴾ داؤدی سے منقول ہے کہ جس کے ساتھ بخاری رحمہ اللہ نے حجت پکڑی ہے اپنے دعویٰ پر نفی سے وہ حجت ہے اثبات میں یعنی بخاری رحمہ اللہ نے اس سے رائے کی نفی پر حجت پکڑی ہے اور حالانکہ وہ دلالت کرتا ہے اس کے ثابت کرنے پر اس واسطے کہ مراد ﴿بِمَا اَرَاكَ اللّٰهُ﴾ سے نہیں محصور ہے منصوص میں بلکہ اس میں اجازت ہے قول بالرائ اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن تین نے ساتھ اس کے کہ بخاری رحمہ اللہ کی مراد مطلق نفی نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کی مراد یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ترک کیا کلام کو کئی چیزوں میں اور جواب دیا رائے سے کئی چیزوں میں اور ہر ایک کے واسطے باب باندھا ساتھ اس چیز کے کہ وارد کی اس میں اور اشارہ کیا طرف قول اپنے کے بعد دو بابوں کے باب من شبه اصلا معلوما باصل مبين اور ذکر کی اس میں یہ حدیث شاید اس کو رگ نے کھینچا ہو اور یہ حدیث کہ اللہ کا قرض لائق تر ہے ساتھ ادا کرنے کے اور ساتھ اس کے دفع ہوگا جو سمجھا ہے مہلب اور داؤدی نے پھر نقل کیا ابن بطال نے اختلاف علماء کا اس میں کہ کیا جائز تھا حضرت ﷺ کو اجتہاد کرنا اس چیز میں کہ حضرت ﷺ پر وحی نہ اترتی تیسری قسم اس چیز میں ہے جو قائم مقام وحی کی ہے مانند خواب وغیرہ کی اور کہا کہ نہیں نص ہے واسطے مالک رحمہ اللہ کے بیچ اس مسئلے کے اور قریب تر طرف صواب کی یہ ہے کہ جائز ہے لیکن حضرت ﷺ سے اجتہاد میں خطا بالکل نہیں ہوتی تھی اور یہ حضرت ﷺ کے حق میں ہے اور بہرحال حضرت ﷺ کے بعد سو واقعات بہت ہوئے اقوال پھیل گئے پس سلف احتراز کرتے تھے نئے کاموں سے پھر لوگ تین فرقے ہوئے سو تمسک کیا پہلے فرقے نے ساتھ امر کے اور عمل کیا ساتھ قول حضرت ﷺ کے تمسکو بسنتي وسنة خلفاء الراشدين سو نہ باہر نکلے اپنے فتوؤں میں اس سے اور جب پوچھے گئے ایسے مسئلے سے جس میں ان کے پاس کوئی سند نہ تھی تو بند رہے جواب سے اور توقف کیا اور دوسرے فرقے نے قیاس کیا نہ واقع ہوئی چیز کو اس چیز پر جو واقع ہوئی اور کشادگی کی انہوں نے بیچ اس کے یہاں تک کہ پہلے فرقے نے ان پر انکار کیا اور تیسرے فرقے نے میانہ روی کی سو مقدم کیا انہوں نے آثار کو جب کہ انہوں نے ان کو پایا اور جب ان کو کوئی حدیث نہ ملی تو قیاس کیا۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّوْحِ فَسَكَتَ حَتّٰى نَزَلَتِ الْاٰيَةُ .

اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ سوال کیے گئے حضرت ﷺ روح سے تو چپ رہے یہاں تک کہ آیت اتری

فائدہ: یہ حدیث پوری پہلے گزر چکی ہے۔

٦٧٦٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُوْلُ

٦٧٦٥۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں بیمار ہوا سو حضرت ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ میری بیمار پرسی کو آئے

سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَرِضْتُ فَجَآءَ نِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَأَتَانِيْ وَقَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ وَضُوْءَهُ عَلَيَّ فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ فَقُلْتُ أَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ أَقْضِيْ فِيْ مَالِيْ كَيْفَ أَصْنَعُ فِيْ مَالِيْ قَالَ فَمَا أَجَابَنِيْ بِشَيْءٍ حَتّٰى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيْرَاثِ.

اور حالانکہ دونوں پیادہ پا تھے سو حضرت ﷺ میرے پاس آئے اس حال میں کہ میں بیہوش ہوا تھا سو حضرت ﷺ نے وضو کیا اور وضو کا بچا پانی مجھ پر ڈالا سو میں ہوش میں آیا سو میں نے کہا یا حضرت! میں اپنے مال میں کس طرح حکم کروں کیا کروں سو حضرت ﷺ نے مجھ کو کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ میراث کی آیت اتری۔

فائدہ: اور مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ تَعْلِيْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهُ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ لَيْسَ بِرَأْيٍ وَّلَا تَمْثِيْلٍ.

سکھلانا حضرت ﷺ کا اپنی امت کو مردوں اور عورتوں سے اس چیز سے جو اللہ نے حضرت ﷺ کو سکھلائی نہ رائے سے نہ تمثیل سے۔

فائدہ: کہا مہلب نے مراد اس کی یہ ہے کہ جب ممکن ہو عالم کو بیان کرنا نص کا تو نہ بیان کرے نظر اور قیاس کو اور مراد ساتھ تمثیل کے قیاس ہے اور وہ ثابت کرنا مثل حکم معلوم کا ہے دوسرے حکم میں واسطے مشترک ہونے دونوں کے حکم کے علت میں اور رائے عام تر ہے۔ (فتح)

٦٧٦٦ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ جَآءَتِ امْرَأَةٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيْثِكَ فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيْكَ فِيْهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ فَقَالَ اجْتَمِعْنَ فِيْ يَوْمِ كَذَا وَكَذَا فِيْ مَكَانِ كَذَا وَكَذَا فَاجْتَمَعْنَ فَأَتَاهُنَّ رَسُوْلُ

٦٧٦٦ـ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی تو اس نے کہا یا حضرت! مرد آپ کی حدیثوں کو لے گئے سو ہمارے واسطے اپنی طرف سے کوئی دن مقرر کیجیے جس میں ہم آپ کے پاس آئیں اور جو اللہ نے آپ کو سکھلایا وہ ہم کو سکھلائیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فلانے فلانے دن فلانی فلانی جگہ میں جمع ہونا سو وہ اس روز جمع ہوئیں سو حضرت ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور جو اللہ نے آپ کو سکھلایا تھا سو ان کو سکھلایا پھر فرمایا کہ تم میں ایسی کوئی عورت نہیں جو آگے بھیج چکی ہو تین لڑکے یعنی تین لڑکے

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيْهَا مِنْ وَلَدِهَا ثَلَاثَةً إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوِ اثْنَيْنِ قَالَ فَأَعَادَتْهَا مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ.

مر گئے ہوں مگر کہ وہ اس عورت اور دوزخ کے درمیان پردہ بن جائیں گے یعنی اس کو دوزخ سے بچائیں گے پھر ایک عورت نے کہا یا حضرت! اگر کسی کے دو لڑکے مر گئے ہوں اس نے یہ دو بار کہا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا اور دو بھی اور دو بھی اور دو بھی یعنی دو بھی اس کو دوزخ سے بچائیں گے۔

فائدہ: مراد آپ کی حدیث کو لے گئے یعنی مرد ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں اور دین سیکھتے ہیں ہمارے واسطے بھی کچھ باری مقرر کیجیے اور جو ان کو سکھلایا تھا یہ ہے کہ فرمایا اے گروہ عورتوں کے! خیرات کرو اس واسطے کہ میں نے دوزخ میں اکثر تمہیں کو دیکھا، الحدیث اور کہا کرمانی نے کہ موضع ترجمہ حدیث سے قول حضرت ﷺ کا ہے کہ وہ اس کے واسطے آگ سے پردہ ہو جائیں گے اس واسطے کہ یہ امر توقیفی ہے نہیں معلوم ہوتا ہے مگر اللہ کی طرف سے، اس میں قیاس اور رائے کو دخل نہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ يُقَاتِلُوْنَ وَهُمْ أَهْلُ الْعِلْمِ

باب ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمیشہ میری امت سے ایک گروہ دین حق پر غالب رہے گا

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث مسلم کا ہے اس کے بعد یہ ہے کہ نہ ضرر کرے گا ان کو جو ان کو ذلیل کرے یہاں تک کہ اللہ کا حکم آئے اور وہ اسی حال میں ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ لڑتے رہیں گے دین حق پر غالب ہو کے قیامت تک اور یہ جو کہا کہ وہ اہل علم ہیں تو یہ کلام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور ترمذی نے علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ وہ لوگ اہل حدیث ہیں اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ مراد آیت میں ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا﴾ یہی گروہ ہے جو اس حدیث میں مذکور ہے۔ (فتح)

٦٧٦٧۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ حَتّٰى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ.

٦٧٦٧۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمیشہ میری امت میں سے ایک گروہ دین حق پر غالب رہے گا یہاں تک کہ اب و اللہ کا حکم آئے اور وہ غالب ہوں گے یعنی اپنے مخالفوں پر۔

فائدہ: اور معارض ہے اس کو ظاہر میں یہ حدیث کہ نہ قائم ہو گی قیامت مگر بدتر لوگوں پر اور تطبیق دی ہے درمیان

دونوں کے اس طور سے کہ بدتر لوگ جن پر قیامت قائم ہوگی وہ ایک خاص جگہ میں مثلاً مشرق کے ملک میں اور جو لوگ دین حق پر ہمیشہ غالب رہیں گے وہ دوسری جگہ میں ہوں گے یعنی بیت المقدس میں کوئی ان کو ذلیل نہ کر سکے گا اور میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ مراد ساتھ امر اللہ کے ہوا کا چلنا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اللہ ایک ہوا بھیجے گا سو نہ چھوڑے گی وہ کسی مسلمان کو جس کے دل میں دانہ کے برابر ایمان ہوگا مگر کہ اس کی روح قبض کرے گی اور مراد ساتھ قیام ساعت کے مرنا ان کا ہے ساتھ ہوا کے اور جو لوگ بیت المقدس میں ہوں گے وہ دجال کے نکلنے کے وقت میں ہوں گے نہ وقت عین قائم ہونے قیامت کے اور یہی ہے معتمد، واللہ اعلم۔ (فتح)

٦٧٦٨۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ يَخْطُبُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَيُعْطِي اللَّهُ وَلَنْ يَزَالَ أَمْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ مُسْتَقِيْمًا حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ أَوْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ.

٦٧٦٨۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس کے ساتھ اللہ نیکی چاہتا ہے تو اس کو دین میں سمجھ بوجھ دیتا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے اور ہمیشہ اس امت کا امر مستقیم رہے گا یہاں تک کہ قائم ہو قیامت یا یوں فرمایا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آئے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ لیا جاتا ہے استقامت سے جو دوسری حدیث میں مذکور ہے کہ منجملہ استقامت کے یہ ہے کہ ہو بوجھنا دین میں اس واسطے کہ وہی ہے اصل اور اس کے ساتھ حاصل ہوگا ربط اخباروں میں جو معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہیں اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی چارہ انفاق سے جس کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ میں تو بانٹنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث میں کہ اجماع حجت ہے پھر کہا جائز ہے کہ ہو گروہ مذکور جماعت متعددہ اقسام مومنوں سے بعض ان میں دلاور ہوں اور بعض لڑائی کا فن جاننے والے اور بعض فقیہ اور بعض محدث اور بعض مفسر اور بعض نیک بات بتلانے والے اور برے کام سے روکنے والے اور بعض زاہد اور بعض عابد اور نہیں لازم ہے کہ ایک شہر میں جمع ہوں بلکہ جائز ہے جمع ہونا ان کا زمین کے ایک کنارے میں اور جائز ہے جدا جدا ہونا ان کا زمین کے سب کناروں میں اور جائز ہے کہ جمع ہوں سب ایک شہر میں اور جائز ہے کہ شہر کے ایک حصے میں سارے جمع ہوں سوائے بعض کے اور جائز ہے خالی ہونا زمین ساری کا بعضوں سے اول پس اول یہاں تک کہ نہ باقی رہے مگر ایک فرقہ ایک شہر میں سو جب وہ گزر گئے تو اللہ کا حکم آئے گا اور نظیر اس کی یہ حدیث ہے کہ اللہ ہر سو سال کے سر پر بھیجے گا اس شخص کو جو اس کے دین کو تازہ کرے گا کہ یہ لازم نہیں کہ صرف ایک آدمی ہو

بلکہ جائز ہے کہ کئی قسم کے مومن ہوں جیسا کہ گروہ مذکور کی تفسیر میں بیان ہوا اور نہیں لازم ہے کہ سب خصلتیں ایک شخص میں جمع ہوں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا﴾.

باب ہے بیچ بیان قول اللہ تعالیٰ کے یا ٹھہرائے تم کو کئی فرقے۔

٦٧٦٩۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ لَمَّا نَزَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى أَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ﴾ قَالَ أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ ﴿أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ﴾ قَالَ أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ﴾ قَالَ هَاتَانِ أَهْوَنُ أَوْ أَيْسَرُ.

٦٧٦٩۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اتری کہ تو کہہ کہ وہ قادر ہے اس پر کہ بھیجے تم پر عذاب اوپر سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تیری ذات کی پناہ مانگتا ہوں یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تیری ذات کی پناہ مانگتا ہوں پھر جب یہ آیت اتری یا ٹھہرائے تم کو کئی فرقے یا چکھائے ایک کو لڑائی دوسرے کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں سہل اور آسان ہیں۔

فائدہ: اور وجہ مناسبت اس کی ماقبل سے یہ ہے کہ غالب ہونا بعض امت کا اپنے دشمن پر سوائے بعض کے تقاضا کرتا ہے کہ ان کے درمیان اختلاف ہو یہاں تک کہ منفرد ہو ایک گروہ ان میں ساتھ وصف کے اس واسطے کہ غلبہ گروہ کا اگر کفار پر ہو تو ثابت ہوا مدعی اور اگر اس امت سے ایک فرقہ پر ہو تو وہ ظاہر تر ہے بیچ ثابت ہونے اختلاف کے پس ذکر کیا اس کے بعد اصل واقع ہونا اختلاف کا اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارادہ کرتے تھے کہ نہ واقع ہو سو اللہ نے آپ کو معلوم کروایا کہ اس کا واقع ہونا تقدیر میں لکھا گیا ہے اس کے دفع ہونے کی کوئی راہ نہیں کہا ابن بطال نے کہ اللہ نے قبول کی دعا اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ آپ کی امت کو جڑ سے نہ اکھاڑے ساتھ عذاب کے اور یہ دعا قبول نہ کی کہ ان کو فرقے فرقے نہ ٹھہرائے اور ایک کی لڑائی دوسرے کو نہ چکھائے یعنی ساتھ لڑائی اور قتل کے اسی سبب سے اگرچہ یہ بھی اللہ کا عذاب ہے لیکن ہلکا ہے جڑ سے اکھاڑنے سے اور اس میں ایمان داروں کا کفارہ ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ شَبَّهَ أَصْلًا مَّعْلُوْمًا بِأَصْلٍ مُّبَيَّنٍ قَدْ بَيَّنَ اللّٰهُ حُكْمَهُمَا لِيُفْهِمَ السَّآئِلَ

جو تشبیہ دے اصل معلوم کو ساتھ اصل مبین کے جس کا حکم اللہ نے بیان کیا ہے تاکہ سمجھ لے سائل

فائدہ: اور پہلے گزر چکا ہے یہ باب لیس برأی ولا تمثیل یعنی جو وارد ہوا ہے اس سے تمثیل سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تشبیہ اصل کی ہے ساتھ اصل کے اور مشبہ پوشیدہ تر ہے مشبہ بہ سے اور فائدہ تشبیہ کا تقریب ہے واسطے

سمجھنے سائل کے اور روایت کی نسائی نے ساتھ اس لفظ کے جو تشبیہ دے اصل معلوم کو ساتھ اصل مبہم کے جس کا حکم اللہ نے بیان کیا ہے تا کہ سمجھ لے سائل اور یہ واضح تر ہے مراد میں اور کہا ابن بطال نے کہ تشبیہ اور تمثیل قیاس ہے نزدیک عرب کے۔ (فتح)

٦٧٧٠۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ امْرَأَتِيْ وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ وَإِنِّيْ أَنْكَرْتُهُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَّكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا أَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيْهَا مِنْ أَوْرَقَ قَالَ إِنَّ فِيْهَا لَوُرْقًا قَالَ فَأَنّٰى تُرٰى ذٰلِكَ جَآءَ هَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِرْقٌ نَزَعَهَا قَالَ وَلَعَلَّ هٰذَا عِرْقٌ نَزَعَهُ وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُ فِي الْاِنْتِفَآءِ مِنْهُ.

٦٧٧٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میری عورت نے کالا لڑکا جنا یعنی اور میں گورا ہوں اور میں نے اس سے انکار کیا کہ میرا ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں؟ اس نے کہا ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کا کیا رنگ ہے؟ اس نے کہا سرخ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ان میں کوئی سفید اور سیاہ رنگ ملا ہوا بھی ہے؟ اس نے کہا کہ ان میں سفید اور سیاہ رنگ ملا ہوا بھی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو تو دیکھتا ہے کہ یہ رنگ ان میں کہاں سے آیا؟ اس نے کہا یا حضرت! کوئی رگ ہے جس نے ان کو اس رنگ کی طرف کھینچا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور شاید یہ بھی رگ ہے جس نے اس کو اس رنگ کی طرف کھینچا ہے اور نہ اجازت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ساتھ دور ہونے کے اس سے کہ یہ لڑکا میرا نہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لعان میں گزر چکی ہے۔

٦٧٧١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً جَآءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ أُمِّيْ نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَمَاتَتْ قَبْلَ أَنْ تَحُجَّ أَفَأَحُجَّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّيْ عَنْهَا أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلٰى أُمِّكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ قَاضِيَتَهُ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ اقْضُوا اللّٰهَ الَّذِيْ لَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ أَحَقُّ بِالْوَفَآءِ.

٦٧٧١۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی سو وہ مرگئی حج کرنے سے پہلے سو کیا میں اس کی طرف سے حج کروں تو جائز ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلا بتلا تو کہ اگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو اس کو ادا کرتی؟ اس نے کہا ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا قرض ادا کر اس واسطے کہ اللہ لائق تر ہے ساتھ پورا کرنے نذر کے۔

فائدہ: اور حجت پکڑی ہے مزنی نے ساتھ ان دونوں حدیثوں کے اس پر جو قیاس سے انکار کرتا ہے اور انکار قیاس کا ثابت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اصحاب میں سے اور عامر شعبی سے جو کوفے کے فقہاء میں سے ہے اور محمد بن سیرین سے جو بصرے کے فقہاء میں سے ہے اور حجت وہ چیز ہے جس پر سب کا اتفاق ہے سو البتہ قیاس کیا ہے اصحاب نے اور جو ان کے بعد ہیں تابعین سے اور شہروں کے فقہاء سے اور کہا کرمانی نے کہ اس باب میں دلالت ہے اوپر صحیح ہونے قیاس کے اور یہ کہ وہ مذموم نہیں اور جو بخاری رحمہ اللہ نے اس سے پہلے باب باندھا ہے وہ مشعر ہے ساتھ مذمت قیاس کے اور مکروہ ہونے اس کے اور وجہ توفیق کی یہ ہے کہ قیاس دو قسم پر ہے ایک قسم صحیح ہے اور وہ جو مشتمل ہو شرائط پر اور ایک فاسد ہے اور وہ اس کے برخلاف ہے پس قیاس مذموم وہی ہے فاسد اور بہر حال جو صحیح ہے اس میں کوئی مذمت نہیں بلکہ وہ مامور بہ ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ جو قیاس کرے اس کے واسطے یہ شرط ہے کہ عالم ہو ساتھ احکام کے کتاب اللہ سے اور جانتا ہو اس کے ناسخ کو اور منسوخ کو اور عام کو اور خاص کو اور استدلال کرے اس پر جو تاویل کا احتمال رکھے ساتھ سنت کے اور اجماع کے اور اگر نہ ہو تو قیاس کرے اس پر جو قرآن میں ہے اور اگر قرآن میں نہ ہو تو قیاس کرے اس پر جو حدیث میں ہو اور اگر حدیث میں بھی نہ ہو تو قیاس کرے اس پر جس پر سلف کا اتفاق اور لوگوں کا اجماع ہو اور اس کا کوئی مخالف نہ پہچانا گیا ہو کہا شافعی رحمہ اللہ نے نہیں جائز ہے بات کرنا علم میں مگر ان وجہوں سے اور نہیں جائز ہے کسی کو کہ قیاس کرے یہاں تک کہ عالم ہو ساتھ حدیثوں کے اور اقوال سلف کے اور اجماع لوگوں کے اور اختلاف علماء کے اور زبان عرب کے اور صحیح العقل ہو تا کہ مشتبہات میں فرق کرے اور نہ جلدی کرے اور سنے اپنے مخالف سے تا کہ متنبہ ہو غفلت پر اگر ہو اور نہایت کوشش کرے اور اپنے دل سے انصاف کرے تا کہ پہنچانے کہ کہاں سے کہا ہے جو کہا اور اختلاف دو وجہ پر ہے جو مسئلہ منصوص ہو اس میں اختلاف جائز نہیں اور جس میں تاویل کا احتمال ہو یا قیاس سے پایا جاتا ہو تو اس پر کوئی تنگی نہیں اور جب قیاس کریں جن کو قیاس کرنا جائز ہے اور اختلاف کریں تو ہر ایک کو گنجائش ہے کہ اپنے مبلغ اجتہاد کے ساتھ قائم ہو اور نہیں گنجائش ہے اس کو کہ غیر کی پیروی کرے اور مذہب معتدل وہ ہے جو شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ قیاس مشروع ہے وقت ضرورت کے نہ یہ کہ وہ اصل ہے براسہ۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِي اجْتِهَادِ الْقُضَاةِ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِقَوْلِهٖ ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ﴾.

جو آیا ہے بیچ اجتہاد قضاء کے ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے اتاری واسطے قول اللہ تعالیٰ کے اور جو نہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے اتاری تو یہی ہیں ظالم لوگ۔

فائدہ: اور اجتہاد القضاء کے معنی ہیں اجتہاد کرنا حکم میں ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے اتاری یا معنی اس کے یہ ہیں اجتہاد کرنا حاکم کا حکم میں اور اجتہاد کے معنی ہیں خرچ کرنا کوشش کا اور اصطلاح میں خرچ کرنا وسعت کا ہے واسطے پہنچنے کے طرف معرفت حکم شرعی کے اور پہلے اس آیت کا یہ باب باندھا ہے اجر اس کا جو حکمت سے حکم کرے اور اس

میں اشارہ ہے اس طرف کہ موصوف ساتھ دونوں صفتوں کے نہیں ہے ایک برخلاف اس کے جو قائل ہے کہ ایک آیت نصاریٰ میں ہے اور دوسری مسلمانوں میں اور پہلی یہود کے واسطے ہے اور ظاہر تر عموم ہے اور اقتصار کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے دونوں آیتوں کی تلاوت پر اس واسطے کہ ممکن ہے کہ دونوں مسلمانوں کو شامل ہوں برخلاف پہلی آیت کے کہ وہ اس کے حق میں ہے جو حلال جانے حکم کرنے کو برخلاف اس چیز کے جو اللہ نے اتاری اور بہرحال دوسری دونوں آیتیں سو وہ عام تر ہیں اس سے۔ (فتح)

وَمَدَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاحِبَ الْحِكْمَةِ حِيْنَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا لَا يَتَكَلَّفُ مِنْ قِبَلِهِ وَمُشَاوَرَةِ الْخُلَفَاءِ وَسُؤَالِهِمْ أَهْلَ الْعِلْمِ.

اور حضرت ﷺ نے حکمت والے کی مدح کی جب اپنی حکمت سے حکم کرے اور اس کو سکھلائے اور نہ تکلف کرے اپنی طرف سے اور مشورہ کرنا خلیفوں کا اور سوال کرنا ان کا اہل علم سے۔

٦٧٧٢ ـ حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسُلِّطَ عَلٰى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ وَآخَرُ آتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا.

٦٧٧٢ ـ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں لائق ہے حسد کرنا مگر دو چیزوں میں ایک وہ مرد جس کو اللہ نے مال دیا ہے سو اس کو قدرت دی اس کے بجا خرچ کرنے پر اور دوسرا وہ مرد جس کو اللہ نے حکمت دی سو وہ اس کے ساتھ حکم کرتا ہے اور اس کو سکھلاتا ہے۔

٦٧٧٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ سَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ هِيَ الَّتِيْ يُضْرَبُ بَطْنُهَا فَتُلْقِيْ جَنِيْنًا فَقَالَ أَيُّكُمْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ شَيْئًا فَقُلْتُ أَنَا فَقَالَ مَا هُوَ قُلْتُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ فَقَالَ لَا تَبْرَحْ حَتّٰى تَجِيْئَنِيْ بِالْمَخْرَجِ

٦٧٧٣ ـ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سوال کیا عمر رضی اللہ عنہ نے عورت کے املاص سے اور وہ عورت وہ ہے کہ اس کے پیٹ کو مارا جائے تو وہ کچا بچہ ڈالے یعنی کوئی اس کے پیٹ میں کچھ مارے اور اس کے پیٹ سے کچا بچہ گر پڑے سو کہا کہ تم میں کون ایسا ہے جس نے حضرت ﷺ سے اس میں کوئی بات سنی ہو؟ میں نے کہا میں نے سنی ہے کہا وہ کیا ہے؟ میں نے کہا میں نے حضرت ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ اس میں بردہ لازم ہے غلام ہو یا لونڈی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہ جدا ہونا یہاں سے یہاں تک کہ تو گواہ لائے اس میں

فِيْمَا قُلْتَ فَخَرَجْتُ فَوَجَدْتُ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ فَجِئْتُ بِهٖ فَشَهِدَ مَعِيْ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ تَابَعَهُ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ.

جو تو نے کہا سو میں نکلا تو میں نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو پایا تو میں اس کو لایا سو اس نے میرے ساتھ گواہی دی کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ لازم ہے اس میں ایک بردہ غلام ہو یا لونڈی متابعت کی ہے ہشام کی ابو زناد نے اپنے باپ سے عروہ مغیرہ رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ نہیں جائز ہے قاضی کو حکم کرنا مگر بعد طلب کرنے حکم حادثے کے کتاب یا سنت پر اور اگر اس کو نہ پائے تو اجماع کی طرف رجوع کرے اور اگر اس کو بھی نہ پائے تو نظر کرے کہ کیا صحیح ہے حمل کرنا بعض احکام مقررہ پر واسطے علت کے کہ دونوں کے درمیان جامع ہو سو اگر یہ پائے تو لازم ہے اس کو قیاس کرنا مگر یہ کہ عارض ہو اس کو اور علت سو لازم ہے اس کو ترجیح اور اگر علت کو نہ پائے تو استدلال کرے شواہد اصول سے اور غلبے اشتباہ سے اور اگر اس کے واسطے کوئی چیز اس سے متوجہ نہ ہو تو رجوع کرے طرف حکم عقل کی اور یہ قول ابو بکر باقلانی کا ہے پھر اشارہ کیا طرف انکار کرنے کی اس کے اخیر کلام پر ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ﴾ اور یہ سب کو معلوم ہے کہ نصوص نے سب حوادث کو احاطہ نہیں کیا سو ہم نے پہچانا کہ البتہ اللہ نے بیان کیا ہے حوادث کے حکم کو بغیر طریق نص کے اور یہ وہ قیاس ہے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اللہ تعالیٰ کا ﴿لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهُ مِنْهُمْ﴾ اس واسطے کہ استنباط وہ استخراج ہے اور وہ قیاس سے ہوتا ہے اس واسطے کہ نص ظاہر ہے پھر رد کیا قیاس کے منکروں پر اور الزام دیا ان کو ساتھ تناقض کے اس واسطے کہ ان کے اصل سے ہے کہ جب نص نہ پائی جائے تو اجماع کی طرف لائے سو لازم ہے ان کو کہ لائیں اجماع اس پر کہ قیاس پر عمل کرنا جائز نہیں اور ان کو اس کی طرف کوئی راہ نہیں سو ظاہر ہوا کہ قیاس سے تو اس وقت انکار کیا جاتا ہے جب کہ نص یا اجماع موجود ہو نہ اس وقت جب کہ نہ نص موجود ہو اور نہ اجماع اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَتْبَعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ.

حضرت ﷺ کا قول کہ البتہ تم چلو گے اگلے لوگوں کی چالوں پر۔

فائدہ: لفظ ترجمہ کا مطابق ہے دوسری حدیث کو۔

٦٧٧٤ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَأْخُذَ أُمَّتِيْ

۶۷۷۴ـ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ میری امت چلے گی اگلی امتوں کی چال پر بالشت بالشت بھر اور ہاتھ ہاتھ بھر تو کسی نے کہا یا حضرت! فارسیوں اور رومیوں

بِأَخْذِ الْقُرُوْنِ قَبْلَهَا شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَفَارِسَ وَالرُّوْمِ فَقَالَ وَمَنِ النَّاسُ إِلَّا أُولٰٓئِكَ.

کی طرح یعنی فارسیوں اور رومیوں کی چال پر چلیں گے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا اور کون لوگ ہیں سوائے ان کے یعنی یہی لوگ مراد ہیں انہیں کی چال پر چلیں گے۔

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ اس وقت زمین کے سب بادشاہوں میں یہی بہت بڑے بادشاہ تھے اور انہیں کی رعیت زیادہ تھی اور انہیں کے شہر وسیع تھے اور قرون جمع قرن کی اور قرن آدمیوں کی ایک امت کا نام ہے۔

٦٧٧٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عُمَرَ الصَّنْعَانِيُّ مِنَ الْيَمَنِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا شِبْرًا وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى قَالَ فَمَنْ.

٦٧٧٥۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ تم چلو گے اگلوں کی چالوں پر بالشت بالشت بھر اور ہاتھ ہاتھ بھر یہاں تک کہ اگر وہ سوسمار کی سوراخ میں گھسے ہوں گے تو تم بھی ان کی پیروی کرو گے ہم نے کہا یا حضرت! کیا یہود اور نصاریٰ کی چال پر چلیں گے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہی نہیں تو پھر کون یعنی یہود اور نصاریٰ ہی مراد ہیں انہیں کی چال پر چلو گے۔

فائدہ: بالشت اور ہاتھ اور طریق اور سوراخ میں گھسنا تمثیل ہے یعنی ان کی پیروی کریں گے ہر چیز میں جس سے شرع نے منع کیا ہے کہا ابن بطال نے کہ حضرت ﷺ نے خبر دی کہ میری امت بدعات اور محدثات کی پیروی کرے گی اور ہوائے ہوس نفسانی کے پیچھے چلے گی جیسے کہ اگلی امتوں نے بدعات اور شرک کی پیروی کی اور البتہ حضرت ﷺ نے اور بہت حدیثوں میں ڈرایا ہے کہ بدتر لوگ پیچھے رہ جائیں گے اور قیامت نہ قائم ہو گی مگر بدتر لوگوں پر اور دین تو فقط خاص لوگوں کے پاس رہ جائے گا اور دوسری حدیث پہلی حدیث کے معارض نہیں اس واسطے کہ جب حضرت ﷺ مبعوث ہوئے تو اس وقت ملک کی بادشاہی صرف فارسیوں اور رومیوں میں منحصر تھی اور ان کے سوائے جو اور لوگ تھے وہ سب ان کے ماتحت تھے بہ نسبت ان کی کچھ چیز نہ تھے اور احتمال ہے کہ ہو اختلاف جواب کا باعتبار مقام کے سو جس جگہ کہ فارس اور روم کہا وہاں کوئی ایسا قرینہ نہ تھا جو متعلق تھا ساتھ حکم کرنے کے درمیان لوگوں کے اور سیاست رعیت کے اور جس جگہ یہود و نصاریٰ کہا وہاں کوئی ایسا قرینہ تھا جو متعلق تھا ساتھ امور دین کے اس کے اصول اور فروع میں، میں کہتا ہوں اور جس سے حضرت ﷺ نے ڈرایا تھا اور جیسا فرمایا تھا ویسا ہی واقع ہوا کہ اس امت کے عوام خلقت میں شرک اور بدعت نہایت رائج ہو گئے قبر پرستی اور پیر پرستی اور بداعتقادی علی العموم ظاہر ہوئی یہود و نصاریٰ کے قدم بقدم ہو گئی بلکہ تعزیہ داروں اور پیر پرستوں نے ایسے بدعات نکالے ہیں کہ

یہود و نصاریٰ کو بھی نہیں سوجھے۔ (فتح)

بَابُ إِثْمِ مَنْ دَعَا إِلٰى ضَلَالَةٍ أَوْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً.

گناہ اس شخص کا جو گمراہی کی طرف لوگوں کو بلائے یا بری راہ نکالے۔

فائدہ: ترجمہ باب کے مطابق دو حدیثیں وارد ہوئی ہیں لیکن اس کی شرط پر نہیں ہیں سو کفایت کی اس نے ساتھ اس چیز کے جو دونوں کے معنی ادا کرے اور وہ آیت اور حدیث ہے اور بہر حال یہ جو کہا جو گمراہی کی طرف بلائے تو یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو خلق کو نیک کام کی طرف بلائے گا تو اس کو ثواب ملے گا برابر ان کے ثواب کے جو نیک کام میں اس کے تابع ہوں گے اور بتانے والے کا ثواب کرنے والوں کے ثواب کو نہ گھٹائے گا یعنی دونوں کو پورا ثواب ملے گا یہ نہ ہوگا کہ کچھ بتلانے والے کو ملے اور کچھ کرنے والوں کو اور جو گمراہی کی طرف لوگوں کو بلائے گا تو اس پر اتنا گناہ ہوگا جتنا اس کی پیروی کرنے والوں پر ہوگا گمراہ کرنے والے کا گناہ کرنے والوں کے گناہ کو نہیں گھٹائے گا یعنی دونوں کو برابر پورا گناہ ہوگا اور یہ جو کہا یا بری راہ نکالے تو اس کو بھی مسلم نے روایت کیا ہے جریر سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اسلام میں اچھی راہ نکالے اس کو اس کا ثواب ملے گا اور جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے ان کا ثواب بھی اس کو ملے گا بغیر اس بات کے کہ ان کا ثواب کچھ گھٹے یعنی دونوں کو جدا جدا پورا پورا ثواب ملے گا اور جو اسلام میں بری راہ نکالے گا تو اس کو اس کا گناہ ہوگا اور جو اس کے بعد اس بری پر چلیں گے ان کا گناہ بھی اس کی گردن پر ہوگا بغیر اس بات کے کہ کچھ ان کے گناہوں سے گھٹے یعنی سب کو جدا جدا پورا گناہ ہوگا۔ (فتح)

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ اَلْاٰيَةَ.

واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے اور ان کے گناہوں سے جن کو گمراہ کرتے ہیں بے علمی سے۔

فائدہ: کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ قیامت کے دن اپنے گناہوں کو بھی اٹھائیں گے اور جن لوگوں نے ان کا کہا مانا ان کے گناہوں کو بھی اٹھائیں گے اور ان کا کہا ماننے والوں کے گناہوں سے کچھ کم نہیں ہوگا۔

٦٧٧٦۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْهَا وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ مِنْ دَمِهَا لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ

٦٧٧٦۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسی جان نہیں جو ظلم سے قتل ہوئی مگر کہ آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے یعنی قابیل پر اس کے خون کا حصہ پڑتا ہے یعنی وہ بھی گناہ میں شریک ہوتا ہے اس واسطے کہ اس نے اول اول خون کرنے کی راہ نکالی۔

سَنَّ الْقَتْلَ أَوَّلًا.

فائدہ: یعنی خون ریزی کی رسم اول اسی سے نکلی اس حدیث کی شرح قصاص میں گزری کہا مہلب نے یہ باب اور اس سے پہلا باب بیچ معنی تحذیر کے ہے گمراہی سے اور بچنے کے بدعات سے اور نہی کے مومنوں کے راہ کی مخالفت کرنے سے اور وجہ تحذیر کی یہ ہے کہ جو بدعت نکالتا ہے وہ اس کو آسان جانتا ہے کہ اول اول ہلکی معلوم ہوتی ہے اور نہیں معلوم کرتا جو مرتب ہوتا ہے اس پر مفسدے سے اور وہ یہ ہے کہ جو اس کے بعد اس بدعت پر چلیں گے ان کا گناہ بھی اسی کی گردن پر پڑے گا اگرچہ اس نے خود اس پر عمل نہ کیا ہو بلکہ اس واسطے کہ وہ بدعت دراصل پہلے پہل اسی نے نکالی۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

كتاب الفتن

کتاب الاحکام

کتاب التمنی

کتاب اخبار الآحاد

کتاب الاعتصام

❀ ...... ❀ ...... ❀